

## ادھر دیکھئے

"انقل! میں... یعنی کہ قاعدتی احمد... پور ہو رہا ہوں۔"

کیا کہا طارق... تم اور پور ہو رہے... ذرا پھر سے کتا" مجھے

اپنے کانوں پر تھیں نہیں آیا۔" خان رحمان بوکھلا اٹھے۔

"تو میرا پی فرما کر اپنے کانوں کو اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔"

طارق کی آواز ان کے کان میں گونج اٹھی۔

"اس صورت میں میں فون کا ریسیور کس چیز سے لگاؤں گا۔"

خان رحمان تھیرا کر بولے۔

"ارہ ہاں! یہ مسئلہ بھی ہے۔ خبر... تو پھر آپ فی الحال کان

ایک طرف نہ رکھیں اور میری بات سن لیں۔ بات دہی ہے۔ یہ کہ

میں پور ہو رہا ہوں۔"

"اچھا یعنی مان لیا۔ تم پور ہو رہے ہو... آگے چلو۔ خان

رحمان نے جل کر کہا۔

"مکان چلنے کے لئے تو آگے چلنے کی ضرورت نہیں ہوتی انقل۔"

"ارے بھائی... آگے کہو" وہ چلا۔

"ہاں! اب بات مئی! فاروق خاموش ہو گیا۔

"ابن اکمل... محمود اور خروازہ۔"

"اور پہلے بڑی کب تھی... تم تو اسے زہد سنی بگاڑ رہے تھے۔"

"اور! اب تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

"چلو معافی کیا... اب کچھ کوسے بھی یا نہیں۔"

"جب سے ہم انشاد سے نہیں آدمیوں کے نام پڑے کے

لوٹے ہیں اور ان کو لٹکانے لگایا ہے... اور جاگو راکا کو یا کر یہ غور کریں۔"

فہمی سنائی ہے "اس کے بعد سے لے کر اب تک میں پور ہو رہا ہوں۔"

"یہ گھبراہٹ بھڑانا چھوڑیں... اور بات چیتیں۔"

"بات تو تم بتا رہے تھے مہمہ... مگر۔" وہ دکھائے۔

"اور! میں بھول گیا... خیر... میں چاہتا ہوں۔ آپ کسی جگہ

"آخر کوئلہ... وہ۔" وہ بولے۔

"اس وقت سے لے کر اب تک کوئی کیس پلے نہیں چلا۔ اور

ایسا شاید پہلا بار ہو رہا ہے۔"

"تک... کیا؟" وہ دکھائے۔

"یہ کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے ہیں۔"

"اور! اچھا۔ تو چھو۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔" خان رحمان میں۔

نے بولکھا کر کہا۔

"نہی آپ کوئی پتھر نہیں چلا سکتے۔"

"ارے جی! کیا پتھر... کچھ وضاحت کرو گے تو بات پلے پڑے

کی بات۔"

"جی... جی... ہم آج تک شارون آباد نہیں گئے۔ سنا

بہت پریشان اور بارون قصبہ ہے اور سیاح لوگ اس کی طرف

گھنٹے چلے جاتے ہیں۔"

میںوں ٹھیک ہے... اب مجھے وضاحت کرنا بھی پڑے گی۔"

دیکھیں انکل۔ انہیں یہ احساس ہو گا کہ پروگرام ہم نے  
یہ کر دیا ہے۔

"وہ میں سمجھتا ہوں۔" انہوں نے جس کر کہا۔

○

"السلام علیکم حبیبہ۔۔۔ خانہ رحمان بات کر رہا ہوں۔"

"خیر نہ ہے۔ تمہاری آواز میں جتنی سی کپکپاہٹ کیوں ہے؟"

لیکن تھک نے چونک کر کہا۔

"نہیں تو۔۔۔ تمہیں وہم ہوا ہے۔"

"نہیں۔۔۔ وہم نہیں ہوا۔ گولی بات کرنا چاہتے ہو شاید۔"

لیکن حبیبہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! تو ہے۔" وہ فوراً بولے۔

"تو پھر کس۔۔۔ گھبراہٹ کیسی؟"

"یہ تم زبونی تجھ پر گھبراہٹ کیوں طاری کرنا چاہتے ہو۔"

"جی نہیں۔۔۔ گھبراہٹ خود تم پر سوار ہے۔ اچھا تم بات

کر رہے۔"

"میں اور پروگرام ریت محسوس کر رہے ہیں۔ ہم نے شادان

اور بات کا پروگرام طے کیا ہے۔ اب ظاہر ہے۔ تمہارے بغیر تو میر

ہرگز آگاہی نہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔ تیار کر لو۔" وہ بٹھے۔

"اور ہاں! میں نے بھی بہت تعریف سنی ہے۔۔۔ تجھ۔۔۔ میں ان  
فون کرتا ہوں۔"

"وہ تو مان جائیں گے انکل۔ اصل مسئلہ ابا جان کا ہے۔"

"تم فکر نہ کرو۔۔۔ انہیں سناٹا میرے پاس باتھ کا کھیل ہے  
وہ جس دیتے۔"

قادر و رسیور دیکھ کر دونوں کی طرف مڑا۔

"لو بھئی انکل خانہ رحمان تو ہو گئے ہیں تیار۔"

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ ہم نے آدھا میدان مار لیا ہے۔" کی  
نے خوش ہو کر کہا۔

"باقی آدھا انکل خانہ رحمان خود مار لیں گے۔"

"لیکن اس کے باوجود ابا جان مجھ جائیں گے کہ یہ پروگرام ہم  
نے بنایا ہے۔"

"بھئی تو مشکل ہے۔ ہم لاکھ کوشش کریں۔۔۔ وہ جان جائے

ہیں۔۔۔ خیر دیکھا جائے گا۔" فردانے نے مسکرا کر کہا اور پھر چند منٹ

بعد خانہ رحمان کا فون موصول ہوا۔

"پروفیسر بالکل تیار ہیں۔ اب بتاؤ۔۔۔ ہمیشہ اس وقت کہاں

ہے؟"

"دفتر میں۔"

"میں بات کرنا ہوں۔"

"انہیں شک نہیں ہوا۔۔۔ بلکہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ

"محمود" فاروق اور فرزانہ نے یہ سبق ہمیں پڑھایا ہے۔

"نکلیا" وہ چلا۔

"یقین انہوں نے بالکل برا نہیں مانا۔ بلکہ جواب میں یہ کہا ہے

"وہ بھی بہت پرست محسوس کر رہے ہیں۔"

"اے خدا کا شکر ہے۔" فاروق ہلادی سے بولا۔

"اب ہم کل صبح روانہ ہوں گے۔"

"بھئی دادا! اسے کہتے ہیں چٹ مکئی پٹ میا۔" فاروق نے خوش

ہو کر کہا۔

"ارے نہیں بھئی۔ اس میں میاہ اور مکئی کہاں سے کو

"ہے۔" خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"اور ہوا آپ ہمیں جانتے اقل۔۔۔ میاہ اور مکئی 7 چپ چپاتے

ہوتے ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"اب تم سے کون معز مارے؟" انہوں نے جھلا کر فون کا ریسیور

لٹا دیا۔

"چلو بھئی! ہم نے میدان مار لیا۔"

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لڑکا جان کو شک نہ ہوا ہو؟" محمود

نے اسے کھنکھوڑا۔

"انہیں اس لئے شک نہیں ہوا کہ انہیں یقین ہے۔۔۔ یہ

"اور تم کیا سمجھ گئے۔ جھید۔"

"محمود" فاروق اور فرزانہ نے یہ سبق ہمیں پڑھایا ہے۔

تیار کر کے۔۔۔ میں خود بہت بور ہو رہا ہوں آج کل۔"

"وہیے یاد ہمیشہ۔۔۔ تم سمجھ جانتے کے سلسلے میں۔ اپنی حسرت

تجزیٰ کچھ کم نہیں کر سکتے۔" خان رحمان نے شرمسار لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ اس لئے کہ یہ اللہ کی دین ہے۔"

"اچھا ختم۔ لیکن تم محمود" فاروق اور فرزانہ کو ایک بات

نہیں کہو گے۔"

"اور کہ۔۔۔ بخوشی سہی۔" وہ بولے۔

○

انہیں جھید کے گہری مٹھنی تھی۔۔۔ فاروق نے فوراً

اٹھایا۔۔۔ اس کا خیال تھا کہ فون خان رحمان کا ہو گا اور فون انہی کا

"تیار کر لو بھئی۔ انہوں نے پروگرام منظور کر لیا ہے۔"

"انہیں شک تو نہیں ہوا کہ یہ پروگرام ہم نے ترتیب

ہے۔"

"نہیں! شک نہیں ہوا۔" خان رحمان جیسے

"تھکا ہوا شکر ہے۔"

"لیکن تم نے اگلے بات نہیں پوچھی۔" خان رحمان نے کہا۔

"اگلے بات کون سی؟"

یہ پروگرام ہمارا لایا ہوا ہے۔"

"اوسے باپ رستہ۔ ماوسے کئے پھر تو۔"

"نہیں۔۔۔ اکل خان رحمان کا کہنا ہے کہ انہوں نے بالکل

شیں مانا۔"

"اس پر اور زیادہ حیرت ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا

"ہوئی۔۔۔ مجھے کیا۔ اپنی حیرت اپنے پاس منجھال کر رکھ

اؤسے وقت کام آئے گی۔ فاروق نے جملے کئے لہذا میں کہا۔

اور دونوں مسکرا کر رہ گئے۔ مگر انہوں نے تیاریاں ضرور

دیں۔ ٹھیک پانچ بجے دروازے کی گھنٹی بجی۔ یہ وقت تھا اسکیلر

کے آئے کا لہذا جمہور نے دروازہ کھول دیا۔

"تم لوگوں کا پروگرام پتہ آیا۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی، لیکن خوشی سے کہیں زیادہ حیرت

ہوئی۔"

"کہ کیوں؟"

"ہمارا خیال تھا۔۔۔ کہ آپ ہم پر یگانہ کئے۔"

"نہیں۔۔۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم نے یہ پروگرام بنایا ہے۔"

"حیرت ہے۔۔۔ آخر آپ کو خوشی کیوں ہوئی ہے۔"

"بہت سی۔۔۔ میں بھی کہہ نہ سکتا ہوں تھا۔ آخر میں

انسان ہوں۔"

"لوہ ہالہ راتھی۔۔۔ یہ بات تو ہے۔" فاروق نے چونک کر کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا بات تو ہے۔"

"یہ کہ۔۔۔ آپ بھی آخر انسان ہیں۔"

اسکیلر جیشہ مسکرا دیئے۔۔۔ دوسرے دن صبح ناشتے کے بعد وہ

خان رحمان کی بڑی گاڑی میں روانہ ہوئے۔ خان رحمان کا کاروبار

ایک بار پھر چمک اٹھا تھا۔ انہوں نے ایک چھوٹی سی تجارت شروع کی

تھی جو بہت تیزی سے بڑھ رہی تھی۔۔۔ اور اب خان رحمان پھر مال دار

بن چکے تھے۔۔۔ لہذا اب ان کے پاس ایک بڑی اور ایک چھوٹی گاڑی

بھی تھی۔ شہر سے باہر نکلنے کے تو ایک پرائیس چیک پوسٹ پر انہیں

رہک لیا گیا۔ لیکن پھر پہچان لینے کے بعد جانے کی اجازت ملے وہی

گئی۔ شادون آباد دارالحکومت سے پانچ گھنٹے کے راستے پر ایک چھوٹا سا

تقبہ تھا۔ پناہی مقام تھا۔ ایک جگہ ایک جمیل بھی تھی۔ اور

پناہوں سے لٹکا ہوا ایک چشمہ اسی جمیل میں گرنا تھا۔ قصبے میں

چوتھ سا چارہ بہت آتے تھے اور اکثر لوگ بھی سیر کی غرض سے بڑی

تعداد میں آتے تھے۔ اس لئے ان کی ضرورت کے مطابق یہاں بڑے

بڑے ہوٹل تھے۔ اور بہت سے اقباعے ہوئے تھے۔ وہ اس قصبے میں

اپنی حیرت پر رہے تھے۔ پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا۔

"آج ہماری۔" فاروق کہتے کہتے رگہ گیا۔

"کیا آج ہماری۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔" فرزانہ اس کی طرف

مزی-

"میرا مطلب ہے... کیا آج ہماری گاڑی خراب نہیں ہوئی اور کی۔"

شارون تو بچے سے پہلے کیا ہم کسی کس میں نہیں اٹھیں گے۔"

"ہاں بچہ نہیں۔ کیا کہا جا سکتا ہے بھلا۔" محمود نے کہا

"نہیں بھئی... تم سیدھے شارون آگے جانا پسند کریں گے۔"

اور وہاں بھی کوئی پکڑ نہ پٹے۔" انیسٹر جیشید مسکرائے۔

"یہ یہ آپ کہ رہے ہیں۔ مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ

رہا۔"

"آجائے گا یقین... میں اس بار تقریب کے منو پر ہوں۔"

انیسٹر جیشید بولے۔

"ایسا قدرتی میں پہلی بار سننے میں آ رہا ہے... اور شاید آج کے

یہ پھر بھی سننے میں نہ آئے گا۔"

"یار تم لوگ متوجھے کیا سمجھتے ہو۔" انیسٹر جیشید بھلا اٹھے۔

"جی... کیا جاننا۔" قادیق نے فوراً کہا۔

خان رحمان اور پروقیسرا دو ہونے بغیر نہ ہو سکے۔

"لیکن افسوس... تم تو جیشید تمہیں یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔"

پروقیسرا بولے

"جی... کیا نہیں کہہ سکتے۔" انہوں نے حیرت سے کہا

"ابا جاننا۔" وہ فوراً بولے۔

اور وہ سننے لگے۔ اچانک انہوں نے ہاتھ پکڑے ہوئے کی آواز

"لو ہو گیا کام۔" انیسٹر جیشید نے قادیق کو گھورا۔

"اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔" پانچ منٹ بعد دوسرا مائٹر لگ

ہائے گا۔

"ہاں... انکو دیکھتے۔"

انہوں نے دوسرا مائٹر لگایا اور پھر روانہ ہوئے۔ لیکن ابھی پانچ

منٹ ہی چلے ہوئے تھے کہ پھر مائٹر پکڑا ہوا گیا۔

"آپ ہوا نا پورا کام۔" انیسٹر جیشید کہنے۔

خان رحمان نے گاڑی سڑک کے کنارے کر کے روک لی۔ سب

بچے اترے آئے۔ انہوں نے دیکھا... سڑک دور دور تک سنان

تھی۔ اور دائیں بائیں آبادی کے آثار نہیں تھے۔

"بڑے گہنے۔" خاننا رحمان بڑھائے

"قادیق! اس درخت پر چڑھنا۔" انیسٹر جیشید نے کہا۔

"جی ہنر۔" اس نے کہا اور چڑھنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا

کرتے ہیں۔

وہ بلا کی رفتار سے چڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک اس نے پتھر کی

آواز سنی۔

"اے باپ رہے۔"

"یہ گود جاؤ۔ یہ خیر سانپ کی آواز ہے۔" اسٹیکر نے  
چلائے۔

اور فاروق نے چلائیک لگا دی۔ لیکن ساتھ ہی سانپ بھی  
آواز فاروق کی طرف لگا۔

فاروق نے خوف زدہ انداز میں ایک سمت میں چلائیک لگا دی۔  
اسنے میں اسٹیکر جھید نے سانپ کے سر پر غائر کر دیا اس کا سر اڑا  
اور پانی جسم چھ کھانے لگا۔

"یہ ضرور مادہ سانپ ہے۔ اور اس نے درخت پر اڑنے سے  
رکھے ہوں گے ورنہ شاید اس طرح حملہ آور نہ ہوتا اور درخت سے  
نہ کوئی۔"

"اب۔ اب تو مجھے اس جنگل کے درختوں سے ڈر گئے  
ہے۔"

"ایسا جان۔ وہ۔ اور دیکھئے۔"

ایسے میں انہیں فزائے کی آواز سنا دی۔

یہ کیا

انہوں نے دیکھا۔ کسی کچھ ٹانوی سے ایک گدھا گاڑی سڑک  
پر آئی تھی اور اس کا رخ ان کی طرف تھا۔

"ابن فاروق! اب درخت پر چڑھنے کی ضرورت نہیں۔"  
"لہذا اٹھ کر ہے۔ ورنہ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس  
جگہ کے جرم درست پر سیاہ سانپوں کا تیرا ہے۔"

"وہ سکر ایلے۔ اسنے میں گدھا گاڑی والا نزدیک آگیا۔ وہ  
ان کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آخر وہ ان کے  
بالوں نزدیک رک گیا اور حیرت زدہ انداز میں بولا۔

"کیا بات ہے صاحب۔ گاڑی خراب ہو گئی ہے؟"

"نہیں۔ ہائپر بیکر ہو گیا۔"

"تو دوسرا لگالیں۔ کیا آپ کے پاس فائو ہائپر نہیں ہے۔"

"وہ پہلے لگا چکے ہیں۔ یہ دوسری بار ہائپر ہوا ہے۔"

"اوجھل۔"

"اب ہم کیا کریں۔ کیا آپ کچھ بتا سکتے ہیں۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہاں سے نزدیک ترین درمات بھی پندرہ کلومیٹر دور ہے وہاں سے پتھر گلوایا جاسکتا ہے۔"

"پرہے لکھے گئے ہیں آپ؟"

"جی ہاں! اس میٹرک پاس ہوں۔"

"اور چلاتے ہیں گدھا گاڑی؟" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"آج کل میٹرک پاس کو نوکری کہاں ملتی ہے جناب۔۔۔ میرے

والد گدھا گاڑی چالایا کرتے تھے۔ ان کے بعد میں نے چانا مشورہ دیا۔"

"ہوں۔۔۔ آپ کہاں رہتے ہیں؟"

"جنگل میں گھر ہے میرا۔" اس نے بتایا۔

"لیکن کیوں۔۔۔ آپ درمات میں یا کسی قصبے میں کیوں نہیں

رہتے؟"

"گھر کے ساتھ ہماری کچھ زمین ہے۔۔۔ اس لئے ہم نے اپنا گھر

یہیں بنا لیا ہے۔۔۔ گدھا گاڑی پر ہر پختہ درمات سے ضرورت کی چیزیں لے آتا ہوں۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کے گھر میں آرام

کر لیں۔۔۔ اور آپ گدھا گاڑی پر ہمارے ٹائروں کو پتھر گلوایا لائیں۔"

"ضرور ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں کئی گھنٹے لگ جائیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔"

"تو پھر آئیں۔۔۔ میرے ساتھ۔"

اس نے گدھا گاڑی وہیں ایک درخت سے بانٹھ دی اور انہیں

لے کر چل پڑا۔ پک اڑتی سے اترتے ہی انہیں کچھ فاصلے پر ایک

مکان کے آگے نظر آئے۔ مکان کچا تھا۔ وہ کمروں کا تھا۔ ہاتھ والا

ل لگا ہوا تھا۔ اس کے صحن میں نیم کا ایک درخت تھا۔ مکان کے

باہر ایک کنواں تھا اور کنوئیں کے ساتھ ایک لمبا چوڑا کھیت۔ لیکن

مکان میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ اندر دھل ہونے کے بعد انہوں

نے یہ بات فوراً محسوس کر لی۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔" ان پتھر جھید بولے۔

"اس وقت سب لوگ دوسرے کھیت میں کام کرنے کے لئے

گئے ہیں۔۔۔ جب اپنے کھیت میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ تو دوسروں کے

کھیتوں میں ہم لوگ کام کر لیتے ہیں۔ اس طرح کچھ پیسے بن جاتے

ہیں۔"

"ہوں۔ خیر۔ ہم یہاں آرام کر لیتے ہیں۔ آپ دونوں ٹائر

لے جائیں اور پتھر گلوایا لائیں۔ ہم آپ کو معاوضہ ادا کریں گے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔

"اوہ ہاں! ایک اور بات ہے۔۔۔ آپ کا نام کیا ہے جناب؟"

"مئی۔۔۔ مجھے۔۔۔ میں بانا خان ہوں۔"



"ہانا خان؟" اسکیچر جیشید نے سواہی انوار میں گھلا۔

"ہاں جنت ہانا خان۔"

"عجب سا نام ہے۔"

"جی ہاں... دوسرائی نام عجیب و غریب ہی ہوتے ہیں۔"

اور پھر وہ چلا گیا۔

"عجیب دوسرائی ہے... ایسے دوسرائی تو میں نے نہیں دیکھے۔"

نے۔ "خان و جہان نے منہ ہٹا دیا۔"

"کیا مطلب انکل؟"

"مطلب یہ کہ... دوسرائی میں مصلحتوں کے سامنے لٹی پائی ضرور

رکھا جاتا ہے... اس نے کچھ بھی نہیں پوچھا۔"

"شاید اس کے گھر کا کوئی فرد اگر یہ کام کرے گا، ان لوگوں

کی دہشتی ہونے والی ہو گی۔" پروفیسر دھندو بولے۔

"کیا تم مکان کا جائزہ لے لیں؟"

"ہاں! کوئی حرج نہیں۔ لیکن کھانے کی کسی چیز کو ہاتھ نہ

لاؤ۔" اسکیچر جیشید مسکراتے۔

"جی ہاں۔" انہوں نے کہا۔

انہوں نے ادھر ادھر گھوم پھر کر دیکھا۔ گھر میں ضرورت کی

چیزیں سلطیے سے رکھی تھیں... آکا کھانہ والیں و نیمروہی دیوں میں نظر

آئیں... ایک کچلے میں لکھی بھی تھی... ایسے میں انہوں نے قدموں کی

آوازیں سنیں... وہ چونک اٹھے... شاید گھر کے لوگ واپس آ رہے

تھے۔ لڑاؤہ ٹورا محسن میں آگئے۔

اسی وقت ایک دوسرائی مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے...

واپس و کچلے کر وہ دھک سے رو گئے۔

"آپ... کون ہیں آپ لوگ؟"

"مسافر... ہماری گاڑی کے ٹائر چمچر ہو گئے ہیں... ہانا خان چمچر

لگائے کے لئے گئے ہیں اور ہمیں یہاں بٹھا گئے ہیں۔"

"اف مالک۔" وہ دونوں سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

"کیا ہاں... کیا ہوا؟"

"اس شخص نے ہمارا بیٹا حرام کر دیا ہے۔"

"جلدی تائیکس کیا معاملہ ہے۔"

"آپ کے ٹائر تو گئے... آپ وہ آپ کو نہیں ملیں گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"اس نے لوگوں کو اونٹنے کا نیا طریقہ ایجاب کیا ہے۔ سڑک پر

کھینچ بکیر دیتا ہے۔ پھر گدھا گاڑی لے کر ان کی مدد کو پہنچ جاتا

ہے۔ گاڑی والوں کو یہاں بٹھا دیتا ہے... اپنا گھر بتا کہ... اور ٹائر لے

کر غائب ہو جاتا ہے... آپ کے ٹائر نئے تھے یا پرانے۔"

"مالک... گاڑی بھی پائلٹ نی ہے۔"

"تب تو پانچ ٹائروں کے خوب پیسے حاصل کرے گا۔"

"پانچ تائوں کے۔ کیا مطلب؟"

"تو اور کیا۔ آپ کے خیال میں وہ صرف دو ٹائز لے کر کیا سکتا ہے۔"

گاہ۔ باقی تین بجلا وہ کیوں چھوڑ کر جائے گا۔"

"من نہیں۔" یہ کہہ کر انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

دوڑتے ہوئے سڑک پر پہنچے اور یہ دیکھ کر وہ صدمہ سے رہ گئے کہ پانچ

ٹائز غائب تھے۔

"فرزات۔ ہم یہاں سے چل کر اس گھر تک کتنی دیر میں پہنچے

تھے؟"

"پانچ منٹ میں۔" فرزات نے فوراً کہا۔

"ہمیں گھر میں بٹھا کر وہ پانچ منٹ میں یہاں آیا۔ اور باقی کے

تین ٹائز نکالنے میں اس نے چندہ منٹ لگائے ہوں گے۔ میں منٹ

یہ دو گئے۔ ہمیں گھر میں بیٹھے اور گھنٹا ہو گیا ہے گویا وہ قریباً پندرہ

منٹ پہلے یہاں سے روانہ ہوا ہو گا۔ گدھا گاڑی پر اس نے چند

منٹ میں کتنا فاصلہ طے کر لیا ہو گا فرزات؟"

"تین۔ قریباً پانچ کلومیٹر۔"

"اور میں یہ فاصلہ کتنی دیر میں طے کر لوں گا؟"

"قریباً آٹھ منٹ میں، لیکن آٹھ منٹ میں وہ دو کلومیٹر اور آگے

جا چکا ہو گا۔ لہذا آپ کو یاہر سے پندرہ منٹ تک دوڑنا پڑے گا۔"

"اور میں دوڑوں گا۔"

"جیسے وہ ہمیشہ۔ ہم اور ٹائز خرید لیں گے۔" خان رحمان

سکڑا۔

"اوہ ہو بھئی۔ یہاں سے جانے کا بھی مسئلہ ہے۔ ہم کب تک

یہاں رہیں گے۔ میں جی رہا ہوں۔ اگر وہ مل گیا تو بچ کر گوا کر سی

لاؤں گا۔ آپ لوگ گھر میں جا کر آرام کر لیں۔"

"جی۔ بہت اچھا۔"

اور الیکٹرک جیشید نے دوڑ لگا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے

اوجھل ہو گئے۔ وہ واپس لوٹے اور گھر میں داخل ہوئے اس وقت

الک مالک نے ان کے سامنے لسی کے بڑے بڑے گلاس رکھ دیے۔

بھانگ دوڑ کی وجہ سے انہیں یہاں محسوس ہو رہی تھی۔ لہذا وہ

کی پیٹا گئے۔

ایک انہیں گھر کی نیند محسوس ہونے لگی۔ اور وہ جامہ باندھ کر

باہر ہوتے چلے گئے۔ ان کی آنکھیں کھلیں تو الیکٹرک جیشید انہیں یہی

طرح بھجھوڑ رہے تھے۔

"تک کہیں نہ تو پی کر نہیں سو گئے تھے آپ لوگ؟" انہوں

نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"من نہیں۔ لیکن ہمیں لسی پانی ملنی تھی۔"

"تب پھر اس لسی میں ضرور کچھ تھا۔"

"من نہیں۔ بجلا مالک مکان کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت

تھی؟

"انہیں ایسا کرنے کی ضرورت تھی۔ اس لئے کہ قمار اس بھی غالب ہے۔ گھڑیاں اور خانہ رحمان کی تیرے کی انگوٹھی اور دوسری قیمتی چیزیں۔ سب غائب ہیں۔ البتہ بڑک پر لٹاؤں کے گاڑی کڑی ہے۔"

"آف مالک! یہ کیا ہوا.... ہم لوگ سیدھے سارے دیہاتیوں ہاتھوں لٹ گئے۔" خانہ رحمان کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔  
 "نہیں خانہ رحمان۔ وہ سیدھے سارے دیہاتی نہیں تھے۔ تو بہت چار سو ہیں شہری لوگ تھے۔ ہم نے انہیں پہچانتے میں کی ہے۔"

"پھر آپ کیا پروگرام ہے۔ اب تو نہ کار استعمال کے تھے رہے۔ اور نہ ہمارے پاس کچھ نقدی ذخیرہ۔" پروفیسر واؤ نے حیرت کر دی۔

"میں شہر جاؤں گا۔ نئی گاڑی اور نیا سامان اڈوں گا۔ پھر آئے پھیلے گئے۔ اس وقت تک آپ لوگ یہیں ٹھہریں۔"

"ابھی بات ہے۔"

"دو بے لاجان۔ اگر یہ خیر اخبارات میں لگ گئی تو خوب مال اڑے گا۔" فاروق نے پوچھا کہ کیا۔

"اے دو اڑتا ہے تو۔۔۔ بلکہ کسی اخبار نے خود یہ خبر نہ لگائی

میں انہیں اطلاع دے دوں گا۔" وہ مسکراتے۔

"جائیں! کیا کیا۔ آپ اطلاع دے دیں گے کم از کم = سب تان کرنا جشید۔" پروفیسر واؤ نے طنز سے انداز میں کہا۔  
 "میں ایسا کروں گا۔ لیکن اگر خود بخود خبر نہ لگی تب۔ اور میں سارا ہوں۔"

"تماری ایک اور تجویز ہے۔" خزانہ بول اٹھی۔  
 "ہاں! تم بھی کہو۔" وہ جھکے جھکے انداز میں بولے۔  
 "جب تک آپ لوٹ نہیں آتے۔ ہم ان لوگوں کا سراغ لگایں نہ گئے کی کو نقش کریں۔"

"یہ زیادہ بستر رہے گا۔ اس لئے کہ وہ اور لوگوں کو بھی اسی لئے لٹے ہوئے گئے۔۔۔ چلو دوسروں کو ہی ان سے نجات مل جائے گی۔ لہذا جب تک میں لوٹوں۔ تم ان کا سراغ ضرور لگالینا۔ گرفتار کر سکو تو کوئی بات نہیں۔۔۔ مگر تک میرے خیال میں۔۔۔ وہ اس وقت تک بہت دور جا چکے ہوں گے۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن اباجان۔۔۔ سوال یہ ہے کہ آپ جائیں گے کیسے؟"

"بھی ہم اس وقت شہر سے صرف بیسٹائیس کلومیٹر دور آئے ہیں۔۔۔ میں فی الحال تو پیدل مارچ شروع کر رہا ہوں۔ دوسری طرف سے کوئی گاڑی آئی مل گئی۔ تو پھر اس پر لٹ لوں گا۔ یا پھر کسی دھڑے تک پیدل چلا ہوا پہنچ جائوں گا۔ اور وہاں سے کوئی تھوڑا ایسی

من ہی جائے گی۔۔۔ جو شہر تک پہنچا وہ۔۔۔ کرائے کی کاریں بھی طرف بیٹے۔۔۔ وہ سری پارٹی سڑک کے اس طرف۔۔۔ اس لئے کہ ہمیں  
 سیاتی ہیں۔۔۔  
 "بالکل ٹھیک۔۔۔ لیکن اس طرح آپ کو نہ جانے کب تک پارٹی۔۔۔"  
 چلتا پڑے گا۔۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں  
 اس لئے کہ اگر ہم ان چودوں کو تلاش بھی کر لیتے ہیں۔۔۔ ان سے  
 وہاں بھی حاصل کر لیتے ہیں۔۔۔ تب بھی۔۔۔ ہمیں پکچر لگوانے کے  
 جانا پڑے گا۔۔۔"

○ ☆ ○

"او کے ہمیشہ۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ خان رحمان نے ہاتھ بلایا۔  
 "چلتے۔۔۔ آپ کو سڑک تک رخصت کر آتے ہیں۔۔۔ وہیں۔  
 ہم اپنی حقیقتیں شروع کر دیں گے۔۔۔ مجھوتے کہا۔  
 "اچھا خیال ہے۔۔۔ اسپیئر ہمیشہ مسکرائے۔  
 وہ سڑک پر آئے۔۔۔ وہاں ان کی لپاچ گاڑی کھڑی تھی۔۔۔ اسپیئر  
 ہمیشہ تو خدا حافظ کہ کر آگے بیٹھ گئے۔۔۔ اور انہوں نے اس جگہ کا پتہ  
 جائزہ شروع کر دیا۔۔۔ جس جگہ اس شخص نے گدھا گاڑی کو روکا تھا  
 گدھا گاڑی کے دونوں ٹانگوں کے نشانات اب تک سڑک سے  
 کیٹی جگہ پر صاف بنے نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے ان ٹانگوں  
 نشانات کو بغور دیکھا۔۔۔ پھر فرزانہ نے کہا۔  
 "ہم دو پارٹیوں میں بٹ جاتے ہیں۔۔۔ ایک پارٹی سڑک کے

من ہی جائے گی۔۔۔ جو شہر تک پہنچا وہ۔۔۔ کرائے کی کاریں بھی طرف بیٹے۔۔۔ وہ سری پارٹی سڑک کے اس طرف۔۔۔ اس لئے کہ ہمیں  
 سیاتی ہیں۔۔۔  
 "بالکل ٹھیک۔۔۔ لیکن اس طرح آپ کو نہ جانے کب تک پارٹی۔۔۔"  
 چلتا پڑے گا۔۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں  
 اس لئے کہ اگر ہم ان چودوں کو تلاش بھی کر لیتے ہیں۔۔۔ ان سے  
 وہاں بھی حاصل کر لیتے ہیں۔۔۔ تب بھی۔۔۔ ہمیں پکچر لگوانے کے  
 جانا پڑے گا۔۔۔"

○ ☆ ○

"او کے ہمیشہ۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ خان رحمان نے ہاتھ بلایا۔  
 "چلتے۔۔۔ آپ کو سڑک تک رخصت کر آتے ہیں۔۔۔ وہیں۔  
 ہم اپنی حقیقتیں شروع کر دیں گے۔۔۔ مجھوتے کہا۔  
 "اچھا خیال ہے۔۔۔ اسپیئر ہمیشہ مسکرائے۔  
 وہ سڑک پر آئے۔۔۔ وہاں ان کی لپاچ گاڑی کھڑی تھی۔۔۔ اسپیئر  
 ہمیشہ تو خدا حافظ کہ کر آگے بیٹھ گئے۔۔۔ اور انہوں نے اس جگہ کا پتہ  
 جائزہ شروع کر دیا۔۔۔ جس جگہ اس شخص نے گدھا گاڑی کو روکا تھا  
 گدھا گاڑی کے دونوں ٹانگوں کے نشانات اب تک سڑک سے  
 کیٹی جگہ پر صاف بنے نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے ان ٹانگوں  
 نشانات کو بغور دیکھا۔۔۔ پھر فرزانہ نے کہا۔  
 "ہم دو پارٹیوں میں بٹ جاتے ہیں۔۔۔ ایک پارٹی سڑک کے

### غیر سادہ

وہ فوراً اپنے اور فرزانہ کے پاس آجتماع ہوئے۔  
 "ہاں کیا ہے... کیوں چلا آئیں؟" فاروق نے جھلا کر کہا۔  
 "یہ دیکھیں انکل... آپ کا بال بال پناہ... جو گاڑی میں رہا ہے۔ تاکہ راستے میں آپ کو کچھ ٹوٹ کر پڑ جائے تو ظلم کی تلافی میں پریشان نہ ہونا پڑے۔"  
 "بب... بالکل... اس کا مطلب ہے ہم درست سمت میں رہے ہیں... اور ان چاروں تک پہنچ جائیں گے۔"  
 "بھرتو مزا آ جائے گا... ہم ابمان کی واپسی سے پہلے آپ چاروں تک پہنچ جائیں گے۔" محمود بولا۔  
 "ان شاء اللہ۔"

اب وہ مل کر آگے بڑھنے لگے... پانچ منٹ تک پیدل چلتے رہے کے بعد آخر انہوں نے نشانات کو ایک پگ ڈنڈی پر مڑتے دیکھا۔ اس پگ ڈنڈی پر چلنے لگے... ساتھ میں نشانات پر بھی نظر کریں وہیں... اب کسے درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا... انہیں مزید پناہ

منٹ تک کہتوں کے درمیان سے گزرتا ہوا۔ اس کے بعد کہیں جا کر ایک پرانا مکان نظر آیا اور اس کے باہر وہ گدھا گاڑی کھڑی نظر آئی۔ لیکن اس وقت اس پر باٹا خان نہیں تھا... اور نہ گاڑی پر ٹائر تھے وہ آگے بڑھے... محمود نے دروازے پر دستک دی۔ وہ منٹ تک وہاں بیٹھے پر بھی کوئی باہر نہ آیا... تو محمود نے فاروق کو اشارہ کیا... جلد ہی وہ چمت یہ نظر آیا۔ اور پھر بیٹے کے راستے نیچے اتر گیا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔

"اندرو کوئی نہیں ہے۔"  
 "جیت جیت... گدھا گاڑی پر یہاں کیوں کھڑی ہے۔"  
 "دور وقت صبح... نے کے لئے۔" فرزانہ مسکراتی۔  
 "کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولے۔

"ذرا اصل شروع سے لے کر اب تک ہمارے فیصلوں میں یہ بات رہی ہے کہ ہمیں چند دینے والا ایک دیہاتی یا چند دیہاتی ہیں۔ لہذا ہم ان سے انہیں جیسی امید باندھ لیتے ہیں... یہ کہ ہم نہایت آسانی سے ان تک پہنچ جائیں گے۔ ان کا سراغ لگا لیں گے۔ نشانات نظر آنے پر یہ بات اور بھی آسان لگے گی تھی۔ اور ہم نے یہی خیال کیا تھا کہ بس اب لگا لیا ان کا سراغ۔ بس کہ وہ گزریں دیہاتی ہیں۔ تب ہی کافی ہوشیار اور چالاک ہیں۔ اور یہ کام ان کا کیا نہیں... یعنی اس قسم کی دلدراں انہوں نے پہلی مرتبہ نہیں کی... یہ کھیل وہ نہ جانتے

کلب سے کھیل رہے ہیں۔ لہذا خوب جانتے ہیں کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ جلد ہی وہ لڑ گئے۔ ان پر خوش طامی ہو گیا۔ وہ ان نشانات سے میں تو ای نیچے پر پہنچا ہوں کہ ہمیں واپس چلنا چاہیے۔ انہیں کہتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ اور پھر ایک سمت لیے ہو کوں تک ہم نہیں پہنچ سکیں گے۔" خان رحمان نے جلدی جلدی

"آپ کی تمام باتیں بالکل درست ہیں۔ لیکن واپس جانے والے بات سمجھو۔ ہم بھی آخر اتنی جلدی ہار ماننے والے نہیں ہیں۔" انہی بات سے۔ پھر اب تو انہوں نے نشانات ختم کر دیے۔ اب تم آگے کسی طرح بڑھو گے؟

"انہوں نے نشانات دیکھ کر گھر کے اندر پائے جانے والے نشانات کو بھی ہم نے غور سے دیکھا تھا۔ اور اس گھر کے چاروں طرف ہمیں نہ کہیں وہ نشانات ملیں گے۔ پہلے وہ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آگے بڑھے ہیں۔ انہیں یہ خیال تک نہیں آیا کہ ہم تحقیق کرتے یہاں تک آجائیں گے۔ ورنہ گدھا گاڑی پر نہ کھڑی ہوتی۔"

"جیہی بات ہے۔ کوشش جاری رکھو۔ کوئی حرج نہیں۔" خان رحمان بولے۔

انہوں نے پہلے اس مکان کا اندر سے جائزہ لیا۔ لیکن ایسا لگا تھا۔ جیسے وہ اس گھر کے اندر بالکل داخل نہ ہوئے ہوں۔ میں ان کے ساتھ انہوں نے گدھا گاڑی بانہی اور آگے چلے گئے۔ کیونکہ اندر کوئی نشانات نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے چاروں طرف نشانات

"تھیک ہے آئیے واپس چلیں۔" محمود نے منہ ہلایا۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔" فرزانہ نے چونک کر

"خیر نا۔ کیا بات ذہن میں آئی ہے۔ ہم سن لیتے ہیں۔"

"دیکھا انگلی آپ نے۔ کتنے کا انداز ایسا ہے۔ جیسے بات کر رہے ہو۔ احسان کریں گے۔"

"دیکھا نہیں۔ سنا ہے۔ ہاں فاروق بڑی بات ہے۔" پرانے

"جی بہت بہتر۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا جی بہت بہتر؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ بڑی بات ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"فرزادہ کے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ وہ نہیں ذہن۔"

"گوں نہ ہو جائے۔ اس لئے۔" میرانی فرما کر پیٹے اس کی بات

"لو۔" خاتون وسمان نے کھرا کر کہا۔

"بالکل ٹھیک۔۔۔ ہاں فرزادہ تیار۔"

"جس گھر کے سامنے گودھا گاڑی کھڑی کی گئی ہے۔"

اس کا اندر سے بغور جائزہ نہیں لیا۔ آخر ان لوگوں نے گودھا گودھا

اس گھر کے ساتھ کیوں باندھ لیا۔ وہ تو کسی درخت کے ساتھ بھی باندھ

کیتے تھے۔"

"اس گھر سے اپنا تعلق ثابت کرنے کے لئے۔"

"لیکن کیوں۔۔۔ انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

کیا پچھا کہ ہم یہاں تک آگئے ہیں۔۔۔ یہی نہیں اس گھر سے

"تو آؤ۔۔۔ لے لیتے ہیں۔۔۔ تیار کیا جاتا ہے۔"

وہ واپس اس گھر کی طرف آئے۔۔۔ مکان اسی طرح ہوں کا توں

بڑا تھا۔۔۔ اب انہوں نے اس کا اندر سے بغور جائزہ لیا۔ لیکن اس

بات کے کوئی آثار نظر نہ آئے کہ ان چوروں نے اندر کچھ وقت ضرور

گزارا ہے۔

"سیدھے سامنے چور دھارے لئے مسئلہ بن گئے۔ مکان ہے۔"

بھرت ہے۔"

"ان لوگوں میں بھی عقل تو ہوتی ہے۔۔۔ ہم باوجود انہیں عقل

سے بیدل خیال کر بیٹھے ہیں۔"

"میرا خیال ہے۔۔۔ ہم واپس چلے مکان پر چلے ہیں۔۔۔ لہجہ ان کا

انکار کرتے ہیں اور بس۔۔۔ اور اس کیس میں اپنی ناکامی کا اعلان کر

ہیتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ لیکن میں ایک آخری نظر اور ڈال لوں۔"

فرزادہ نے کہا۔

"ضرور ڈال لو۔ لیکن وہ آخری نظر واقعی آخری ہونی

چاہیے۔" محمود نے منہ دایا۔

"کوشش کروں گی۔" فرزادہ مسکرائی۔

اب وہ اتنا سے الگ کوشش میں مصروف ہو گئی۔ کہوں  
 دو اہوں کو اس نے ٹھوک بھرا کر دیکھا۔ فرش کو بھی چیک کیا۔  
 جگہ دواری کی آواز کھوکھلی سی محسوس ہوئی۔ اور غور سے دیکھنے پر  
 مسکرا دی اور اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ آئی۔ منہ لٹکا ہوا تھا۔  
 "ہیں۔ کرنی آخری کوشش۔"

"ہاں کرنی۔" وہ بولی۔

"تو پھر چلیں۔" محمود نے کہا۔

"نہیں! آخری کوشش کا نتیجہ تو پہلے معلوم کر لو۔"

"ہاں۔" تو کیا اس کوشش کا نتیجہ بھی نکلا ہے پتہ۔"

"اللہ کی مہربانی سے۔ ایک دوار کھ کھلی ہے۔"

"مجھے بھی دکھاؤ۔"

"آئیے میرے ساتھ۔"

وہ انہیں اس کمرے میں لے آئی۔

"درا اس جگہ پر ٹھک ٹھک کرنا محمود۔"

محمود نے اٹلی کے ذریعے ٹھک ٹھک کیا۔ آواز کھوکھلی تھی۔

"لو۔ واقعی آواز کھوکھلی ہے۔"

"اب اس جگہ کو غور سے دکھو۔ پورا دروازہ دوار میں صاف

نظر آئے گا۔" یہ دیکھو باریک سی لکیر۔"

"آخر یہاں اس لکیر کا کیا کام۔ ایک مستطیل لکیر۔"

اس کا مطلب ہے یہ نہ خانے کا دروازہ ہے۔ اور پھر نہ

کھانا ہے۔" محمود نے پیدل انداز میں کہا۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"سب پھر کہوں اس کو۔"

فرزانہ نے ناخن کی مدد سے دروازہ زور لگایا۔ دروازہ کھل

یا۔ اور انہیں بیڑیاں نیچے جاتی نظر آئیں۔"

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ اس قدر آسان راستہ اور ہمیں فکر

کس کیا تھا۔" قادیق دھک سے رہ گیا۔

"یہ لوگ ساہو خسرو ہیں۔ لیکن قتل سے پیدل ہرگز نہیں

۔ جب کہ ہم لوگ ساہو کا مطلب قتل سے پیدل خیالی کر بیٹھے

تھا۔"

"تم لوگ فوراً آ جاؤ۔ ہم نے نہ خانے کا دروازہ کھول لیا

۔ اگر اب تم اوپر نہیں آؤ گے تو ہم نیچے قاتل تک کر دیں گے۔ کیا

مجھے۔"

نیچے سے کوئی جواب نہ ملا۔ انہوں نے پھر یہ الفاظ دہرائے۔

"ایسا لگتا ہے جیسے نیچے کوئی نہیں ہے۔" خان رحمان

بولے۔

"قادیق! دروازہ کھل رہا۔" محمود نے کہا۔

دروازہ کی مدد سے نیچے کا جائزہ لیا گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔



آخر وہ نیچے اتر گئے۔ خانے کا فرش کچا تھا۔ اور اس پر تازہ قدمیں آتا تھا۔ باہر نکل کر انہوں نے قدموں کا جائزہ لیا۔ نشانات نظر کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔ لیکن وہاں تھا کوئی نہیں۔ اور آہستہ آہستہ وہ ان کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ اور پھر ان کے ان کی بیڑوں میں سے کوئی چیز وہاں موجود تھی۔

"اب یہاں سے وہ کہاں چلتے ہیں۔" پروفیسر واڈز بوکھا تھا۔ ان کے سامان کے خالی بیک ایک درخت کے نیچے پڑے تھے۔ اصل سامان غائب تھا۔

"جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم یہاں تک آ گئے ہیں تو ہمیں بھٹکے پہ جھٹکا دے رہے ہیں۔ اب اس یہاں سے بھی نکل گئے۔ ورنہ جب ہم اس مکان کے آس پاس گئے۔ وہ یقیناً سر پر ہتھکڑیاں لگا کر ہمارے ہاتھوں میں پھنسا دیتے۔ ان کے لئے ہمت بیک ہے۔ وہ کہیں بھی چھپ سکتے ہیں۔ جب کہ کسی تھا کہ ہم تک آکر وہاں سے چلے جائیں گے۔ اور ہم نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ لیکن پھر ہم یہاں آ گئے۔ اس خانے کے دو دروازے تھے۔ ایک انہوں نے ہماری باتیں سن لیں اور پھر خانے سے بھی نکل گئے۔"

"لیکن کیسے... سوال تو یہ ہے؟"

"یہ دیکھنا ہو گا۔"

اب انہوں نے خانے کو بغور دیکھا۔ ایک طرف کونے میں پڑے کپڑوں کا ڈھیر نظر پڑا۔ پہلے انہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اب وہ اس ڈھیر کو ہٹایا تو ایک راستہ اور نظر آیا۔ راستے کے دوسری طرف کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔ وہ باہر نکل آ گئے۔ یہاں جھاڑیاں دیکھی تھیں۔ ان جھاڑیوں کی وجہ سے باہر سے وہ سورج نظر

آخر وہ نیچے اتر گئے۔ خانے کا فرش کچا تھا۔ اور اس پر تازہ قدمیں آتا تھا۔ باہر نکل کر انہوں نے قدموں کا جائزہ لیا۔ نشانات نظر کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔ لیکن وہاں تھا کوئی نہیں۔ اور آہستہ آہستہ وہ ان کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ اور پھر ان کے ان کی بیڑوں میں سے کوئی چیز وہاں موجود تھی۔

"اب یہاں سے وہ کہاں چلتے ہیں۔" پروفیسر واڈز بوکھا تھا۔ ان کے سامان کے خالی بیک ایک درخت کے نیچے پڑے تھے۔ اصل سامان غائب تھا۔

"جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم یہاں تک آ گئے ہیں تو ہمیں بھٹکے پہ جھٹکا دے رہے ہیں۔ اب اس یہاں سے بھی نکل گئے۔ ورنہ جب ہم اس مکان کے آس پاس گئے۔ وہ یقیناً سر پر ہتھکڑیاں لگا کر ہمارے ہاتھوں میں پھنسا دیتے۔ ان کے لئے ہمت بیک ہے۔ وہ کہیں بھی چھپ سکتے ہیں۔ جب کہ کسی تھا کہ ہم تک آکر وہاں سے چلے جائیں گے۔ اور ہم نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ لیکن پھر ہم یہاں آ گئے۔ اس خانے کے دو دروازے تھے۔ ایک انہوں نے ہماری باتیں سن لیں اور پھر خانے سے بھی نکل گئے۔"

"ایسا کیا کیا وہ اس قابل بھی ہیں کہ ہم پر حملہ کر سکیں۔"

"ہاں! اس جنگل میں وہ اس قابل ہیں۔"

"او کے۔ چلو واپس ہی چلتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھ لو۔ ایسا بہت اچھا خوب مذاق اڑائیں گے۔" فاروق نے منہ ہنایا۔

"مذاق اڑانے کا ان کا حق بھی ہے۔" محمود مسکرایا۔

وہ واپس مڑے۔ لیکن ابھی چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ اچانک فاروق کی آواز گونج اٹھی۔ وہ فوراً لوٹ لگا گئے۔ اور درختوں

کی اوتھیں ہو گئے۔

"تو کھلا۔ تم کہہ رہے تھے کہ وہ اس قاتل بھی ہیں کہ ہم پر حملہ کر گئیں۔" قرآن نے کہا۔

"اے مالک۔ یہ امارت ساتھ آخر کیا ہو رہا ہے۔ اس معاملے کو جس قدر سیدھا خیال کر رہے ہیں۔ یہ اسی قدر قیامت محسوس ہو رہا ہے۔" خان رملوں نے پوچھا۔ ہونے انداز میں کہا۔

"تیرا وہ کیا مطلب؟"

"یعنی بے چارے۔ ہنس نکل۔"

"پہلے ان عملہ آوروں سے تو بحث کرو۔ باتیں تو بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔" پروفسر بولے۔

"لو کہے۔"

جواب میں انہوں نے بھی پستول نکالی لیے۔ اور جس سمت سے گولیاں آئی تھیں۔ اندازے سے اس طرف فائرنگ کر ڈالی۔ اس طرح وہ گولیوں کی صحیح سمت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ دیکھ کر ان کی حیرت بڑھی کہ ان کی فائرنگ کا جواب نہ دیا گیا۔ خاموشی چھائی رہی۔ چند منٹ کے انتظار کے بعد انہوں نے پھر چند فائر کئے۔ لیکن اس طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"نہیں! میرا خیال ہے۔ وہ فائر کر کے نکل گئے ہیں۔ آگے چلیں۔" خان رملوں بولے۔

"ہوں گناہ تو ایسا ہی ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی قرآن کا رہنا ہے۔"

خوشی وہ دہشتوں کی اوتھ سے اٹھ۔۔۔ ان پر پھر فائرنگ کی گئی۔ وہ بھاڑ مارتے چلے گئے۔

○ ☆ ○

”انہیں پلو“۔ استوار ابھری۔ یہ ہانا ٹالان کی آواز تھی۔  
پھر جیسی وہ ان کے نزدیک آئے۔۔۔ انہوں نے فائرنگ کر دی۔  
اب اسلحہ اور سزا بڑھ گئے۔۔۔ کچھ دور لڑھک گئے۔۔۔ چند وہیں گر کر  
مرا پے گئے۔۔۔ انہی دنوں میں حملہ آور غائب ہو چکے تھے۔

دو روز کرورشٹن کے دوسری طرف پہنچے۔۔۔ لیکن اب وہیں کوئی  
نہیں تھا۔۔۔ حملہ آور کھیتوں میں گھس گئے تھے۔۔۔ اور اب انہیں حاش  
کرنا انہی موت کو خود آواز دینا تھا۔ لہذا وہ وہیں سے واپس پلٹ  
آئے۔۔۔ پروفیسر ڈاؤڈ ان زمینوں کے سروں پر کھڑے نظر آئے۔ ان  
کے ہاتھ میں بھی پستول تھا۔

اب انہیں سیدھا کیا گیا۔۔۔ ان میں سے ایک مرچکا تھا۔ اور وہ  
شہر دشمنی تھے۔ تاہم ہوش میں تھے۔

”ہاں! وہ سوتہ۔۔۔ یہ سب کیا تھا۔۔۔ تم لوگ ہو کون۔ اور تارے  
بچے کیوں ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو؟“

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

”مگر کو کھونا ہو گا۔۔۔ دہرہ ہم تم دونوں کی گھوپڑیوں میں ایک

ایک دشمن دان بنا دیں گے۔ تاکہ ہوائی آمد و رفت کے کام آئے۔“

وہ اب بھی کچھ نہ بولے۔۔۔ آخر محمود آگے بڑھا۔۔۔ اور پستول

کی لال کی طرف سے پکڑ کر اس کا دست ایک کے سر پر تین چار بجاوا۔

”یہ۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو؟“

## شکار

گرا لیا ہے۔۔۔ ہم نے انہیں گرا لیا ہے۔“ ایک آواز گونج۔  
”بہت خوب! آج کا یہ شکار یاد رہے گا۔۔۔ کافی مشکل پایا  
ہوئے۔ آج تک ہمیں اس قدر مشکلات کبھی پیش نہیں آئیں۔“  
ایک اور آواز گونجی۔

”لیکن اساتذہ! جب تک ان کی لاشوں کو دیکھ نہ لیں۔۔۔ کیا کر  
جا سکتا ہے۔“ ایک دوسری آواز گونجی۔

”ہم نہ صرف ان کی لاشوں کو دیکھیں گے۔۔۔ بلکہ سمیٹ کر  
ساتھ بھی لے جائیں گے۔۔۔ ورنہ ہاس کو کیسے یقین آئے گا۔ کہ ہم  
آج بھی کامیاب رہے ہیں۔“  
”او کے۔“

اور پھر دوڑتے قدموں کی آواز گونج اٹھی۔۔۔ ان کے گرو پیلڈی  
وہ سب جمع ہو گئے۔۔۔ کن اکھوں سے انہوں نے دیکھا کہ وہ وہیں کے  
قریب تھے۔۔۔ اور ان کے ہاتھوں میں پستول تھے۔

”ان میں حرکت کے آثار نہیں ہیں استاذ۔“ ایک آواز ابھری۔

"تمہارا سر بجا رہا ہوں۔"

"مست کرو۔ میں پہلے تلو لٹھی ہوں۔"

"اب بھی تو بولے ہو۔ پہلے کیوں چپ سادہ لی تھی۔ یہ سب کیا ہے؟"

"ہمارا چہروں کا ایک گروہ ہے۔ استاد اناہا سرخندہ ہے۔"

"لیکن استاد تو کسی داس کا ذکر بھی کر رہا تھا؟"

"ہاں! اس گروہ کا اصل سرخندہ داس ہے۔ لیکن داس کا نام صرف استاد سے ہے۔ ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ ہمارا نام صرف استاد سے ہے۔ استاد ہی ہم سے کام لیتا ہے۔ ہم اسی گائیڈوں کو دیکھتے ہیں۔ ان کے ٹائڈا تار لیتے ہیں۔ پھر سامان بھی اڑتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہمارا تعاقب کرے تو پھر اسے قتل کر دیتے ہیں۔"

"کوئی یہ تمہارا روز کا کام ہے؟"

"ہاں! اس سڑک پر اتنی ٹریفک نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں مشکل پیش نہیں آتی۔ لٹنے والے آکر چپ چاپ یہاں سے جا رہے ہیں تو ہم بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ ورنہ ان سے ٹکرا جاتے ہیں اسے لوگوں کو ہم زندہ نہیں چھوڑتے۔"

"اور یہ غلطی دھندہ تم کب سے کر رہے ہو۔ آج تک"

اختیارات میں کیوں کچھ تم لوگوں کے خلاف شہانج نہیں ہوا۔"

"چند لوگوں نے رپورٹیں دہج کرائی ہیں۔ لیکن پوچھیں یہ سب کچھ۔ پس آکر پکڑا کر واپس چلی جاتی ہے۔"

"لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ ہم اس گروہ کو ختم کر کے ہمارے گئے۔"

"تم لوگ عجیب ہو۔ یہ بات ہم کافی دیر سے محسوس کر رہے ہیں۔ تم اس سے غلے تک پہنچ گئے تھے۔ بلکہ وہاں سے اگل بھی گئے تھے۔"

"ہیں! یہ سب اللہ کی مہربانی ہے۔ اب تم اپنے ساتھیوں کا ہن کا۔ یہاں سے بھاگ کر وہ لوگ کہاں گئے ہوں گے۔"

"اچھے گھروں میں اور کہاں جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم جیسے ان گھروں تک لے جاؤ گے۔"

"پہلے ہماری سرزمین ہی کی جائے۔"

"کیوں نہیں۔ لیکن کریں کیسے۔ سوال تو یہ ہے۔ ہمارا سارا سامان تو تم لوگ لے اڑے۔"

"سرزمین ہی کا سامان ہم تمہیں دیں گے۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا سامان بھی تمہیں واپس مل جائے گا۔ ایک نے کہا۔"

"وہ کیسے؟"

"مجبب ہم ان سب کے گھروں تک آپ کو لے جائیں گے تو"

آپ لوگوں کا سامان بھی کسی گھر میں ہو گا۔

”اس کا مطلب ہے۔ سامان بعد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔“

”ہاں۔ وہ ہم کسی بھی وقت تقسیم کر لیتے ہیں۔ چلا مراد ان لوگوں سے نجات حاصل کر دیتا ہے۔ جنہیں لوٹا جاتا ہے۔“

”تب پھر پہلے ہم اس گھر میں چلے گئے۔ جس میں پاناخان ہمیں ٹھہرایا تھا۔“

”کیوں! اب وہاں جانے کی کیا ضرورت؟“

”ہمارے ایک ساتھی شہر گئے ہیں۔ ماز اور دوسرا سامان بلانے کے لئے۔ جب وہ لوٹ آئیں گے تب ہم چلیں گے۔“

”لیکن اس وقت تک ہمارے دشمنوں سے خون رستا رہے گا۔“

”اس کا کچھ نہ کچھ کریں گے۔ ہماری جیبوں میں کچھ تو ضرورت کی چیزیں ہوتی ہیں۔“

”لوگے۔“ وہ بولے۔

وہ اس مکان میں آگئے۔ انپکڑ جشیہ ابھی نہیں لوٹے تھے۔

انہوں نے ان کے زخموں کی عارضی مرہم پٹی کر دی۔ آخر خدا خدا

کے انپکڑ جشیہ کی واپسی ہوئی۔ اب وہ فالت رحمان کی دوسری گاڑی

میں آئے تھے۔ مکان میں ان کے ساتھ چوروں کو دیکھ کر وہ سہک

دیے۔

”میرا یہی خیال تھا کہ تم ان لوگوں کو پکڑ لو گے۔ اگرچہ اب

ان کو پکڑنا کوئی آسان کام نہیں ہو گا۔“

”آپ کا یہ اندازہ بھی بالکل درست تھا پاناخان۔ یہ لوگ کوئی

عام لوگ نہیں ہیں۔ ملازمین لوگوں کا ایک گروہ ہے۔ لیکن

ادارات و جماعتوں کے انداز میں کرتا ہے۔ اگر کسی کو ان پر شک نہ

ہو اور لوگ بھی خیال کریں کہ چند دھاتی لوگ انہیں ہوتا گئے۔“

”میرا بھی یہی خیال تھا۔۔۔ اور ایک خیال اور ظاہر گردوں۔“ وہ

سہرا دیے۔

”جی ضرور۔۔۔ کیوں نہیں۔“

”پاناخان جی ان کا سرخرو ہے۔“

”اور تو آپ نے یہ اندازہ بھی لگا لیا ہے۔ کمال ہے۔ حیرت

ہے۔ لیکن انہوں نے۔“ فاروق نے بلدی بلدی کہا۔

”کیا مطلب۔۔۔ یہ انہوں نے کہاں سے ٹھک پڑا۔“ وہ چونک

اٹھے۔

”اس انہوں نے بس یہی بات کہی ہے۔۔۔ جب دیکھو۔۔۔ جہاں

کچھ۔۔۔ موقع ہے موقع، محل ہے محل ٹھک پڑا ہے۔ بے کوئی

تک۔“ فاروق نے بلدی بلدی کہا۔

”نہیں۔۔۔ غلط نہیں ہے۔ لیکن۔۔۔ بات بھی تو بتاؤ نا۔“

”پاناخان جی غلط ان کا سرخرو ہے۔ لیکن اس کے اوپر بھی

ایک حد پاس صاحب ہیں۔ یہ سب لوگ اس پاس کو بالکل نہیں

جانتے۔ اس کا تعلق صرف پانا خان سے ہے۔"

"یہ سب کون۔ یہاں تو بس یہی ہیں؟"

"ان کے باقی ساتھی اس وقت اپنے گھروں میں بے غلری

مڑے لے ہوئے ہیں۔ جب کہ مارے فکر کے ان کا برا حال ہے۔  
فادوق مسکرایا۔

"تو یہ ہے تم سے کوئی بات تو سیدھی طرح کر لیا کرو۔"

نے بھلا کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ ان کے گھروں

بھی جانا ہو گا۔"

"ہی ہاں اسی صورت میں تو ان سب کی گرفتاری ہو سکے گی۔"

"انجلی بات ہے۔ تو پھر چلو۔ دیر کا ہے کئی۔"

وہ اسی وقت دوسری گاڑی میں روانہ ہوئے۔

"راستہ ہاتھ دے رہی تھی۔ جب پہلا گھر آجائے تو بتا دیا۔"

ہم اس گھر کے چور کو ساتھ لے لیں گے۔ اور آگے بڑھ جائیں

گے۔ اسی طرح دوسرے چور تک پہنچیں گے۔" انسپکٹر جیشید نے کہا۔

"جی۔۔۔ ایک چور بولا۔"

"اسے کہتے ہیں چور کے گھر تک پہنچنا۔" فادوق فوراً بولا۔

"جب کہ محاذوہ شاید یہ ہے۔ چور کو اس کے گھر تک پہنچانا

حموہ نے فوراً کہا۔

"انہوں! ہم نہیں ان کے گھروں تک نہیں پہنچا سکیں گے۔"

گھر کا گھر تک پہنچائیں گے۔"

"نہ ہو سکتی۔ بات کہاں کی کہاں پہنچ گئی۔" خان رحمان بھلا

"میں نہیں جانتا۔ وہ رہا۔ شامو کا گھر۔" ایکہ چور نے

کہا۔

"شامو۔ کیا وہ ہندو ہے؟" انسپکٹر جیشید نے حیران ہو کر کہا۔

"جی۔۔۔ یہ آپ نے کیسے جان لیا؟" چور حیران ہو کر بولا۔

"یہ عام ہندوؤں کا ہوتا ہے۔ یا پھر سکھوں کا۔ مثلاً شامو۔"

"ام کر۔ شام سنگھ۔ شام سے شامو بنتا ہے یا۔"

"آپ کا یہ اندازہ درست ہے۔۔۔ وہ ہندو ہے۔"

"اور تم؟" انسپکٹر جیشید نے اسے گھورا۔

"سکھ۔ میں مسلمان ہوں۔"

"تو کسے مسلمان ہو۔ تمہارے ہاتھوں تو دوسرے مسلمانوں

کا گھونٹ پینچ رہی ہے۔"

"میں۔۔۔ میں۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ بھلا کر رو گیا۔"

"تو ہر گئی۔ اسے بھی بات کر۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ میں۔۔۔"

وہ۔۔۔ فادوق ہل کر بولا۔

"میرا خیال ہے۔ یہ بھی ہندو ہے۔ پانا خان بھی ہندو ہے۔"

الیکٹر جمید ہوئے۔

"نہیں نہیں... نہیں... وہ چلا اٹھا۔"

"خیر خیر... پہلے ہم شام کو لے آئیں۔ محمود فاروق تم کا  
میں نمود خان رقتان اور پرویش سر بھی... صرف فرزاد میرے  
آئے گی... ہم ابھی شام کو لے کر آتے ہیں۔"

"جی ہمت بہتر۔"

اب دونوں شام کو دروازے پر پہنچے "فرزاد نے دستک دیا  
ایک نو جوان آدمی نے دروازہ کھولا۔

"کیا آپ کا نام شامو ہے؟"

"ہاں ہے... تو پھر۔"

"استر بلخان کو جانتے ہو؟" الیکٹر جمید ہوئے۔

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔ اور لگا جلدی۔

دروازہ بند کرنے پر لیکن الیکٹر جمید اس سے پہلے ہی اس میں لپکا  
اڑا چکے تھے۔ اسی نے اسے کالی سے پکڑ لیا۔

"ہمارا سامان تو اس گھر میں نہیں ہے۔ اگر ہے تو اٹھا لیں  
ورنہ پھر بعد میں ہمیں تکلیف ہو گی۔"

"نہیں نہیں... وہ ہوا۔"

"دیکھو... تمہارے ساتھی تارے ساتھ گاڑی میں چلے  
تارے قبضے میں ہیں۔ اور اب تم بھی قبضے میں ہو۔" یہ کہہ کر انہوں

نے اس کی گاڑی پر زور لگایا... اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

"یہ... یہ کیا ہے... میں مر رہا... میری کھالی چھوڑ دیں۔"

"پہلے سامان کی بات۔"

"اوسہ وہ اندر ہے۔"

"اں... یہ ہوئی ٹاپت۔ اندر کوئی عورت تو نہیں ہے۔"

"نہیں... میں آگیا ہوں۔"

دو اندر آئے۔ ان کا سامان سامان واپس موجود تھا... لیکن گاڑی  
کے باہر ٹکڑے آتے۔

"اور جاکر کھال دیں۔"

"نہر تو اس وقت تک نہ جانے کہاں کے کہاں پہنچ چکے ہوں

تک وہ پتھر نہیں آئیں گے۔"

"یوں نہیں آئیں گے... ضرور آئیں گے۔"

"لیکن وہ تو اس وقت تک ٹانگوں کی منڈی میں پہنچ چکے ہیں۔

اور چونکہ بالکل نئے ہیں اس لئے فوراً ہی کوئی حکم لگ گیا ہو گا۔"

"اس کے باوجود ہم اپنے ہاتھ بھی واپس حاصل کر لیں گے۔"

اس نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ سامان سمیت اسے گاڑی میں لایا

گیا۔ وہ اسی طرح باقی سب پر گاڑی میں جرح کرتے گئے۔ یہاں

تک کہ پہلے پورے گاڑی کے باہر کوئی اور باقی نہیں رہا۔

"اکیو... سوچ لو... اگر کوئی جگہ گیا ہے تو تا دوسرے درخت بعد

میں پتا چلا کہ تم نے ایک دو چوروں کے بارے میں نہیں بتایا تو اب  
بست بری طرح جیٹ آئیں گے۔

"نہیں۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تب چلو۔۔۔ باناخان ان میں کیوں نہیں ہے۔"

"افسوس۔۔۔ وہ بولے۔"

"کیسا افسوس؟" فاروق نے نہ بتایا۔

"ہم لوگوں کو باناخان کا پتا معلوم نہیں۔۔۔ اس نے اپنا برا  
نک نہیں بتایا۔"

"او۔۔۔ اچھا۔۔۔ خیر۔۔۔ اگر یہ بات درست ہے تو ہم جیسے  
نہیں کہتے۔۔۔ اب ہم تم لوگوں کو مقامی پولیس اسٹیشن پہنچائیں گے۔"

باناخان کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ ہاں! تم یہ بتاؤ۔۔۔ کون کون  
مارکیٹ میں گئے ہیں۔ اور کس دکان دار کے پاس گئے ہیں۔"

"روجا بازار۔۔۔ شازادہ ڈیلر کو دیتے ہیں ہم لوگ۔"

انہوں نے اسی وقت سوا کل نکالا اور اکرام کو اس بارے میں  
جوابات دیتے ہوئے بولے۔

"شازادہ ڈیلر کو گرفتار کر لو۔ اور خان و عثمان کی گاڑی کے  
پر تھ کر لو۔"

"لو کے سمجھو۔۔۔ لیکن آپ کہاں ہیں۔۔۔ کیا شازادہ آپ سے  
بات کر رہے ہیں۔۔۔ پھر بھلا۔۔۔ ہمارے اس مارکیٹ میں کیسے پہنچ گئے؟"

"ہم ابھی راستے میں ہیں۔۔۔ چند چوروں کا حکام ہو گئے تھے۔"

"تو۔۔۔ لیا قرابا۔۔۔ چوروں کا حکام۔"

"ہاں۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ وہ چور اب ہمارا حکام ہیں۔"

"اور تب تو ٹھیک ہے۔" اکرام ہنسا۔

"لے لے۔۔۔ اپنی ٹھیک نہیں۔۔۔ اس لئے کہ چوروں کا استاد اور ہاں  
ابھی گرفتار نہیں ہو سکے۔"

"کیا اس سلسلے میں میں کسی کام آ سکتا ہوں؟" اکرام ہنسا۔

"تمہارے تھے تو بس بازار حاصل کرنا ہے۔"

"جب آپ لو نہیں گئے۔۔۔ بازار ان شاء اللہ یہاں موجود ہوں  
گئے۔"

"بس ٹھیک ہے۔۔۔ ہم یہی چاہتے ہیں۔"

انہوں نے فون بند کر دیا۔۔۔ اب وہ پولیس اسٹیشن پہنچے۔۔۔ وہاں  
کا پارٹی اننا سب چوروں کو دیکھ کر اچھل پڑا۔

"ہی۔۔۔ کیا۔۔۔ یہ کون لوگ ہیں۔۔۔ اور آپ انہیں اس طرح  
بکڑ کر رکھیں لائے ہیں۔۔۔ آپ نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔"

اس نے جلدی جلدی کہا۔

"یہاں جناب آئیے بالکل درست بات ہے۔" فاروق نے خوش ہو  
کر کہا۔

"تک۔۔۔ کون سی بات بالکل درست ہے؟"



"یہ کہ ہم نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ پوچھا۔

"لیکن یہ بات آج کی نہیں۔ مطلب یہ کہ قانون کو اپنے ہاتھ

میں ہم نے آج نہیں لیا۔ یہ بہت پہلے کی بات ہے۔" قانون نے جلدی جلدی کیا۔

"مطلب یہ کہ تم لوگ بہت پرانے مجرم ہو۔"

"اٹھا نہیں۔ مجرموں کو تو ہم پکڑ کر لائے ہیں۔ یہ ابھی تک

نہیں کہہ سکتے پرانے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ پوچھا۔

"ان کے خلاف آپ پرچہ درج کریں۔" تعصبات میں

ہوں۔" انہوں نے جلدی جلدی کیا اور پھر تعصبات سنائیں۔" تعصبات

دار حیات قردہ انداز میں منہ کھولے انتشار میں۔ ان کے خاموش ہونے

پورے۔

"آپ۔ آپ کون ہیں؟"

"یہ رہا میرا کارڈ۔" انہوں نے اپنا کارڈ اس کے سامنے کر دیا۔

"اگرے!" وہ زور سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اہی کا ہاتھ

کے انداز میں اٹھ گیا۔

"آپ تشریف رکھیں۔" وہ بولے۔

وہ قہر قہر کانپا بیٹھ گیا۔

"آپ کلام شروع کریں۔ ہمیں جانا بھی ہے۔" انیسٹر جھپٹنے

لگا۔

اس نے جلدی جلدی اپنا کلام پورا کیا۔ گواہ کے طور پر انہوں

نے اپنے دستخط کئے اور ان لوگوں کو حوالات میں بند کروا دیا۔

"سوال یہ ہے جناب کہ آپ نے ان لوگوں کی گرفتاری کے

سلسلے میں کون کون سی چیزیں کی۔"

"میں نے کوئی پرچہ درج کرائے نہیں کیا۔ جن لوگوں کو یہ ہونے

والی بات تھی وہ یہاں کے تو ہوتے نہیں۔ ایک ہی نے آکر ریپورٹ منہ

پر لکھی۔ اور ہم نے ان لوگوں کو تلاش کرنے کی کوشش بھی کی۔"

"تو ان کی تلاش میں ہونے لگی۔"

"ہاں۔۔۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔ یہ بہت چالاک لوگ ہیں۔۔۔

میں نے انہیں خفیہ بنی سے کام کرتے ہیں۔۔۔ جب کہ تھے والے انہیں عام

دہشت گردی کے لوگ خیال کرتے ہیں۔۔۔ اصل کام بانڈا خان کی

گرفتاری ہے۔۔۔ جب تک اسے گرفتار نہ کیا جائے گا۔ یہ کام ہونا

ہے۔۔۔ کیونکہ وہ دوسرا گروہ تہذیب دے لے گا۔ اور جب بانڈا خان

گرفتار ہو جائے گا تو اس کے ذریعے ہم ہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"ہاں۔۔۔ تو کیا اس کا کوئی ہاں بھی ہے؟"

"ہاں۔۔۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ بانڈا خان کا ایک ہاں ہے جس کو

انہوں نے نہیں دیکھا۔۔۔ ہر حال اب آپ کو سب سے پہلے بانڈا خان

کی گرفتاری کا بندوبست کرتا ہے۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کیس پر اب وقت نہ کر سکتا ہوں۔ یہ تو میں ان سے بھی انکوائریوں کا کہہ ہانا نشان کماں ملے گا۔"

"نہ نہ۔ ان سے یہ بات ہرگز معلوم نہ کیجئے گا۔ اس نے انہیں ہانا نشان کا پتا نشان معلوم نہیں ہے۔"

پھر اس کے تھانے میں ایک دن روز پنج بلند ہوئی۔

○ ○ ○

## پاگل دشمن

وہ بڑی طرح چونکا۔

"یہ... یہ کس کی چیخ تھی؟"

"ایک پاگل طرم کہ۔ وہ بلاوجہ چیخا رہتا ہے۔"

"ہم اس سے ملنا چاہیں گے۔"

"آپ اپنا وقت ضائع کریں گے۔ وہ پاگل پاگل ہے۔ اور

بلاشبہ وہی ہے۔ لوگوں کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے ہی اسے

اسے میں بند کیا گیا ہے۔"

"اس کے بارہو ہم اس سے ملیں گے۔"

پھر ان وقت پھر وہی چیخ سنائی دی۔ ساتھ میں کسی نے

دائیں کہا۔

"مہر دو نکالو۔ چھوڑ دو۔ میں نے کسی کی کار کے باز نہیں

کئے۔"

"یہ... یہ کیا... آپ تو کہہ رہے تھے۔ وہ پاگل ہے۔ وہ

بلاشبہ وہی ہے۔"

"بہی کسی یہ اس قسم کے نکلے ہوئے ہوتا ہے۔" قتائے دار ہوا۔  
 "آپ کا نام کیا ہے؟"

"میں۔۔۔ میرا نام رومی ہے گاندہ ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا بتایا۔۔۔ رومی بے گناہ۔۔۔ یہ کیا نام ہوا؟"

"اصل میں میرا نام راجیل تھا۔ راجیل سے رومی ہو گیا۔"

"گاندہ میرا تخلص ہے۔ شاعری کا شوق ہے مجھے۔ رستم خان۔۔۔ عوام  
 سے کہو۔ پاگل کا مت بند رکھو۔"

"میں۔۔۔ آپ ہم خدا سے دیکھیں گے جا کر۔"

"میں نے کہا تھا۔ آپ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔"

"ہم گھر سے میرے لئے نکلے ہیں۔ چھپیاں مٹا رہے ہیں۔"

"لہذا وقت ضائع ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔"

"مجھے آپ کی مرضی۔ آپ مجھے ساتھ۔"

"وہ اس کے پیچھے چل پڑے۔ یہاں تک کہ وہ حوالہ۔"

ساتھ پہنچ کر روک گیا۔ اس میں ایک آدمی بند تھا۔ جو ہے گاندہ۔

انداز میں لیتا ہوا تھا۔

"یہ ہے۔ وہ شخص۔"

"لیکن ابھی تو آپ مولود کو سے رہے تھے کہ اس کا منہ

رکھے۔"

"مولود کو میرا علم ملا تو وہ اس طرف آتا تھا۔"

"اچھا۔۔۔ ذرا ادھر آنا بھیجی۔" انہوں نے سلاخوں پر  
 تھام کر کہا۔

"وہ کوئی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے دیکھا۔ وہ ایک

ادھر آئی آدمی تھا۔ چہرے پر لمبی سی داڑھی تھی۔

"آپ نے مجھ سے کچھ کہا۔ میں ذرا نہیں سمجھتا۔" وہ بولا۔

"ہاں! نزدیک آئیں ذرا۔"

"وہ سلاخوں سے آگے۔"

"مجھے آگیا۔ فرمائیے۔" اس نے بہت نرم اور مٹھی آواز میں

"آپ ابھی ابھی دھڑکے۔"

"میں نہیں۔۔۔ وہ کوئی اور ہے۔ نہ جانتے یہ لوگ اس کے

تھام لیا اس کو کر رہے ہیں۔"

"کیوں۔ کیا ہم نے تم سے کوئی برا سلوک کیا ہے؟" قتائے دار

کہا۔

"میری باری رات کو تھے گی۔ مجھے تو ابھی ابھی پکڑا کر لایا گیا

یہ۔۔۔ وہ چلا۔"

"کیا مطلب۔۔۔ یہ آپ نے کیا کہا۔ میری باری تو رات کو

آئی۔" الیکٹر جھینڈ نے چونک کر کہا۔

"ہاں! ابھی بات ہے۔"

"آپ کا جرم کیا ہے؟"

"میرا جرم یہ ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔"

"نہیں مومن۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اس کے خلاف

پاس بہت سی شکایتیں ہیں۔"

"اچھا۔ اور وہ شکایات کیا ہیں؟"

"یہ شخص ایک مسجد کا امام ہے۔ مجھے کے روز ایسی بھاری

ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دشمن بننے لگے ہیں۔ آپ

وقت لڑتے رہتے ہیں۔"

"کیوں مولانا۔ آپ کیسی بھاری کرتے ہیں؟"

"جیسے وہاں سے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا

تھے۔ بن ویسے ہی خطبات میرے ہوتے ہیں اور یہ سراسر اللہ

کہ میری تقریروں سے لوگ ایک دوسرے کے دشمن بننے

ہیں۔ آپ گناہ میں جا کر تحقیقات کر لیں۔ تمہارے والد

بالکل غلط ثابت ہو جائے گی۔ اس لئے کہ میں بہت ساری باتوں

لوگوں کو بتاتا ہوں۔ مثلاً اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک

ہیوں کی پوجا کرنا شرک ہے۔ مزاحوں پر جانا شرک ہے۔

بیروں فقیروں کے پکڑوں میں نہ آؤ۔ جیروہ ہے۔ جو ٹی اہرم

اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلے اور لوگوں کو بھلائے۔ تاکہ

مزاحوں پر عارضی دینے کی تعلیم دے۔ اور یہ دعویٰ کرنے کہ

اللہ کے پاس ۲۰ ہولنا۔ میں ایک پھونک مار کر یہ کہہ دیا گا۔ وہ کر

میں لگے۔ میں بولتا ہوں میں اڑاؤں تو آندھی آجاتی ہے۔ پانی آسمان

میں طرف اچھاں دوں تو بارش آجاتی ہے۔ جو لوگ اس قسم کی بھاری

کے لوگوں کو صحیح دین سے بھاڑ رہے ہیں۔ میں تو لوگوں کو ان سے

بھاری دن رات کو ششیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر ایسا کرنا جرم ہے۔

اللہ واقعی مجرم ہوں۔ اور اس جرم کی سزا بھگتے کے لئے تیار

ہوں۔ یہاں تک کہ کروہ خاموش ہو گیا۔

"تب تو آپ واقعی بہت بڑے مجرم ہیں۔"

"انصاف کیا بات کہی۔ آپ نے۔ اسی لئے تو میں نے اسے

کہا کہ کیا ہے۔ مزاحوں پر جانے کے شوقین لوگ۔ اکثر اس کی

بھاری باتیں کرتے ہیں۔ اسی بنا پر میں نے اسے گرفتار کیا ہے۔ اور اب

اس کا دل بدست کیا جائے گا۔"

"کیا مطلب؟" وہ پوچھا۔

"یہے ہمارے کی یہاں مرمت رات کو کی جاتی ہے۔ تاکہ اس

بھاری سے پر نہ سنا تک لپٹے گونسلوں میں خوف زدہ ہو جائیں۔"

"نصف تو آپ بھی اس کی طرف کے لگے۔" اس نے حسرت

اور افسوس کے ساتھ کہا۔

"میں بولتا ہوں نہیں کہ سنا تھا۔" اس نے جوشیہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" وہ پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آپ واقعی بہت بڑے فہم ہیں۔۔۔ ان لوگوں میں۔۔۔ لیکن ہماری نظریوں میں قطعاً "ہرم نہیں ہیں۔"

"کیا۔۔۔ نہیں۔" تمہارے دار پر ہی طرح اچھا۔

"کیا یہ صاحب بھی باتیں کہتے ہیں۔۔۔ جو انہوں نے سنا ہے؟"

"جی۔۔۔ جی ہاں بالکل۔۔۔ لیکن اس کی انہی باتوں سے"

ہوتی ہے۔"

"اگر کوئی شخص قرآن و حدیث کے مطابق تقریر کرے۔"

لوگ اس کے خلاف کڑبڑ کرتے ہیں۔۔۔ وہ غلط ہوں گے یا تقریر"

والا؟"

"وہ۔۔۔ لوگ۔۔۔ اس کے خلاف۔"

"ہاں ہاں۔۔۔ لوگ ان کے خلاف ہو جاتے ہیں۔۔۔ لیکن"

ان کا قصور کیا ہے۔۔۔ یہ تو وہ باتیں بناتے ہیں۔۔۔ جو قرآن میں"

یا حدیث میں ہیں۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔۔۔ تب۔۔۔ تو کیا آپ بھی وہابی ہیں؟"

"ہائیں۔۔۔ تو کیا آپ کے خیال میں یہ مولانا وہابی ہیں؟"

"ہاں جناب بالکل۔۔۔ وہ ساری لوگ تو یہی کہتے ہیں۔"

"قرآن اور حدیث کے مطابق جو بات کرے۔۔۔ اگر ان"

وہابی کہتے ہیں تو پھر میں ان مولانا سے پہلے وہابی ہوں۔"

"کیا!!! تمہارے دار پر چلا کر کہہ۔"

"آپ کے حق میں بہتر یہ ہے کہ فوراً انہیں رہا کر دیں۔۔۔ ورنہ"

آپ نقصان میں رہیں گے۔۔۔ کیونکہ پھر ان کا وکیل میں ہوں گا۔۔۔ ان"

کے کہیں کی جی وی عدالت میں کہوں گا۔"

"تو۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا آپ وکیل بھی ہیں؟"

"میں وکیل پہلے ہوں۔۔۔ آپ انہیں رہا کر رہے ہیں یا نہیں؟"

"نہی ضرور۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ حوالدار۔۔۔ حالات کا دروازہ کھول"

"آؤ سرکار۔۔۔ دور سے آواز آئی۔"

"آپ۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔" مولانا بولے۔

"لیکن ایک بات تو بتائیں۔۔۔ آپ اس قدر بے فکری سے کہے"

تھے۔۔۔ جیسے جب کہ آپ کو معلوم تھا۔۔۔ رات کو یہ آپ کے"

ساتھ کیا کہنے والے ہیں۔"

"اللہ کے راستے میں ایسے وقت تو آیا ہی کرتے ہیں۔۔۔ میں لینا"

میرا لگا کر رہا تھا۔۔۔ کہ غیہ آگئی۔" اس نے بتایا۔

"خیر۔۔۔ آپ جانیں۔۔۔ اور اگر پھر آپ کو اس بنیاد پر گرفتار کیا"

جائے تو مجھے بیجا بیچ دیجئے گا۔۔۔ میرا نام الیکٹر جمشید ہے۔"

"ہاں!!! مولانا چلا اٹھے۔"

"مولانا۔۔۔ کیا بات ہے؟"

"میں۔۔۔ میں آپ کے کارنامے اخبارات میں پڑھتا رہتا ہوں۔"

”اچھا اب آپ جاؤ گے۔“

اور پھر مولانا نیز تیز قدم اٹھاتے چلے گئے۔

”آپ کو شرم آتی چاہیے۔ گزیدہ کرنے والوں کو تو گرفتار کر

حصہ۔ اور یہ گناہ کو پکا کر رہا کر دیتے ہیں۔۔۔ بھرم وہ ہیں جو

اور حدیث کی بات نہیں سن سکتے۔۔۔ آپ کو ان کی شکایات پر مجھے

معلوم کرنا چاہیے تھا کہ مولانا جو کہتے ہیں۔ وہ قرآن اور حدیث

مطابق ہے یا نہیں۔ اگر وہ تمام یا نہیں قرآن اور حدیث میں دکھائے

تو پھر آپ لڑیو کرنے والوں کو گرفتار کر لے۔ نہ کہ امیں۔"

”سچ... سچ ہی ہوتی“۔

میں نے کہا کہ اب ہمیں اصل آواز دیکھنا چاہئے۔

میں نے کہا کہ آپ اس بات کو جاننے کے لئے جاننا چاہتے ہیں کہ میں نے کیا کیا ہے۔

تجلیات لکھادی۔ ورنہ رات کو اس پر کیا گزرتی۔۔۔ لف توبہ۔۔۔

15

پھر وہ قلعے وار کو وہاں سے آگے لے چلے اور آخر کار ان

نظریں اس بائبل پر پڑیں۔ جس کی جہیں انہوں نے مٹی تھیں۔

انہوں نے کہا کہ اس کے لختوں سے خون برس رہا تھا اور وہ اللہ

فروش سرخاکر با قند

۱۰۱ "اے مالک! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" اسپیئر جھپٹے ٹاپ سے

عالمی سطح پر مشہور ہے

آپ ذکر رہے تھے۔ یہ کوئی پاگل شخص ہے۔ پھر آپ نے

ایک کھلے مکان رکھا ہے۔ پاگل پن اس طرح تو دور نہیں آتا

آپ چلے اس کو کہو لیں۔۔۔ پھر باقی باتیں ہوں گی۔"

”جی کیا فرمایا۔ اسے کھول دیں۔ لیکن یہ بہت خطرناک

[illegible]

"آج کی مرثیہ"۔ اس نے کہہ کر اٹھ کر چلا۔

انہوں نے فریئر کو لپٹا نظر آیا۔ اب وہ لمبے لمبے سانس لے رہا

$p = 0.001$

”لب تائیں۔۔۔ اس کا جرم کیا ہے۔ پاگل پن کی صورت میں

کسی شخص کو کیا نقص پہنچایا ہے کہ آپ کو اسے گرفتار کر

نے اپنا پورا اور اس کے خلاف مقدمہ ورج کرنا پڑا۔ آپ نے

خالف جو رپورٹ ورنج کی ہے وہ بھی دکھائیں۔"

”میں نے ابھی تک اس کے خلاف کوئی رپورٹ درج نہیں

14.  $\frac{1}{2} \log_2 256 = 8$

[illegible]

تاکید: یہ سب باتیں محض ہفت روزہ کے مدیر کا خیال ہیں۔

۴۔ کلام: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو بتایا کہ میں نے اپنے رب سے ملاقات کی ہے اور وہ میرے لئے ایک نیا

اور اسے الٹا لٹکا دیا۔ آخر آپ اسے الٹا لٹکا کر کیا معلوم کرتا تھا۔  
 بیٹا۔

”نکس۔ کچھ نہیں۔ اس کا داغ درست کرنا چاہتے تھے تاکہ اس کی وجہ سے گاؤں کے لوگوں کا بیٹا حرام نہ ہو۔“

”گاؤں میں اس سے کتنی درد ہے؟“

”تین گلو میٹر۔“ اس نے کہا۔

”اپنی جپ میں گاؤں جانیں۔ محمود تم ان کے ساتھ جاؤ گاؤں کے چند آدمی اپنی مرضی کے۔ ذکر ان کی مرضی کے ساتھ آئیں۔“

”میں سمجھ گیا ابابیل۔“ محمود مسکرایا۔

”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟“ تمہارے وار بھلا یا۔

”اب آپ کچھ نہیں پوچھیں گے۔ پولیس گے۔ بس“

با رہا سب۔ صرف وہ کریں گے۔“

”حق نہیں۔“ وہ سر ہلچے میں بولا۔

”کیا مطلب۔ بی نہیں؟“

”ہاں! بی نہیں۔“ اس نے ایک دفعہ پھر کہا۔

”کیا کرنا چاہتے ہیں؟“

”میں آپ کے احکامات پر عمل کرتے کا پابند نہیں ہوں۔“

اپنے ڈی ایس بی کا علم ہاتھوں لگے۔ ان کے احکامات پر عمل کروں گا۔“

”تو کیا آپ کو ڈی ایس بی صاحب نے ایسا کرنے کا حکم دے دیا ہے کہ لوگوں کو مقدمہ درج کئے بغیر پکڑ لو۔ اور انہیں الٹا لٹکا دے۔“

”آپ انہی سے بات کریں۔“

”انہیں آپ خود بلا لیں۔ میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ میں آپ کو احکامات دے سکوں اور ان پر عمل کرا سکوں۔ اور حکم کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں آپ کو اسی حوالہ میں بند کر سکوں۔ جس میں آپ نے انہیں بند کیا ہے۔“

”اگر آپ کے پاس اتنے اختیارات ہیں تو ان کا استعمال شروع کر لیں۔ تاکہ تم ڈی ایس بی صاحب کو فون کرو۔“

”ار کے سر۔ ابھی لیجئے۔“ ایک ماتحت نے فوراً کہا۔

”آپ ضرور مجھے جانوں بلائیں۔ کوئی اعتراض نہیں۔ آج وہ وہاں اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔“

”وہ وہ۔“ پوچھ کر بھلائے۔

”نکس۔ کیوں۔ آپ کو کیا ہوا؟“ فاروق نے پوچھا کر کہا۔

”مہم۔ مجھے۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔“

”ابھی آپ کے لئے کھانے کا انتظام ہو جائے گا۔ ذرا پہلے ڈی ایس بی صاحب کو آ لینے دیجئے۔“

”نکس۔ اتنی دیر تو خیر میں ٹھہر جاؤں گا۔“ وہ مسکرا

ہیلے۔

اور پھر وہاں ڈی ایس بی صاحب آگئے۔ انہیں جب یہ بات  
مائی گئی کہ وہ کون لوگ ہیں تو بہت گرم جوشی سے ان سے ملے۔  
سائل ان کے سامنے رکھا گیا۔

"یہ تم نے کیا غیر معمولی حرکت کی؟" ڈی ایس بی نے غور کر کے  
"تمہارے سامنے میں نے"۔ وہ کانپ گیا۔

"ہاں تو اور کیا میں نے؟" ڈی ایس بی نے آنکھیں نکالیں۔  
جھٹکا کر بولے۔

"آپ جو یہ کہہ رہے ہیں۔ وہ کیوں؟"

"بہت بہتر سر"۔ اس نے فوراً کہہ

"تو پھر چاہیے۔ گاؤں سے دس کوئی لے آئیں۔ لیکن ہمارے  
مرضی کے آدمی؟"

محمود اس کے ساتھ چلا گیا۔ وہ سب دیکھ گئے۔ قرأت اور  
قانونی دفنی کوئی کے لئے جو کچھ کر سکتے تھے۔ کہتے تھے۔ آخر  
اور قتلے دار دس دہائیوں کے ساتھ وہاں آگیا۔

"یہ ہماری مرضی کے آدمی ہیں نا؟"

"جی ہاں! جن لوگوں کو قتلے دار صاحب لانا چاہتے تھے۔  
انہیں غیبی لایا۔ بلکہ اپنے گرو جمع ہونے والوں میں سے میں نے  
کوئی چنے ہیں۔"

"اور تم نے بہت اچھا کیا۔ ان دس کو اس داخلی تک لے  
آئے۔ وہ بولے۔

دس آدمی نزدیک آئے۔ انہیں جوشید نے انہیں بغور دیکھا  
اور پھر محمود کی طرف تقریقی نظروں سے دیکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ  
انہیں دوسرے آدمی جن کر لایا ہے۔

"آپ لوگ اس شخص کو پہچانتے ہیں۔ بغیر کسی خوف کے آپ  
قرابت قائم کر سکتے ہیں۔ دیکھئے۔ یہاں قتلے دار صاحب کے ڈی ایس  
بی صاحب بھی موجود ہیں۔ اور ہم سب اصل بات جاننا چاہتے ہیں۔"

"کی۔ جی۔"۔ وہ بولے۔

"تو پھر قائم۔ آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟"

"جی ہاں۔ بہت اچھی طرح۔"

"کیا یہ شخص پاگل ہے؟"

"جی نہیں۔"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

○ ☆ ○



## آخری سیر

چند لمبے تنک وہ ان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر بولے۔

"آپ نے کیا کہا۔ پاگل نہیں ہے؟"

"جی نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"تب پھر۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ پولیس نے ان کیوں گرفتار کیا ہے؟"

"پولیس کا خیال ہے کہ یہ شخص چور ہے۔ شر سے آئے اور کاروں کے تازہ چکر کرتا ہے۔ پھر ساتھ ہی جنگل میں واقع ایک گاؤں میں انہیں بٹھا دیا ہے۔ پھر لگوآن کے بسٹلے اور گاڑی کے چاروں تازے کر قرار ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی کئی وارداتیں ہو چکی ہیں۔"

"پولیس کو اس پر شک کس طرح ہوا؟"

"اس کے گھر سے ایک تازہ ملا تھا۔"

"کیوں۔ آپ کے گھر سے تازہ کیسا ملا تھا؟"

"مجھے قطعاً معلوم نہیں کہ وہ تازہ میرے گھر میں کیسے آیا۔"

"اور اچھا۔" انہوں نے سمجھ جانے والے انداز میں کنا پھری ڈی کنا پھری کی طرف مڑے۔

"مغور کچھ سوچو۔ اگر یہ شخص یہ کام کرتا ہے تو اپنے گھر میں تازہ کیوں رکھتے لگے۔ وہ بھی ایک تازہ۔"

"ہاں! یہ بات قاطبی مغور ہے۔" انہوں نے کہا۔

"اب ہم سناتے ہیں۔ ہم پر کیا پڑتی۔"

یہ کہ کر انہوں نے اچھی کمانی سادھی۔ پھر بولے۔

"اب آپ جانیں۔ اس گروہ سے اس شخص کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اس کام میں شریک ہوتا تو اتنا لکھنے پر ضرور اہل ہوتا۔ اس لیے کہ یہ صرف چوری کا کس ہے۔ جرم کا اقرار کر کے لٹی اسے پھانسی کی سزا ہو جاتی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ اس شخص کو باوجود گرفتار کیا گیا ہے۔" انہوں نے کہا۔

"تاکہ اوپر سے اگر پوچھ لیا جائے کہ تانوں کے گھر میں کیا کیا گیا ہے تو یہ بتائیں کہ ایک مجرم گرفتار ہو چکا ہے۔"

"ہوں۔ بالکل ٹھیک سر۔"

"وہاں بے گناہ صاحب۔ آپ کو میرے دفتر آکر ہولپ دہی کرنا ہو گی۔ ورنہ آپ کو معطل کر دیا جائے گا۔"

"حق نہیں۔۔۔ نہیں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔"



جائیں۔" انپکڑ جیشہ کی سرد آواز گونجی۔

"جی... جی فرمائیے۔" وہ چونک کر رک گیا۔

"آپ ذرا دوسرا کمرہ بتا کر رہیں۔"

"جی... جی فرمائیے۔" اب وہ مجبور ہو گیا۔ ان کی طرف

"اندرا آپ ہمارے ساتھ جائیں گے۔ ہم سے پہلے

انپکڑ جیشہ کی آواز سرد تھی۔ وہ سہم گیا۔

اب وہ اندر کی طرف بدھ۔ تھانے وار سی طرح اپنی

بیٹھا نظر آیا۔ اس کے سامنے والی کرسی پر ڈی ایس بی صاحب

تھے۔ اور بیرو پر گھاسٹ پینے کی بے شمار چیزیں موجود تھیں۔

چیزوں کو وہ جانوروں کی طرح منہموڑ رہے تھے، قدموں کی آواز

جب وہ ان کی طرف مڑے۔ تو ان کے چلنے منہ رک گئے۔ بلکہ

کے کھلے رہ گئے۔ اور آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"راہی بے گناہ کا جرم تو ثابت تھا۔ ہم ہی دیکھتا ہوں

آپ کسی حد تک اس کے ساتھ شامل ہیں۔ لہذا آپ بھی

حوالات کا معائنہ کریں گے۔" یہ کہہ کر انپکڑ جیشہ نے جیب سے

نکل لیا۔

"کیا کرتے ہیں جناب۔ آپ بہت بڑی بھول میں ہیں۔"

ایس بی فرمایا۔

"وہ کیسے؟"

"اس وقت آپ تھانے میں ہیں۔ کسی کو معلوم نہیں کہ آپ

ہیں اور یہاں ہم تھانے میں قریباً تھیں ہیں۔ ہمیں قوی جب مل

آپ پر تھانک کریں گے، آپ کا کیا بنے گا۔ لہذا بھول

کر دیں۔"

ابست غیب! یہ لیں بھول۔" انپکڑ جیشہ نے اپنا بھول اس کی

اپنا بھول دیا۔ اس نے فوراً بھول دلوچ لیا اور ان کی طرف تان

"آپ آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"تم لوگوں کی موت کا۔ کیونکہ ان کے بغیر تو ہم یہاں سن مانی

کر سکتے۔"

"اچھی بات ہے۔ لیکن اتنا تو قادریں۔ کہ استاد کہاں ہے۔"

ابست ہے۔"

"اس معاملے سے اتارا ایک فیصلہ بھی تعلق نہیں۔ یہ لوگ

ہمارے ہاتھ میں آسکتے۔ لہذا ہم تو میں شے میں پکڑ لیتے

کہ اس کی حرمت کرتے تھے۔ اس کے رشتے دار پیسے دے کر

لے جاتے تھے۔ اور اس طرح ہم اپنی کارروائی ڈال دیتے

اب بھی یہی کریں گے۔ اب اپنا پروڈوں کو کوٹنا تلاش کرتا

ہے۔"

"لیکن ہم نے بھی تو آخر انہیں پکڑا ہے۔"

"سرفرد اور اس کے نائب کو کب پکڑا ہے۔"

"وہ فرار ہو چکے ہیں۔ اب شاید ان سے ملاقات ملے گی۔ اگر وہ وہاں ہوئے تو ہم انہیں ضرور پہچان لیں گے۔ گرفتار کریں گے۔"

"یاس تو کو آپ نے دیکھا ہی نہیں۔" قاتلے وار ہوا۔

"ہم اسے امتداد کی مدد سے دیکھیں گے۔"

"لیکن یہ تو اس وقت ہو گا۔ جب آپ یہاں سے اٹھ جائیں گے۔ اور یہ ہو گا نہیں۔"

"اچھا تو پھر جو کرنا ہے۔ جلد کریں۔" انسپکٹر جشیہ نے اشارہ کیا۔

"ہی! اس لیے کہ ہمارا میر کر پروگرام خاک میں مل گیا ہے۔"

"ابھی آپ کو خبر کراتے ہیں۔ آخری میر۔"

"آخری میر۔ جیسی واقعہ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا۔ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"انہوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

"کس بات پر حیران ہیں؟"

"موت تمہارے سروں پر تلج رہی ہے اور تم جس رہے ہو۔ وانت نکال رہے ہو۔"

"یہ ہماری عادت ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

"میرا یہ لیٹن جیولے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔"

"تو رانی بے گناہ کے ساتھ آپ بھی اس کے جرائم میں براہ کسر شریک ہیں۔" انسپکٹر جشیہ بولے۔

"اگر ایسا نہ ہو تا تو یہ اس وقت اپنی کرسی پر کیوں ہوتے۔ اور

آپ کے ہاتھوں انہیں نجات دلوانے کی خوشی میں یہ مجھے و موت کیوں

دیکھتے۔ اور ہم یہ بنے ہوئے من کیوں اڑا رہے ہوتے۔"

"بہت خوب! تو آپ اقرار جرم کر رہے ہیں۔ عدالت میں جا

کر انکار کر دیجئے گا۔" فاروق نے ہنس کر کہا۔

"یہ اللہ۔ کون سی عدالت۔ کہاں ہے عدالت۔ یہاں تو

ملی عدالت ہے۔ اور ہم آپ کو موت کی سزا سنارہے ہیں۔ آج

ہی اور انہیں باہر لے جا کر شوٹ کر دوں۔ اب ان کے گندے خون

سے ہم اپنے قاتلے کو کیوں گنہا کریں۔" وہ لیٹن جی نے جلدی جلدی

"شکر یہ ڈی ایس بی صاحب۔ ویسے آپ کا نام کیا ہے؟"

"میر سے خان۔ کیا آپ نے میرا نام نہیں سنا۔" وہ ہنس

"ابھی ابھی سنا ہے۔ ایک بار سنا ہے۔ وہ سری ہار کی ہوس

"تو فاروق بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولا۔

"اس کی بات کا مطلب... ایسے ویسے لوگوں کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آپ لوگ جو کچھ کہتے رہے ہیں... ان کے حکم پر  
اتنا... محمود نے منہ ہلایا۔

"ان لوگوں کو لے جاتے اور خونت کرو۔" وہی گرجا رہا تھا۔

"بہت سے قدموں کی آواز گونج اٹھی... پھر انہیں ہانڈوں... حکم ضرور ان کا ہوتا تھا... لیکن ہم بھی خوشی سے حکم کی تعمیل  
کرا کر اٹھایا گیا۔ وہ اٹھتے چلے گئے... کاشفیل زمین باہر لے گئے رہے ہیں... ہمیں کہ حکم کی تعمیل کرنے کے لیے ہمارا جی  
انہیں ایک طرف درختوں کے نیچے کھڑا کر دیا گیا... اور کاشفیل... ہاتھ لگا کر پھر بھی ہم کہتے تھے... جی نہیں... ایسی کوئی بات  
سے دس قدم دور کھڑے ہو گئے... انہوں نے اپنی رائفلیں تان کر رکھیں... ہم ان کے دل و جان سے ماتحت ہیں اور باقاعدہ ہر جگہ میں  
"میرا تم لوگوں کو ایک مشورہ ہے۔ آخری مشورہ۔" یہ اصل حکم کرتے رہے ہیں... اب کیوں انکار کریں... وہ بھی تم لوگوں  
کا دشمن ہے جو مرتے والے ہیں۔"

"اے بھئی... آخر ہمیں ان کے مشورے کی کیا ضرورت... جسے تم لوگوں کی مرضی... تم نے اچھی سزا کا فیصلہ سنا دیا۔  
مرتے ہوئے لوگ ہمیں بھلا کیا مشورہ دے سکتے ہیں۔" وہ صبر سے بھرا ہوا تھا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان سب کی رائفیں ان کے ہاتھوں سے  
اٹھ گئیں۔ کیونکہ باتوں کے دوران وہ اپنے ہاتھوں نکال چکے تھے۔  
"پہلو بھئی... سناؤ مشورہ۔"

"اگر تم لوگ ایک طرف ہو جاتے... اور ہمیں ان سے بڑے بڑے ہتھیار چاہیں تو..."

وہ اس میں تم لوگوں کا فائدہ ہے... ورنہ تم بھی ان جتنی ہتھیار چاہیں۔

خوف زدہ انداز میں انہوں نے ہاتھ اٹھا دیے... ادھر اندر  
خفوں کی آواز گونجی... اتنی دیر میں وہ درختوں کی لوت لے چکے  
تھے مشورہ ہے... ٹیکہ... تم لوگوں کی بھلائی کے لیے... کیونکہ جب کہ کاشفیل ان کی قدمیں تھیں... فوراً ہی تھامے دار اور

"کیا بات کہتے ہو بھئی؟"

ڈی ایس بی ہوتے باہر نکلے۔ اور پھر ان کی آنکھیں مارے گئیں۔  
کے پھیل گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا؟" ڈی ایس بی چلایا۔

"یہ وہی۔ جو ہونا چاہیے تھا۔"

"کیا مطلب؟" وہ بولا۔

"ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ گولیاں تمہارے دماغوں میں سوراخ کر دیں گی۔"

ڈی ایس بی کی آواز سنائی دی۔  
انہوں نے اوپر اوجھڑ دیکھا لیکن وہ لوگ انہیں کہیں  
آئے۔

"یہ تم لوگوں نے کیا کیا۔ ان لوگوں کو دوختوں کے بیچ  
لینے کے قابل کیوں چھوڑا؟"

وہ کچھ نہ بولے۔ اسی وقت جمہوری آواز گونجی۔

"تم لوگوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ ہم فائر کرنے لگے ہیں۔"

دونوں نے اب بھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ اچانک دو فائر ہوا۔

اور ان کے ہاتھوں سے خون بہتا نظر آیا۔ ساتھ ہی ان کی جین  
سنائی دینا۔

"میں نہیں۔ نہیں۔" وہ بولے اور پھر ان کے ہاتھ اٹھ کر

گئے۔

"چلو بھئی۔ ان لوگوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ شہر کر دو۔"

ڈی ایس بی ہوتے باہر نکلے۔ اور پھر ان کی آنکھیں مارے گئیں۔  
کے پھیل گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا؟" ڈی ایس بی چلایا۔

"یہ وہی۔ جو ہونا چاہیے تھا۔"

"کیا مطلب؟" وہ بولا۔

"ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ گولیاں تمہارے دماغوں میں سوراخ کر دیں گی۔"

ڈی ایس بی کی آواز سنائی دی۔  
انہوں نے اوپر اوجھڑ دیکھا لیکن وہ لوگ انہیں کہیں  
آئے۔

"یہ تم لوگوں نے کیا کیا۔ ان لوگوں کو دوختوں کے بیچ  
لینے کے قابل کیوں چھوڑا؟"

وہ کچھ نہ بولے۔ اسی وقت جمہوری آواز گونجی۔

"تم لوگوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ ہم فائر کرنے لگے ہیں۔"

دونوں نے اب بھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ اچانک دو فائر ہوا۔

اور ان کے ہاتھوں سے خون بہتا نظر آیا۔ ساتھ ہی ان کی جین  
سنائی دینا۔

"میں نہیں۔ نہیں۔" وہ بولے اور پھر ان کے ہاتھ اٹھ کر

گئے۔

"چلو بھئی۔ ان لوگوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ شہر کر دو۔"

گود "فاریوق" قمرزادہ اور خان رحمان آگے آگے۔ فاریوق کی

کچھ میں ریشم کی ڈوری موجود تھی۔ لیکن اسی نہیں تھی کہ سب

لوگوں کو جانے دیا جائے۔ تاہم قتلے کے انور سے ڈوری مل گئی۔ اور

اس سب کو جانے دیا گیا۔

اب انہوں نے دارالحکومت کو فون کیا۔ کئی ہی صاحب کو

خبر ملے۔ اس کے دو گھنٹے بعد وہاں نیا حملہ آگیا۔ ان لوگوں کو

خبر ملے کہ میں بند کر دیا گیا۔ نئے قتلے دار کو سب کچھ قتلے کے بعد

آؤ گا۔ وہ شادون آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

"یہاں کافی وقت لگ گیا۔" پروفیسر واؤڈ بولے۔

"گوراجی۔ شادون آباد بہت دور ہے۔" فاریوق نے کہا۔

کئی بات نہیں۔ یہ کام بھی بہت ضروری تھا۔ اب ان شاء

اللہ لوگوں کو اس قسم کی وارداتوں سے نجات مل جائے گی۔" انہیں

جیسے سنا ہے۔

"بالکل پیشہ۔ یوں بھی ہم سیر کرنے کے لیے جا رہے تھے۔

اور یہ بھی سیر ہی کا ایک حصہ سمجھ لیتے ہیں۔" خان رحمان مسکراتے

باقی سب کے چہروں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"لیکن اس سب کا نام ہم جاسوسی سیر نہیں کے۔" فاریوق ہلکا

کامی اعتراض نہیں۔" محمود نے کہا۔

سب نے تائید کے انداز میں سر ہلایا۔  
 تین گھنٹے کے مزید سفر کے بعد آخر وہ شاموں آباد میں  
 ہوئے۔ لیکن اچانک انہیں رگ جاتا پڑا۔ پتہ پولیس واسے ان  
 راستہ روکے کھڑے نظر آئے۔



## عجیب حرکت

گاڑی روکتے پر وہ ان کے نزدیک آ گئے۔  
 "گاڑی کے کانڈات دکھائیے جناب۔"  
 "ہمت ہمت... خانہ رمان۔ کانڈات دکھائیے۔"  
 "اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر وہ مسکرائے۔  
 وہ اسٹیکر چوہ کی عادت سے اچھی طرح واقف تھے۔ وہ اپنے  
 ہاتھوں پر اپنی شناخت نہیں کراتے تھے۔ بلکہ ہر چیز کو چیک کرنے کی  
 باتا رہتے تھے۔ اس وقت بھی یہی ہوا اور وہ صرف اپنا کارڈ دکھا  
 کر گزر سکتے تھے۔  
 کانڈات چیک کئے گئے۔ وہ ہر طرح مکمل تھے۔ پھر بھی  
 حراست نے کہا۔

"آپ لوگ ذرا نیچے آ جائیں۔"  
 "کیوں۔ اب کیا بات ہے؟"  
 "گاڑی کی بھی طاشی لی جائے گی۔"  
 "اور اچھا۔" وہ بولے اور سب نیچے اتر آئے۔

میں نے اس کا لاپرواہی طرح جائزہ لیا۔ فیر چیک کیے گئے۔ انجن کا  
 فیر چیک کیا۔ رنگ وغیرہ کو بغور دیکھا۔ پھر ایک نے کہا۔  
 "اے گئی۔ یہی ہے وہ کار۔"

میرا مطلب؟ "انسپکٹر جمشید نے چونکا کر کہا۔  
 سمجھا مطلب ہے۔ یہ وہی کار ہے۔ جو چرائی گئی تھی۔ اور  
 جس کی چوڑی کی رپورٹ ہمارے پاس درج ہے۔"

"پلے پھر ذرا۔" کہیں۔ وہ رپورٹ؟ "انسپکٹر جمشید نے کہا۔  
 "آپ کو رپورٹ سے کیا۔ آپ کو تو ہم یہاں سے سیدھے  
 حالات میں لے کر جا چکے گئے۔ ہاں آپ اپنا وکیل ضرور بلا سکتے  
 ہیں۔"

"گوا آپ ہمیں وہ رپورٹ نہیں پڑھتے ہیں گے۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔"

"لیکن ہمارے خیال میں اس کی ضرورت ہے۔ اور وہ رپورٹ  
 سچا اور اچھی ہے۔"

"نہیں۔ آپ اپنے وکیل سے بات کر لیں۔ اگر انہوں نے آپ  
 کو قیامت ثابت کر دیا تو ہم رپورٹ آپ کو پڑھتے ہیں گے۔"

"میں خود اپنا وکیل ہوں۔ پلے رپورٹ میں مجھے۔ وہ  
 منکر ہے۔"

"کیا۔ آپ خود وکیل ہیں۔ کیا واقعی؟"

انہوں نے کار کی بہت اچھی طرح تلاشی لی۔ لیکن کوئی  
 اعتراض چیز نظر نہ آئی۔ اس کے باوجود سارجنٹ بولا۔  
 "یہ گاڑی آگے نہیں چا سکتی جب۔"

"کیوں؟" اب کیا ہوا۔ کٹھنات مکمل ہیں۔ تلاشی لینے  
 کے نہیں ملا۔ اب کس لیے روکا جا رہا ہے۔"

"اس گاڑی کی ایک کار چوڑی ہوئی ہے۔ ہمیں چیک کرنا  
 گا۔ یہ وہ کار تو نہیں۔"

"اور یہ آپ کس سے چیک کرانے گے۔"

"ابھی وہ باہر آئیں گے۔ وہ چیک کریں گے۔"

"اور ہمارا جو اتنا وقت ضائع ہو گا۔" انسپکٹر جمشید نے آگے

تکلیں۔

"تو ہوتا ہے۔"

ایک لمحے کے لیے انہوں نے کارڈ نکال کر دکھا دینے کے لیے  
 میں سوچا لیکن پھر رک گئے۔ انہوں نے سوچا۔ دیکھیں تو میں  
 لوگ ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ لہذا وہ رک گئے اور اپنے ساتھ  
 کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ تفریق ہی سہی۔"

"تو کے۔" وہ بولے۔

"اور پھر وہ آویں وہاں پہنچے۔ وہ بھی پولیس کی روٹی میں تھے۔"



"میں اپنے کافذات دکھاؤں گا۔ اگر میں وکیل ثابت

اس صورت میں تو آپ مجھے روٹ دیں گے۔"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔" ایک نے پریشان ہو کر کہا۔

وہ انیس پولیس اسٹیشن لے آئے۔ گاڑی کو پولیس

کے اندر لے آیا گیا۔ قحانے کا حملہ گاڑی کو گھور گھور کر دیکھنے

پہلے انیکٹر جشیہ کے وکالت کے کافذات دیکھے گئے۔

کافذات میں انیکٹر کا لفظ نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اپنی وکالت خود کر سکتے ہیں۔ اب

کل عدالت میں پیش کیا جائے گا۔"

"بہت بہتر۔ کیا رات کو ہمیں حالات میں رہنا پڑے گا۔"

"ہاں مجبوری ہے۔"

"لیکن کیوں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ یہ کارروائی

جو چاہی گئی ہے۔"

"ماہرین کا کہنا ہے۔ اس کے زہر تہریل کیے گئے ہیں۔"

ضرور وہی گاڑی ہے۔ جس کا ذکر سننے میں آ رہا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اس شخص کو بلانیں جس کی گاڑی

ہوتی ہے۔"

"وہ آج یہاں نہیں۔ شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں۔"

"ان کے یہاں نہ آنے کی سزا آخر ہمیں کس طرح دی

ہے۔" خان رحمان پوچھے۔

"ہمارے مجبوری ہے۔"

"کوئی مجبوری نہیں۔ ہم جس ہوٹل میں ٹھہریں گے۔ اس کا

پتہ آپ کو نوٹ کرا دیں گے۔ آپ وہاں آجائیے گا۔"

"ہی نہیں۔ اگر آپ فرار ہو گئے تو؟"

"ارے تو گاڑی یہاں رکھ لیں۔"

"ہاں! ٹھیک ہے۔ آپ جائیں۔ ہوٹل کا نام لکھوا دیجئے

گا۔" قحانے وار پولا۔

پولیس اسٹیشن سے نکلنے سے پہلے انیکٹر جشیہ ان کی طرف

دیکھا۔

"لیکن انیکٹر صاحب۔ ایک بات یاد رکھیں۔"

"اور وہ کیا؟" اس نے چونک کر کہا۔

"اگر ہماری کار کو استعمال کیا گیا۔ یہ اس کے پڑے نکلے گئے

زمین الٹا آپ لوگوں پر کیس کر دوں گا۔ میں بھی آخر وکیل ہوں۔"

"اور ایک بات آپ بھی یاد رکھیں۔" قحانے وار نے جمل کر

کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"اگر کار کے مالک نے اس کو شناخت کر لیا اور یہ اس کی ثابت

ہو گئی تو آپ بھی جیل میں جکی پیتے نظر آئی گے۔"

"پائل ٹھیک"۔ وہ مسکرائے۔

اب وہ دو ٹیکسوں میں ہوئی آٹھار کی طرف روانہ ہوئے۔ ات پر لڑتے جاتے ہیں۔

کی معلومات کے مطابق اسی قصبے کا سب سے اچھا ہوٹل آٹھار تھا۔ یہاں اس وقت ایک بڑی کار کے بڑے چرچے آئے۔ انہوں نے کی ٹیلیاں ہوٹل کے دروازے پر رکھیں تو کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ وہ سڑی طرف باہر دیکھا۔ کار کی طرف سے دو بھلاے شاید اس لیے کہ وہ ٹیکسوں پر آئے تھے۔ اگر شان دار ملک تھا۔ کار سے لیے پچھڑے اور اونچے جسم کا مالک آواز سے بڑی گاڑی میں آئے ہوتے تو اس وقت بڑے ضرور ان کی طرف سے سلامان اس سے پہلے اٹھ چکے تھے۔ اسے اندر کلکٹر تک لے چلتے۔

پھر وہ خود دروازے پر آئے۔ دروازے پر کلکٹر بیٹھا۔

یہی ان کی طرف اٹکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔

"یہ کیا ہوٹل ہے۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں کسی اور ہوٹل

رہ کرنا چاہیے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ خیر۔ ذرا دیکھیں۔ کلکٹر

سلوک ہوتا ہے۔"

وہ آگے بڑھے اور کلکٹر پر آکر رہے۔

"ہمیں وہ بڑے کمرے چاہئیں۔"

"نہیں ہیں۔" ایک نے منہ بٹھا کر کہا۔

"اچھا تو چار چھوٹے دے دیں۔"

"ایک بھی نہیں ہے۔"

"تب پھر۔۔۔ ہم کہاں جائیں۔"

کسی مرنے میں اس موسم میں یہاں کمرے نہیں ملتے۔ پہلے

اپنی مرنے میں اس موسم میں یہاں کمرے نہیں ملتے۔ پہلے

میں اس وقت ایک بڑی کار کے بڑے چرچے آئے۔ انہوں نے کی ٹیلیاں ہوٹل کے دروازے پر رکھیں تو کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ وہ سڑی طرف باہر دیکھا۔ کار کی طرف سے دو بھلاے شاید اس لیے کہ وہ ٹیکسوں پر آئے تھے۔ اگر شان دار ملک تھا۔ کار سے لیے پچھڑے اور اونچے جسم کا مالک آواز سے بڑی گاڑی میں آئے ہوتے تو اس وقت بڑے ضرور ان کی طرف سے سلامان اس سے پہلے اٹھ چکے تھے۔ اسے اندر کلکٹر تک لے چلتے۔

"مفت فہلے جناب۔" کلرک ہکا یا۔

"ایک ڈنل کرا۔"

"جی ضرور۔ کیوں نہیں۔"

"کل تک میرے چند دوست بھی آ رہے ہیں۔ ایک ڈنل کمرہ

کے لیے بھی بک کر لیں۔"

"کچھ لیجئے۔۔۔ جو کیا بک۔ آپ گیارہ ہزار روپے دے دیں۔"

"اے اے! کمرہ کاسے پانچ دن کا کرایا ہو گا۔ اس کے بعد بھی آپ

سنا رہیں گے تو مزید کرایہ وصول کر لیا جائے گا۔"

"اے اے۔۔۔ سلمان اوپر بھجواؤں۔ یہ رہے گیارہ ہزار روپے۔"

ان نے گیارہ نوٹ دیے اور بیروں کے ساتھ چلا گیا۔

"ابھی تو آپ کہ رہے تھے کہ کوئی کمرہ نہیں ہے۔"

"ان لوگوں نے ایڈوانس بنگلہ کرا رکھی تھی۔"

"ظلم یا نکل غلط یہ ہمارے سامنے آئے۔ آپ سنا۔ وہ بھی کل تک یہاں لے آئیں گے۔  
 سے پوچھا کہ نہیں کہ ان کے ہاں کیا ہیں۔ کہاں سے آئے۔ اگر آپ پسند کریں تو ہم گاڑیوں کی  
 اور یہ کہ انہوں نے بچک کب کرائی تھی۔"

"آپ کو اس سے مطلب؟"  
 "جی ہاں۔ اگر ہوئی میں کچھ کرے خالی ہیں تو آپ اگر آپ کے لیے دو کمرے ڈبل اوپر والی منزل پر بک گئے دیتے  
 کیوں نہیں دینا چاہتے۔"  
 "ہوئی کے اعتراضات۔ آپ مل ادا نہیں کر سکیں گے۔  
 ہم آپ کا مل اپنی جیب سے تو دینے سے رہے۔" ایک سال  
 کہا۔

"تو آپ ایڈوائس لے لیں۔ کئے دو ڈبل کمرے کا چھوٹا  
 ایڈوائس دے دیں؟"  
 "بات صرف ایڈوائس کی نہیں ہے۔ اور یہی ہے۔  
 اعتراضات کون ادا کریں گے۔"

"آپ باقی اعتراضات کے لیے بھی ایڈوائس و رقم جمع کر لیں۔  
 یہی!!" وہ چلائے۔  
 "اب کیا ہوا؟" انسپکٹر جیشید نے منہ ہنایا۔  
 "میں۔ ہمارا خیال تھا۔ آپ لوگ کوئی فریب نہ کریں گے۔"

"جیشید میں آئے ہیں نا۔"  
 "ہماری گاڑی راستے میں ایک جگہ موقوف ہے۔ ہم

کرایہ ادا کرنے کے بعد وہ وہ جیوں کے ساتھ اور آئے۔  
 "بات صرف ایڈوائس کی نہیں ہے۔ اور یہی ہے۔  
 "آپ باقی اعتراضات کے لیے بھی ایڈوائس و رقم جمع کر لیں۔  
 یہی!!" وہ چلائے۔  
 "اب کیا ہوا؟" انسپکٹر جیشید نے منہ ہنایا۔  
 "میں۔ ہمارا خیال تھا۔ آپ لوگ کوئی فریب نہ کریں گے۔"

"وہ تو خیر اب ختم ہو گیا۔" فرزانہ پوئی۔

"ختم کیسے۔ استاد اور باس۔ ابھی تک غائب ہیں۔"

"تیار عمل ضرور انہیں تلاش کر لے گا۔ راضی بے گناہ کے ڈی ایس بی تو کوئی کام کرتے ہی نہیں تھے۔"

"یا اگل ٹھیک ہے۔ امید یہی ہے۔" پروفیسر نے ہاتھ لے کر کہا۔

"اوہو جوشید۔ میں تو بھول ہی گیا۔"

"ایسا بھول گئے۔ آپ اگل۔"

"یہ کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ وہ بھی بست زور کی۔"

"تو پھر کھانا منگوا لیتے ہیں۔"

"میں منگوانے میں دیر لگے گی۔ مجھے چلنے ہیں۔"

"چلے یونہی سی۔"

"وہ مجھے آگئے۔ کھانے کا آرڈر دیا اور انتظار کرتے۔"

"ایسے میں اچانک انٹیکلر جیشید کی نظریں ایک شخص پر پڑیں۔"

"آنکھوں میں حیرت کے آثار نمودار ہوئے۔ حیرت باقی ڈالنا بھی عجیب نہ رہ سکی۔"

"کیا بات ہے اباباں۔ خیر تو ہے۔"

"اس۔ اس۔" وہ کہنے لگے تھے کہ اچانک اس میں

ساتا چھا گیا۔ ہر شخص جہاں تھا وہ کیا۔ مثلاً کوئی شخص

وقت لے پا رہا تھا تو اس کا ہاتھ جہاں تھا وہ کیا۔ نہ منہ تک

کیا نہ دائیں سبز کی طرف آیا۔ کسی کے ہاتھ میں گلاس تھا تو گلاس

کھینچا نہ گیا۔ کوئی لقمہ چبا رہا تھا۔ تو اس کے منہ کی حرکت رگ گئی۔

اتھول نے حیران ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ پھر ان کی نظریں

ان کے دروازے پر چبک کر رہ گئیں۔ ایک دو قامت انسان ہوئی

تھا۔ وہ دروازے پر کھڑا تھا۔ دروازے پر موجود دونوں حیرت ان کے

ہاتھ کھینچنے اور قہر کانپ رہے تھے۔ اچانک اس کے ان حرکت میں

گھبراہٹ اور اس نے ایک عجیب حرکت کی۔

○☆☆○

"نہیں۔ پہلے میجر۔ پھر گروہیں۔" وہ چٹکارا  
بیڈ پر سے نے جلدی جلدی فون پر بات کی اور اس کی طرف

"تو آ رہے ہیں۔ آپ انہیں چھوڑ دیں۔"

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

"ابا جان۔ کہیں یہ سچ بچ مر ہی نہ جائیں۔" فرزانہ نے پوچھا کہ  
یہ آواز میں کیا۔

"نہیں۔ اس نے انہیں اٹھا ضرور رکھا ہے۔ لیکن سانس اس  
تک نہیں رک رہے۔"

"وہ ابھی ہم تک نہیں آ سکتے ہیں۔"

"ہاں! ام نہیں جانتے۔ یہ کون ہے۔ لہذا اس وقت تک

یہاں انڈازی نہیں کریں گے۔ جب تک شعریہ ضرورت محسوس نہیں  
ہوئی گے۔"

"تو ان اچھا۔ خیر۔" فرزانہ بولی۔

اسی وقت دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور ایک دہلا  
پتلا چھوٹنے سے قہقہہ آؤں پچھتاہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"کنگ۔۔۔ پلینز کنگ۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ انہیں چھوڑ  
دیجئے۔ یہ آپ سے معافی مانگیں گے۔ آپ جس طرح کہیں گے۔ یہ

معاذی اللہ کریں گے۔"

## خبردار

اب انہوں نے دیکھا اس کے دونوں بازو دونوں ہڈیوں کی  
گروہوں کے گرد کس گئے تھے۔ اور وہ اس کے بازوؤں میں لٹک رہا  
تھے۔ باقی جسم اب بید کی چھڑی کی طرح کانپ رہے تھے۔ اس  
سات میں وہ اندر داخل ہوا اور پھر اس کی وصال نے پورے ہل کر  
گوئی پیدا کر دی۔  
"کہاں ہے ہوٹل کا مالک۔۔۔ ٹاپکار۔"

"نہیں سب۔ میں صرف وہ ابھی حاضر ہوتے ہیں۔۔۔ مہمانی گھر  
انہیں چھوڑ دیں۔۔۔ ورنہ یہ اپنی جان سے جائیں گے۔۔۔ ان کا سارا  
دک نہ ہے۔ آکھیں باہر کو ایل دی ہیں۔" بیڈ پر جلدی بولی  
ہوا۔

"تو ان دونوں کو وہاں کیوں کھڑا کیا گیا تھا؟"

"آپ۔ آپ لوگوں کے استقبال کے لیے۔"

"تب پھر۔۔۔ انہوں نے استقبال کیوں نہیں کیا؟" وہ گریبا۔

"آپ ان کی گروہیں چھوڑیں گے تو یہ کچھ بتائیں گے نا۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ لکھ چھوڑ دیا۔ ان چھوٹی کو۔  
 شکوایے ان سے ملانی۔ یہ قریش پر ناک سے سات لکیریں لگائی  
 گئے۔"

"منور صاحب۔ کیوں نہیں۔" منیجر ان کی طرف مڑا۔  
 "چلو۔ ناک پر لکھو۔"

"لیکن سہہ ہم نے کیا کیا ہے۔ پہلے یہ تو بتایا جائے۔"  
 میں سے ایک نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"ہاں کنگ۔ پلیر کنگ۔ بتائیے۔ ان کا قصور کیا ہے؟"  
 "آپ نے دیکھا۔ رضوعلی صاحب۔ ان میں کسی قدر"

ہے۔"

"ہاں! یہ تو غیر میں محسوس کر رہا ہوں۔ درجہ ہونا تو یہ چاہیے  
 تھا کہ یہ پہلے ناک سے لکیریں لگاتے۔ پھر وجہ پوچھتے۔" منیجر نے ان  
 کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"پائلٹ ٹھیک۔ لہذا پہلے یہ لکیریں لگالیں گے۔ پھر میں اس  
 ان کا جرم بتاؤں گا۔"

"سنا تم نے؟" منیجر نے آنکھیں نکالیں۔

"جی ہاں شاہ۔ لیکن اپنا جرم معلوم کیے بغیر ہم ایسا نہیں کریں  
 گئے۔"

"کیا کیا کیا۔ آپ نے سنا منیجر صاحب۔"

"جی ہاں۔ کنگ۔ شاہ۔"

"آپ پر آپ انہیں ملازمت سے نکال کر چٹا کریں۔"

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" منیجر نے فوراً کہا۔

"کیسے بہتر رہے گا۔ ہمارا جرم بتایا نہیں اور سزا سنا دی گئی۔"

بات تو وہیں کی وہیں رہی۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"تم عجیب ہو۔۔۔ ابھی ابھی تو تمہارا آپ رہے تھے۔ اب جان بچ

گئی ہے تو اپنا پیچھا نہیں چھڑا رہے ہو۔" ہوٹل کا ایک گاہک بولی اٹھا۔

"لیکن سب ہم نے کوئی فعلی کی ہی نہیں۔ تو آخر ہمیں

امارت سے کیوں فارغ کیا جا رہا ہے۔" دوسرا بولا۔

"آپ نے سنا منیجر منیجر۔"

"ہاں شاہ کنگ۔ اب یہ ملازمت میں نہیں رہ سکتے۔ تم جاسکتے

ہو۔ کلکٹر سے اپنا حساب لے لو۔"

"ملازمت دیتے وقت آپ نے ہم سے ایک فارم پر دستخط

رائے تھے۔ اس میں یہ بھی درج ہے کہ اگر آپ ہمیں فوری طور پر

ملازمت سے فارغ کریں گے تو وجہ منور بتائیں گے اور ایک ماہ کی

تخوا بھی عطا ہو جائے گی۔"

"اٹھ اٹھو اٹھو اٹھو۔ اور دفع ہو جاؤ۔"

"وجہ سے بغیر؟" دونوں بولے۔

"یہ اس طرح نہیں ہائیں گے۔ یہ کہ کر کنگ نے پھر انہیں

گردنوں سے دیوچ لیا۔ اس بار اس نے انہیں صرف ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اس کے باوجود ان کے چہرے میں سے اللہ گئے تھے۔ یہ دیکھ کر سب لوگوں کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے جھل جھل گئیں۔

”آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟“

ایک آواز ہال میں گونج اٹھی۔ اس سے ایک لمبے پہلے انہیں جھپٹنے والے دھل انداز کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن ان کے کچھ پوئلے پہلے ہی یہ آواز گونج اٹھی۔ انہوں نے دیکھا۔ ایک پہلوان فرما دی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور کنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

آپ دھل اندازی نہ کریں۔ ورت ڈسٹ وار آپ حق ہوں گے۔ انہوں نے منہ لٹایا۔

”آخر ہم کیوں دھل اندازی نہ کریں۔ ہمارے سامنے دو پہلوانوں کے ساتھ ہزاروں زیادتی ہو رہی ہے۔ جب کہ ان کا مطلب صرف اتنا ہے کہ انہیں ان کا جرم بتا دیا جائے۔“

”میں نے کہا آپ دھل نہ دیں۔“

”لیکن میں دھل دوں گا۔“ پہلوان کئی قدم اور آگے بڑھ گیا۔

”کیا آپ اس قصبے میں پہلی بار آئے ہیں؟“

”ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا کوئی اس قصبے میں پہلی بار نہیں آ سکتا؟“

”اس کی اس بات پر لوگ ہنس پڑے۔ رضوانی نے ایک نظر

اس پر ڈالی۔ پھر باقی لوگوں پر اور ہل کر بولا۔

”آپ کنگ کو نہیں جانتے۔ یہ نام کے کنگ نہیں ہیں۔“

”ہم نام کے کنگ نہیں ہیں۔ کیا مطلب؟“ پہلوان چونکا۔

”ہاں! یہ ایک ریاست کے کنگ ہیں۔ ہمارے ہاں ہر سال موسم گرما گزارتے ہیں۔ یعنی مسلسل تین ماہ یہ ہمارے ہوٹل میں رہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے ہوٹل کو ہر سال لاکھوں روپے کا فائدہ ہوتا ہے۔“

”لیکن اس کا یہ مطلب پھر بھی نہیں کہ یہ دوسروں کو اپنا ظلام کھینیں۔“ پہلوان نے کہا۔

”آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔ ورت آپ مشکل میں پڑ جائیں گے۔ اور پھر اس مشکل سے آپ کو نکالنے والا کوئی نہیں ہو گا۔“

”ہاں نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“

”کنگ ہماری حکومت کو ہر سال کئی کروڑ روپے کی امداد دیتے ہیں۔ لہذا ہمارے ملک کی حکومت بھی انہیں کچھ نہیں کہے گی۔“

”اس کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ غریبوں سے زیادتی کریں۔“

”مفتی رضوان۔ آپ ایک طرف ہو جائیں۔ اب ان بیروں سے پہلے ان صاحب کو سبق سکھانا ہو گا۔“ یہ کہہ کر اس نے تکی بچائی۔

خوارش چار سسل آدمی اندر داخل ہوئے ان کے جیوں  
سیاہ رنگ کی دریاں تھیں۔ چروں پر تک دلی ہی تک دلی تھی۔  
اندر داخل ہونے کے بعد وہ قبری طرح رنگ کی طرف آئے۔  
”کیا حکم ہے کنگ“

”اس پھیلوان کو اٹھا کر باہر چھینک دو۔“

”چاہیے۔“ وہ پہلے ان ہنسا۔

”کیا ہوا۔ کسی بات پر فہم رہے نہ۔“

”یہ اور مجھے اٹھا کر باہر پھینک دیں گے“۔ وہ بولا۔

”کیوں۔ کیا یہ ایسا نہیں کر سکتے۔“

”بالکل نہیں۔۔۔ اگر انہوں نے ایسا کر دیا تو میں بھی آپ کا غلام بن جاؤں گا۔“

”اگر آگر یہ کام میں کسروں۔“ کنگ مسکرایا۔

”آپ سے بات بعد میں ہو گی۔“

”لیکن میں تم مجھوں کو اپنا غلام نہیں جانتا۔ میں تو تمہاری  
گدن کی پتی تو ہوں گا۔“ رنگ نے کہا۔

”پہلے اپنے ان آدمیوں کی چیزیں مجھ سے لےوا لیں“ وہ پہلوں  
 2 منہ بنانا۔

”تنگ کوئی فائدہ نہیں۔ ہوئی کا سامان ہمارا ہو گا۔“ (سہانی نے جلدی سے کہا۔)

”اور اس نے تو ٹھیک ہے۔“

”تم نے سنا نہیں... پہلوان کو اٹھا کر باہر پھینک دو۔“

ہماروں جھوٹے کے انداز میں اس کی طرف چلے۔

"لو ہزار مجھے"۔ پہلوان نے اپنے بازو آگے کر دیے۔

ہماروں نے اس کے بارے میں مضبوطی سے پکڑ لی۔ اور اسے

”اے کی طرف کھینچے گئے۔۔۔ لیکن ایک قدم بھی اس کی جگہ سے

آگے کی بجائے محکمہ آب و ہوا کے چہروں پر غصے کے آثار نمودار ہو

مگر وہ اس سے لپٹ گئے۔ اور مل کر اٹھائے گئے۔ لیکن وہ اسے  
الٹا ہی نہ دیکھے۔

"یہ... یہ کیا۔ تم چار مل کر اس ایک کو اٹھا نہیں سکتے۔ تم

الرحمت سے فارغ۔ نکل جاؤ ہو عمل سے۔ ورنہ یہاں تم چاروں کی

انہیں بڑی نظر آئیں گے۔ اور اس سے اب میں خود نبیوں کا۔

”ارے۔ تو کیا تم بھی لڑنا بھڑنا جانتے ہو؟“۔ یہ سوان جہا۔

”ابھی پتا چل جائے گا.... لیکن بات غلام بننے پر ختم نہیں ہے“

کی "سنگ" نے کہا۔

التي هي المطلوب

”میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔“



"اور ہماری حکومت آپ کو گرفتار نہیں کرے گی کیا؟" اور جب وہ مظلوم انسانوں کے حق میں آواز اٹھاتی ہے نا۔ فاروق بول اٹھا۔

سنگ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور اسٹیکر بیٹھ گیا۔ باقی ساتھی فاروق کی بات پر متحیر تھے۔

"یہ کون بولا تھا؟" اس نے بلند آواز میں کہا۔

"میں بولا تھا جناب۔" فاروق نے اٹھ کر کہا اور پھر بیٹھ گیا۔

"ابھی بچے ہو۔ اس لیے معاف کیا۔ اور اطلاع کے

عرض کر دوں کہ یہاں ٹی پولیس مجھے گرفتار نہیں کرے گی۔

خلاف متدد بھی درج نہیں کرے گی۔ جب تک کہ میں خود

درج کرنے کی اجازت نہ دوں۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا اس قصبے میں ہمارے ملک کا

راج نہیں ہے۔"

"اس ملک کا قانون مجھ پر لاگو نہیں ہوگا۔ میں تمہاری

کو کڑوئوں وہ یہ سالانہ امداد دے ہوں۔"

"اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم ملک کے کسی شخص

سے مانگتے ہو۔" فاروق نے کہا۔

"میں ایسا کر کے دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ حکومت میرے

کیا کرتی ہے۔"

"ہم اس کی بھی اجازت نہیں دیں گے۔" پٹیلوان نے کہا۔

صرف وہ مظلوم انسانوں کے حق میں آواز اٹھاتی ہے نا۔ فاروق نے کہا۔

"میں نے کہا تھا۔ ابھی بچے ہو۔ اس لیے معاف کیا، لیکن یہاں لگتا ہے کہ تمہیں بھی سبق سکھانا ہو گا۔"

"اور تم کس کس کو سبق سکھاؤ گے۔" فاروق نے جمل کر کہا۔

"کیا کہا۔ تم۔ تم نے مجھے تم کہ کر پکارا۔" وہ چلا آیا۔

"تم نے وحیان نہیں دیا۔ میں تو تمہیں پہلے بھی تم کہ چکا

ہوں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اب تم سزا سے تمہیں بچ سکو گے۔"

"تب پھر پہلے آپ اسے سزا دے لیں۔" پٹیلوان صاحب کو سزا

دے دیں۔" پٹیلوان نے کہا۔ "اسٹیکر جیشید نے پہلی بار دھمکا دیا۔"

"کیا مطلب۔ یہ لڑکا آپ کی میز پر بیٹھا ہے۔ اور آپ اسے

سزا دے رہے ہیں۔ کیا دشمنی ہے آپ کی اس سے۔"

"دشمنی نہیں۔ دشمنی۔ یہ میرا بیٹا ہے۔"

"اور اچھا۔ اور آپ اپنے بیٹے کو قریانی کا بھرا بنا رہے

ہیں۔"

"پٹیلوان کی مدد کرنا اب ہمارا فرض ہے۔ انہوں نے وہ غریب

انسان کی مدد کے لیے آواز بلند کی۔ آج کے دور میں ایسے لوگ

ملائے جاتے ہیں۔ ہم دل سے ان کی قدر کرتے ہیں۔ اور آپ کے

مقابلے میں ان کی مدد کریں گے۔ لہذا ان کی طرف بڑھنے والے  
کو ہم اپنے جھوٹا ہونے کیس گئے۔

”آپ۔ آپ لوگوں کا شہر۔ لیکن آپ میرے لیے  
نہ ہوں۔ میں اس سے جیت لوں گا۔“

”کیا واقعی؟“ گنگ ہل۔

”ہاں کیوں نہیں۔ میں نے پہلوانی کے کئی بین الاقوامی

جیتے ہیں۔ میری مسرت آخر کس کام آئے گی۔“

”اور آپ۔ آپ تو ٹھیک ہے۔ آپ مقابلہ کر سکیں گے۔“

”یہ بات میں نے پہلی بار سنی ہے۔ لہذا پہلوان کا جواب  
دوسری طرح دوں گا۔“ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ تکیہ

نظر آیا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی؟“ پہلوان چونکا۔

”اگر تم پہلوان ہو۔ تو پہلوانی کے دائرہ استیصال کرنے

میں وقت کیوں ضائع کر دیا۔ ہمیں تو صرف ایک گولی سے

سکا ہے۔“

”کیا یہ اصراف ہے۔ کیوں جناب؟“ اس نے انیسٹر

طرف دیکھا۔

”خیر۔ بالکل نہیں۔“ انیسٹر جیشہ فوراً بولے اور

ہوئے۔ اب ان کے ہاتھ میں بھی پستول نظر آیا۔

”اے۔ یہ ہوئی ناپات۔“ پہلوان نے خوش ہو کر کہا۔

”اگر آپ نے پہلوان پر فائر کرنے کی کوشش کی۔ تو پھر میں

اسے میرے پستول سے گولی فٹے گی اور آپ کے پستول کی گردن اڑا

دیں گی۔“

”کیسے گنگ۔ کیا فرمایا۔ پستول کی گردن۔“ فاروق نے حیران

”کیسے کیا ہوا؟“ کسی نے چونک کر کہا۔

”یہ تو کسی ٹائل کا نام ہو سکتا ہے۔“

”اے۔ اے۔ اے۔ پستول چلنے کو ہیں۔ اور ہمیں ٹائلوں کے نام

پہنچے۔“ فرزانہ جھلا اٹھی۔

”میں میں میرا کوئی قصور نہیں۔“ فاروق نے جمل کر کہا۔

”کیسے۔ کس کا قصور ہے؟“ انیسٹر جیشہ نے اسے گھورا۔

”کیسے۔ کسی نہ کسی کا تو ضرور ہو گا۔“

”یہ کوئی تک اس بات کی۔“ محمود فرمایا۔

”فاروق چپ رہو۔ اور یہ دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہونے

”کیسے؟“ فاروق نے فوراً کہا۔

”اگر پھر گنگ نے پہلوان پر پستول تان لیا۔ اس کی اگلی زنگ

فاروق کی نظر آئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ زنگ دنگ۔ انیسٹر جیشہ

"انہی بات ہے۔ میں دونوں بیویوں کا تصور معاف کرتا  
ہوں۔ پتلوان سے بھی کوئی غرض نہیں رکھوں گا۔ اور آپ  
سے بھی نہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی نگ لگا پاہر جاسے۔ یہ دیکھ کر رضوان  
دھڑپڑا اور جڑے لہجے میں بولا۔

"کب یہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"آپ کی ریاست میں۔۔۔ میں یہاں نہیں رہوں گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی جناب؟" رضوان نے کہا۔

"میں اس ملک کی امداد بند کر رہا ہوں۔ جس ملک کا ایک چھوٹا  
بڑا افسر مجھے دھمکیاں دے۔ میں اس کی مدد کیوں کروں

"جی نہیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔ دونوں بیویوں کا تصور معاف کر  
کرچہ انہوں نے کوئی تصور نہیں کیا۔ پتلوان سے بھی  
ملا نہیں۔ اور اپنا کام کریں۔ ہمارے ملک کے معاملات میں

اندازی نہ کریں۔ امداد دینے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو  
میں دخل اندازی کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ آئندہ میں ایسی کام

سنو کہ آپ نے دخل اندازی کی ہے۔"

"آپ کون ہیں؟" اس نے چل کر کہا۔

"آپ کو اس سے کیا؟"

"مک اڑکم پٹانام تو بتا دیں۔"

کے پستول سے گولی تھلی اور اس کے پستو کی ٹال چمکی۔ پستول  
ہاتھ سے نکل کر دو کھڑے ایک پیرے کے کندھے پر لگا۔  
موت سے بیچ نکل گئی اور وہ کندھا پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"ارے۔۔۔ کمال ہو گیا۔ اس کی تو واقعی گردن مڑ گئی۔  
قاروق بولا۔

"نگ کی آنکھوں میں حیرت دھڑکی۔ پھر اچانک اس  
بجادی اور بولا۔

"بہت خوب۔ اتنا سچا نشانہ پہلی بار دیکھا ہے۔ آپ  
پاس ملاؤ مت کریں گے؟"

"جی نہیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔ دونوں بیویوں کا تصور معاف کر  
کرچہ انہوں نے کوئی تصور نہیں کیا۔ پتلوان سے بھی

ملا نہیں۔ اور اپنا کام کریں۔ ہمارے ملک کے معاملات میں  
اندازی نہ کریں۔ امداد دینے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو

میں دخل اندازی کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ آئندہ میں ایسی کام  
سنو کہ آپ نے دخل اندازی کی ہے۔"

"آپ کون ہیں؟" اس نے چل کر کہا۔  
"آپ کو اس سے کیا؟"

"مک اڑکم پٹانام تو بتا دیں۔"  
"میں نے کہا۔ آپ کو اس سے کیا؟" وہ مسکرایا۔

"تب پھر مسٹر رضوان۔ میری ایک شرط ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"اس پہلوان کو یونٹ سے نکال دو۔ ان لوگوں کو

دو اور ان دونوں بیرون کو بھی ملازمت سے فارغ کر دیا۔ صورت میں یہاں قصوں کا۔"

"اور ضرور کیوں نہیں۔ چند منٹ کی سہولت دیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔" وہ مسکرایا۔

اب رضوانی ان کی طرف مڑا۔

"دونوں میرے ملازم سے فارغ۔ پہلوان صاحب۔"

یونٹ سے چلے جائیں۔ اگر آپ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں

دائیں لے لیجئے۔ اور آپ لوگ بھی۔۔۔ صرف چند منٹ کی

آپ کو۔ یونٹ نکالی کر دیں۔۔۔ دوسرے آپ کا سامان اٹھ کر

دیا جائے گا۔ اور بیرون کی فوج آپ کو نکال باہر کرے گی۔

"بہت خوب۔ اچھا حکم ہے۔ پسند آیا۔" نگ

"لیکن ہم اسے مانیں گے تب؟" انجینئر جیشید نے

"کیا مطلب؟" نگ اور رضوانی نے ایک ساتھ کہا۔

"مطلب یہ کہ ہم نہیں جائیں گے۔ بتے دن

کر چکے ہیں۔ اتنے دن تک تو یہاں رہیں گے۔

"اسے آپ سن نہیں رہے۔ آپ کے ملک کو کہو تو ان کا نقصان ہر

"اور آپ کے یونٹ کو لاکھوں کا ہر سال۔" انجینئر جیشید نے

"خود ہو گئی۔۔۔ یہ صاحب خود تو صاف الگ ہو گئے اور ہمیں

"سہالی صاحب سے بھڑایا۔" فرزانہ نے چلے گئے انوار میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ اسے کتنے ہیں سیاست۔" نگ نے قہقہہ لگایا۔

"ہاں مجھے ہم آپ کی سیاست کہ۔ لیکن ہم بھی آپ کی

"تو آپ پر ہی انوار میں گئے۔" انجینئر جیشید نے مسکرا کر کہا۔

"اور کیسے؟" نگ فوراً پوچھا۔

"ابھی بتا چل گئے۔ پہلوان صاحب۔۔۔ آپ ہماری طرف آ

"اور دونوں میرے بھی۔۔۔ کہیں تک آپ نہیں اب ہمارے

"شکر۔ شکر یہ جناب۔" وہ ایک ساتھ بولے اور ان کی طرف

"تو یونٹ بات۔ محمد نے کہا۔

"مجھے مسٹر رضوانی۔ اور نگ صاحب۔ اب آپ ہمیں

"نکال دیں اور ہمارا سامان بھی نکال دیں۔ لیکن مہربانی فرما کر

"اس نکالیں۔ اس لیے کہ اگر سامان پہلے نکال دیا گیا تو لوگ تو

ان کے ساتھ ہی ان کے باقی ساتھیوں نے بھی ہسپتال نکال لیا۔  
اب انجیلر جیشید نے سرد آواز میں کہا۔  
"تمہارا ہاتھ اور اعضاء۔۔۔ رت ہم کوئی چلا دیں گے۔"



مسلمان کو اٹھا کر لے جائیں گے۔ لے جائیں گے نا۔" انجیلر جیشید  
ذائق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے یا خبی سہی۔۔۔ جھوں کی فوج۔۔۔ باقی سب  
چھوڑ کر پہلے انہیں ہوٹل سے نکال دے۔" اس نے بلند آواز میں  
"اسے کہتے ہیں عقل۔۔۔ اپنے ہاتھ پیر استعمال نہیں کیے۔ اور  
لوگوں کو ہوٹل سے نکلوا رہا ہوں۔" کنگ نے ہنس کر کہا۔  
"یہ۔۔۔ یہ تو انسانی ہے۔" کئی لوگ پکار اٹھے۔  
"اگر آپ لوگوں کو یہ انسانی نظر آتی ہے۔ تو آپ بھی  
سے جاسکتے ہیں۔ کنگ کے مقابلے میں مجھے اور کسی کی پکار  
ہے۔"

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ سٹر کنگ آپ کی بھی پیچ  
ہیں۔" ایک لگا بک نے طنز انداز میں کہا۔  
"بہت خوب بچانا۔" انجیلر جیشید نے اس کی تعریف کی۔  
باقی لوگوں کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔  
اتنے میں بے شمار حصے ان کی طرف بڑھتے نظر آئے۔  
تھوڑا سا سے کم تو کیا ہو گی۔

"ارے باپ رے۔۔۔ اتنے جبرے۔" قائد کا مہر فر لاپے  
جھوں نے قہقہہ لگایا۔ کنگ اور رسولان بھی ہنسنے لگے۔  
ایسے میں اچانک انجیلر جیشید نے ہسپتال نکال لیا۔

انہوں اور میں سے روکنا آپ کے بس کا روگ کہیں۔

”بات نہیں۔ بلکہ روگ ہے۔“ قارون کی آواز سنائی دی۔

”کیا مطلب... روگ ہے۔“

”ہاں! یہ ہمارے بس کا روگ ہے۔ اس کو ہم نے بس میں کر

لیا ہے۔“ قارون مسکرایا۔

”کس کو... بس میں کر رکھا ہے؟“ ایک نے کھوٹے کھوٹے انداز

میں کہا۔

”کیا... روگ کو اور کس کو؟“

”آکر آپ لوگ ان کی حرمت ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ

کی ضرورت... یہ قاتل جیب میں رکھ لائی تھی۔“

دو نئی انہوں نے یہ قاتل جیب میں رکھے... ایک وار پھر شیر

فرار ہو گئے۔

”آپ آئے گا؟“ رضوانی فریاد

”جین رضوانی صاحب۔ اس سے پہلے تم یا میں کو فون کیوں

نہیں کرتے۔ فون کے پاس غیر قانونی اسلحہ ہے۔ انہیں تو پائیس ایسے

بازار پر آکر ملے جائے گی... بلاوجہ ہم اپنے ہیروں کو کیوں تھکا نہیں۔“

”کلی تو آواز کوئی۔“

”بہت خوب! آپ کی عقل کا بھی جواب نہیں۔ ابھی کیجئے۔“

## بس کا روگ

اتنے یہ قاتل ہیروں کی طرف اٹھے دیکھ کر سب لوگ خوف

کھتے ہوئے ہیروں کے اٹھے قدم رک گئے۔

”آپ لوگ جانتے ہیں۔ ہم نے یہ قاتل کیوں نکالے ہیں؟

انہیں جیش کی آواز کوئی۔

”نہیں۔“ لوگ بولے۔

”اگر آپ لوگوں کو کوئی چوٹ ہوٹ و گئے... اگر ہل

لگائی ہوتی تو دیکھتے والوں کو بھی چوٹ لگ سکتی تھی! لہذا میں

سوچا۔ ان لوگوں کو اس طرح روک لیتے ہیں۔ کیا آپ کو یہ بات

پسند آئی؟“

”نہیں۔“ لوگ بولے۔

”نہیں۔ کیا مطلب؟“

”یہ ہوٹل والے ہمیں بہت مستعجب ہیں۔ آج یہ بات

بھی ہو گئی۔ ہم چاہتے تھے۔ ان کی خوب پٹائی ہوتی تھی۔

سائنس۔ لیکن۔ آپ لوگ بھی کیا کر سکتے ہیں۔ اٹھتے ہیں!



"انہوں نے اپنے طور پر یہ خیال کر لیا کہ ہمارے پاس رائے نہیں ہیں۔"

"اور آپ کے پاس ہیں؟"

"بالکل ہیں۔" انسپٹر جمشید بولے۔

"تب مجھ دکھائیں۔"

"انہوں نے لائنس نکال کر ان کے آگے کر دیے۔۔۔ ان کے پیچھے کروہ دور سے چمٹا۔۔۔ پھر اس کا رنگ اڑنے لگا۔ آخر وہ گلی طرف مڑا۔"

"یہ آپ نے کیا کیا؟"

"میں نے کیا کیا۔ کیا کیا میں نے؟" سنگ نے حیران ہو کر کہا۔  
"آپ نے جلدی کیسے یہ کر دیا تھا کہ ان کے پاس ایسے لائنس نہیں ہیں۔"

"بھئی ان سب کے سب نے ایک دم پرتول نکال لیے تھے۔ ان حالات میں اور کیا کیا جا سکتا تھا کہ ان کے پاس لائنس نہیں ہیں۔"

"آئندہ آپ اس طرح کے ملکا اندازے نہ اٹھائیے گا۔ اب ان لوگوں کو کیا ہو آپ دہلے؟" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اگر ان کے پاس لائنس ہیں۔ تو معافی مانگ لیتے اور پھر پھرتے نظر آتے۔ ان لوگوں سے میں خود بہت ہوں گا۔"

"بس۔۔۔ آپ ان سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ بس اپنے کام سے کام رکھیں۔ یہی آپ کے حق ہیں۔"

"کیا ہو گیا ہے تھانے دار صاحب۔۔۔ آپ کی سنی کیوں کم ہو گئی ہے۔ یہ کون لوگ ہیں۔"

"میں نے ان کے صرف نام پڑھے ہیں۔ یہ کون ہیں۔ کہاں ہے۔۔۔ میں نہیں جانتا۔ تاہم ان کے نام مجھے پریشان بھی کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ وہی ہیں۔۔۔ تب۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔"

"پتا نہیں آپ کیا کتنا چاہتے ہیں۔ صاف صاف بات کریں۔" امیر پھر بولے۔ ان کے نام ہیں جمشید امیر، خان رحمان، پروفسر۔۔۔ "موجودہ فاروقی اور فرائیڈ۔"

"سنگ۔ کیا۔ کیا مطلب؟" وہ چلائے۔

"مطلب میں نے ٹھیک کہا تھا نا۔۔۔ کہ ان کے نام مجھے پریشان کر رہے ہیں۔"

"مگر ہم جمشید امیر کے نام سے پہلے انسپٹر کا لفظ لگا دیں۔ تو پھر۔۔۔ فیصد وہی لوگ بنتے ہیں۔" سنگ نے کھوٹے کھوٹے انداز میں کہا۔  
"ارے تو ان لوگوں سے ہی کیوں نہیں پوچھ لیتے۔" بال میں سے گئی تھی۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ بتائیے جناب۔۔۔ آپ لوگ کون ہیں؟"



"والی۔ جو آپ مجھے ہیں۔ میں انیکلر جمید ہوں۔"

"اوسے باپ رہے۔" کئی آوازیں اٹھیں۔

"اب بتائیں۔ یہ یہاں کیا گزرا پھر اس کی ہے آپ کو۔"

یہ ننگ صاحب کون۔ قانون جن کے گھر کی اونچی دیوار ہے۔

ہے۔ یعنی یہ جو چاہے کریں۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔

کون ہیں یہ؟

"یہ۔ یہ ننگ ہیں۔ ریاست شون کے والی۔"

"کیا کیا کہنا۔ ریاست شون کے والی۔" انیکلر جمید

نور سے اٹھتا۔

"کیا ہوا آپ کو۔ اس قدر دور سے کیوں اچھے ہیں آپ؟"

فاروق گھبرا گیا۔

"ایک مشتبہ فاروق۔ ایک منٹ۔" انہوں نے پریشان

عالم میں کہا۔ پھر اچانک ان کا ہاتھ سلوت کرنے کے انداز میں اٹھا

گیا۔ اب وہ ننگ کے سامنے اسٹیشن کی حالت میں کھڑے تھے۔

"ان سب کو میرے کمرے میں لے آؤ۔" ننگ نے سودا

میں کہا۔

"پولیس نے انہیں اپنے کمرے میں لے لیا۔ اب سارا

حیرت زدہ تھا۔ لیکن سارے ہال سے زیادہ حیرت محمود فاروق پر

خانہ رحمت اور پردہ سرفروڈ کو تھی۔

"جمید۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اگر یہ قصص ریاست شون کا

ہو گیا ہے۔ تو ہمیں اس سے کیا۔ اسے ہمارے ملک کے قانون سے

نکال دینا چاہیے۔ کیسے ہو گا؟" خان رحمت نے بے کئے انداز میں کہا۔

"نہوش شون رحمت۔ تم نہیں جانتے۔" انیکلر جمید نے

راستی کو اشارہ کیا۔

"کیا نہیں جانتے۔ تم کچھ بتاؤ بھی۔"

"تاتے کا وقت نہیں ہے۔ بس خاموش رہو۔"

"جی۔" تاتے وار نے غرا کر کہا۔

پولیس کے آگے آگے چلنے لگے۔ آخر دوسری منزل کے

ایک بڑے کمرے میں انہیں لایا گیا۔ یہاں ننگ ایک شبانہ کرسی پر

بٹھ گیا۔ اب کمرے میں اس کے اور ان لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں رہ

ایا تھا۔ تاتے وار اور اس کے ماتحتوں کو ننگ کے باہر ہی ٹھہرنے کا

ایرا لیا تھا۔

"دروازہ بند کر دو انیکلر جمید۔"

"جی سر۔" انہوں نے فوراً کہا اور دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

"تم لوگوں کو ابھی اور اسی وقت مجھ سے معافی مانگنا ہو گی۔"

نہوش شون نے کہا کہ سنا ہوں۔ تم لوگ میرا احسان نہ کرو۔

میں ان کے لیے بھی میں تمہیں یہاں لے آؤں گا۔ اگر میں پورے

میں سے ملتا ہوں تو تم سے معافی مانگنے کے لیے کہتا تو کیا تم۔" انیکلر

جشید۔ اس نے سر آواز میں کہا۔

"کیوں نہ مانگتا ہوں۔ ضرور مانگتا۔"

"تو پھر باغی معافی۔۔۔ اور سنو۔ آجیہ اس قصبے میں نظر آتا

معافی مانگنے کے قابل بھی نہیں رہنے والے گا۔ کیا کہے؟"

"سمجھ گیا سر۔۔۔ وہ بولے۔

"اور معافی نہیں مانگی۔"

"میں اور میرے ساتھی۔۔۔ وہ کہنے لگے تھے کہ کنگ پول آئے

"میرے خود معافی مانگتے گئے۔۔۔ تم صرف اپنی بات کرو۔"

"او کے سر۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں۔۔۔ مجھ سے بہت

ہوئی۔۔۔ لیکن یہ بھول صرف اور صرف اس وجہ سے ہوئی کہ

گو جان نہیں تھا۔۔۔ پہچانتا نہیں تھا۔"

"او کے۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ اب یہی الفاظ باری

تھمارے ساتھی کہیں گے۔"

"ہیلو بھئی نہیں یہ الفاظ۔"

"جشید۔۔۔" خان رحمان نے کچھ کہنا چاہا۔

"خان رحمان!!" انسپکٹر جشید نے سر آواز میں کہا اور

رحمان کو اپنی غی گم ہوتی محسوس ہوئی۔ اس لیے کہ انسپکٹر جشید

بعد حدود پر خوفناک تھا۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔۔۔ مجھ سے بہت بھول ہوئی۔"

جشید۔

کہا کہ الفاظ۔۔۔ جو انسپکٹر جشید نے ادا کیے۔ کنگ نے دھمکی

بٹا دے اور اسے الٹا میں کہا۔

"اور یہ بھول اس لیے ہوئی کہ میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔۔۔

جہاں تو ہرگز ایسا نہ ہوتا۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"انسپکٹر جشید سے چند الفاظ زیادہ کہ گئے۔۔۔ خیر کوئی بات

نہی۔"

انہوں نے باری باری یہ الفاظ ادا کیے۔ آخر کنگ نے کہا۔

"میں تم کو کون کو صرف اور صرف چند دھمکی کی صحت و بنا

بھی نہیں سمجھتا تھا۔۔۔ آجیہ تمہاری تلاش میں نکل کھڑے

تھے۔ اور اگر تم قصبے کی حدود میں نظر آتے تو وہ فائرنگ کر دی

ہوتی۔۔۔ تم تو اب میں ان پر فائرنگ نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ

وہ اور وہی والے ہوں گے۔"

"او کے۔۔۔ وقت کم ہے۔ آؤ بھئی۔"

"کہ کر وہ باہر نکل آئے۔ اپنے کہوں سے انہوں نے سلام

اور پیچھے آگئے۔۔۔ وہ دوڑتے ہوئے بال سے جو لٹکنے لگے تو پورا

قصبہ گگنے لگا۔ وہ پیسے پیسے ہو گئے۔ باہر جو نمی وہ باہر نکلتی۔

پانی گاڑی میں بیٹھتے۔ ہوا ہو گئی۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر بھی

نہی۔"

"یہ... یہ سب کیا تھا۔ اہلجان... کیا ہم نے کوئی بڑا  
خواب دیکھا ہے؟"

"نہیں... لیکن چند دن تک خاموش رہا۔" وہ بولے۔  
انہوں نے ہونٹ بند کر لی تھیں۔ ورنہ ان کاغذی توپیں چھوڑ  
پاؤں دما تھا۔ اور پھر ٹھیک چورہ منٹ بعد وہ قحب سے باہر نکل  
آئے۔ سب کس کس جا کر ان پکڑ چھپنے لگے گاڑی کی رفتار کم کی۔ رکے رہے۔  
نہیں۔

"اب تو روک لیں... ہم باہر نکل آئے ہیں۔"  
"ابھی نہیں۔ ہمیں کچھ اور دور چلے جانا چاہیے۔"  
"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ آخر یہ سب کیا ہے؟"  
"ابھی نہ پوچھو۔"

"ہم نے آپ کو اس انداز میں زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے  
"میں نے بھی خود کو اس انداز میں پہلی بار دیکھا ہے۔"

سکرا۔

"جی... کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی؟" محمود نے پوچھا۔  
"میں کچھ نہ پوچھو۔" وہ بولے۔

"جی بہتر۔ اب ہم کچھ نہیں پوچھیں گے۔ آپ بتا رہے  
ہے تو خود ہی بتائیں گے۔" فرزانہ نے جملے کے انداز میں کہا۔  
اور وہ ہنس پڑے۔ لیکن بوٹے پھر بھی کچھ نہیں۔

"ہیہ! آج صبحی سے عرتی ہوئی ہے۔ ایسی بے عرتی تو توج  
نے لے لی خواب میں بھی نہ کرو سوچتی تھی۔" خان، رمان بولے۔  
"اب سوچ لو۔"

"میں کچھ تو دیر ہوئی... تو ہمیشہ نے ایسا کیا ہے... لہذا اسے  
نہ... نہ۔" پروفیسر ادنیٰ کی آواز ابھری۔

"دیکھو ہمیشہ نے انہیں سکرا کر دیکھا۔ پھر یک دم گاڑی  
ان کے ہمت میں سوار دیا۔ لیکن ابھی وہ گاڑی سے اترے ہی  
تھے ایک سہرا تو آگے نکلی۔

"آگے سے کرسے۔" سچور میں ایک۔

(C) (C)

انہوں نے یہ قسم ہو جائیں گی۔" خان رحمان نے کہا۔  
 "اے ساتھیوں! پر میں کہیں تمہیں سوچ دیا کرتا ہوں۔" وہ

سکڑا۔

"خدا کا شکر ہے جہیہ۔ تم ان حالات میں بھی سہمرا سکتے  
 ہو۔ جب کہ تم نے ہمارے قہروں کے سے زمین نکال دی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ

"میں پرہیزگار صاحب۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔"  
 "ہاں! یہ ہم جانتے ہیں۔ تم ہلاک نہیں کیجی بھی خوف اور  
 سہمرا سکتے۔"

"مجھے آپ نے خطرات کا اندازہ لگایا ہی نہیں۔" وہ ہنسے۔  
 "ایسا مطلب... کیا اس سے بھی بڑے خطرات نہ کھولے  
 سکتے ہیں۔"

"آپ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ہم کس دھول میں پھنس گئے  
 ہیں؟ ہم کچھ تازہ گے تو سوچ سکیں گے نا۔" خان رحمان نے جھاکر

"اب گولیوں کا سامنا کروں یا تمہیں چاہوں... خود سوچو۔"

انہوں نے ہاتھ اوپر سے گولیاں برسنے لگیں۔ اس وقت انہیں

پتا چلا کہ وہ شخص اب درختوں پر چڑھ گیا تھا۔

## کیا ہو گیا ہے

انہوں نے پیچھے لوٹ لگانے میں ذرا بھی دیر کی ہوئی تھی

جسم پھٹتی ہو چکے تھے۔ اور پھر تو پورا جنگل گولیوں سے کھنکھاتا  
 تھا۔ ہر طرف سے گولیاں اپنی طرف آتی نظر آ رہی تھیں۔  
 "اللہ واپس فرمائے۔ یہ اس قدر گولیاں کہاں سے آ رہی ہیں۔"

"یہ کنگ کے آؤں ہیں۔ کنگ اب ہمیں زندہ نہیں  
 چاہتا۔"

"آخر کیوں۔ ہم نے اس کا کیا بگاڑا ہے۔"

"اب پھر کچھ بتانے کا موقع ہاتھ سے نکل گیا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا ہتھوڑا نکال لیا۔ اور دھڑکی مارنے

لگے۔ انہوں نے بھی یہ کیا۔ اب وہ طرف فائرنگ کرنے لگے۔

لیکن ان کی طرف سے۔ ایک وقت میں آٹھ دس گولیاں پڑیں۔

نکل رہی تھیں۔ جب کہ وہ سری طرف سے پتھروں کو لگائے

تھے۔

"اس طرح ہم کب تک مقابلہ کریں گے جہیہ۔" انہوں نے

کہا۔

"مارے گئے۔ ہمارے پاس گولیاں ختم ہونے کے لیے ہیں۔ اور یہ لوگ اب اوپر چڑھ گئے ہیں۔ گویا ہمیں دیکھ لیا۔ خانہ رحمان نے کہا۔

"خانہ رحمان۔ الٹی فوج کے حوصلے بلند رکھنا ضروری راجی ہے۔ نہ کہ حوصلے ختم کرنا۔" انسپکٹر جشیہ نے جھلکا کر کہا۔ "اے ہاں! میں معافی چاہتا ہوں۔"

"آہ۔۔۔ ایجابان۔۔۔ اس طرف۔۔۔ ایک جھیل ہے۔ لاق میں۔۔۔ اور درختوں کا سلسلہ یہاں ختم ہو رہا ہے۔ اگر ہم جھیل کے پاس تو گولیاں کی پوچھاؤ سے سالک بچ جائیں گے۔"

"اے تو پھر لگا دو۔۔۔ دیکھا جائے گا۔" خانہ رحمان نے کہا۔ انہوں نے آکر دیکھا۔ تاہم۔۔۔ جھیل گھٹیں لگا دیں۔۔۔ وہ چھوٹی پانی میں گرے۔

"اے۔۔۔ وہ پانی میں کود گئے۔ دوڑو۔۔۔ اگر ہم ان کی تلاش میں نہ کر سکتے۔۔۔ تو کنگ کو ان کی موت کا یقین نہیں دلا سکیں گے یا پھر زندہ انہیں ان کے سامنے پیش کرنا ہے۔"

بے شمار دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر انہیں کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ اوہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ لوگ اس قدر جلد جھیل تک پہنچ جائیں گے۔ گویا وہ جنگل کے پتے سے واقف تھے۔ جب کہ انہیں اس کے بارے میں کوئی

کچھ نہ تھا۔۔۔ نتیجہ یہ کہ جب وہ تھکتے ہوئے جھیل کے کنارے پہنچے۔۔۔ انارباظلیں ان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ "بہت خوب! اب کہاں جاؤ گے بھاگ کر۔"

"میں بھاگ چکے۔۔۔ اور دست نہیں بھاگنے کی۔" "مطرحہ۔۔۔ بہت خوب! ہاتھ اوپر اٹھا دو۔۔۔ جو ہاتھ اٹھائے گا۔ اور کسے کسے چلے گا۔ اسے گولی نہیں باری جائے گی۔"

"اب کیا کریں ایجابان۔ ہاتھ اٹھائیں۔۔۔ واپس جھیل میں چلا گئے۔۔۔" "تصادق نے تھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ انسپکٹر جشیہ کی طرف سے انہیں کوئی جواب نہ ملا تو انہوں نے

پھر انہوں کو ایک دو سرے کی طرف دیکھا۔ پھر بہت زور سے اچھلے۔ "بائیں۔۔۔ ایجابان تو ہم میں نہیں ہیں۔۔۔ ایجابان۔۔۔ کپ کہاں ہیں؟" محمود نے بلند آواز میں پوچھا۔ پھر ان کے رنگ اڑ گئے۔ کیونکہ

ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ "ایجابان۔۔۔ آپ کہاں ہیں؟" فرزانہ چلائی۔

انہیں ایکٹنگ کر رہے ہوئے۔ وہ پانی میں ہی تھیں ہوں گے۔۔۔ باہر نکال کر سانس لے لیتے ہوں گے۔ اور پھر سریانی کے نیچے گر لیتے ہوں گے۔۔۔ لیکن ظاہر ہے ایسا وہ کب تک کریں گے۔۔۔ آخر ایسی کتاب ہے کہ آتا ہو گا۔ ہم اپنے کپڑے جھیلے نہیں کریں گے۔ وہ قدرتی آئیں گے۔۔۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ اس لئے کونگ

کے سامنے تم لوگوں کو رات کے بارہ بجے چل کرنا ہے۔ اور دوپہر کا وقت ہے۔ سوچ مرے چک رہا ہے۔

"ہوں... ٹھیک ہے۔ جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔" نرزالہ۔  
کچھ سوچ کر کہا۔

وہ ان کے ٹکٹے کا انتظار کرتے رہے۔ ایک گھنٹا گزر گیا۔  
لیکن وہ نظر نہ آئے۔

"میرا خیال ہے... وہ پانی میں نہیں ہیں۔ ٹکٹے مجھے پہنچ چکے ہیں انہیں تلاش کرو۔ میں چند ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ رہا ہوں۔"

"گا۔" ان کے سرور نے کہا۔  
"لو کے سر۔"

اور پھر وہ ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ ان کے قدموں کی آواز سے جنگل کو ہلچل لگی۔ ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے۔ اور وہ

دعا نہیں کر رہے تھے کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ ان کی کمرے میں کچھ نہیں آیا تھا کہ یہ ہو گیا رہا ہے۔ عجیب معاملہ تھا۔ انہیں

اپنی سٹیاں کم ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔  
اور ان کے سامنے دس رانٹلیں تھیں۔ انہیں نے وہ ہاتھ نہ

ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آ سکتے تھے۔ لیکن وہ سوچ رہے تھے۔ پتا نہیں ان کے والد کا کیا پروگرام ہے۔ کہیں ان کی کسی خاص

حرکت سے ان کا پروگرام کھٹائی میں نہ پڑ جائے۔ لہذا وہ ان کے

کمرے سے۔ یہاں تک کہ کمرے کھڑے یا کھل چکے۔  
"ایک دم دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ تم لوگ بھی فکر مت کرو۔ محسوس کر لو۔ تو دیکھ سکتے ہو۔" ان کے سرور نے کہا۔

"شکر۔ مراد۔"

وہ سب دیکھ گئے۔ سرور بھی بیٹھ گیا۔ لیکن رانٹلیں بدستور

آخر شام کے وقت ان کے باقی ساتھیوں کی واپس ہوئی۔  
ان کے چہرے ٹکٹے ہوئے تھے۔

"تو آگیا۔" انہیں جوشیلہ نہیں ملے؟" سرور نے کانپ کر

"کی نہیں ملے۔" ایک نے مراد آواز میں کہا۔  
"اب ہم ننگ کا سامنا کرنا شروع کریں گے؟"

"ہم نے ان کے تمام ساتھی تو گرفتار کیے ہیں۔ میرا خیال

"ہمیں کچھ نہیں کہے گا۔" ان میں سے ایک نے کہا۔  
"تم ننگ کو قفس میں جانتے۔ ننگ وہ ہے جس سے انہیں جوشیلہ

دیتے ہیں۔"

"نہیں۔ یہ تو ہے۔ پھر وہ کیا کرنا ہے۔"

"ان لوگوں کو آزاد کرنا۔ تم لوگ بھی آزاد ہو اور میں بھی۔"

ان لوگوں کے ہاتھ بست لیے ہیں۔ وہ ہمیں تلاش کرنے

کی ہر ممکن کوشش کرنے لگا۔

"لیکن ہم ایسا کیوں کریں؟" ایک نے کہا۔

"کیا مطلب... کیا کیوں کریں؟"

"فرار کیوں ہوں... کنگ کے سامنے حاضر ہو کر سب دیکھتے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ ہمیں سزا دے گا؟"

"ہاں! یہ ضروری ہے۔" سردار نے جتنا کر کہا۔

"لیکن ایک ترکیب ایسی ہے کہ وہ ہمیں سزا نہیں دے

وہی بولا۔

"کیا مطلب... کیسی ترکیب؟"

سردار کا وہ ساتھی ترکیب بتانے کے بجائے اچانک سزا سامنے آ گیا۔ اور اپنی روانگی اس کی طرف بیان دی۔

"یہ... یہ تم کیا کر رہے ہو... پاگل ہو گئے ہو کیا؟"

"ہم سب کیوں زندگی بھر بھاگتے پھریں... کنگ کے سامنے

کلام کیوں نہ کرتے ہیں۔ صرف تمہیں ہلاک کر کے۔"

"کیا مطلب؟" وہ بہت دور سے اچھلا۔

"نہیں سمجھتے۔" وہ ہنسا۔

"نہیں... تم ضرور پاگل ہو گئے ہو... رات گئی ہمارا دور

کنگ سے ہمساری شکایت کیوں گا۔"

"تم تو کنگ کے پاس جانا ہی نہیں چاہتے۔ شکایت ہے

کہ ان نے ہمیں کر کہا۔

"اور تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" ایک اور ساتھی بولا۔

"اسے مارا لو۔ ہم کنگ کے سامنے باقی لوگوں کو پیش کر دیں

کہ وہ کون سا ہے کہ سردار اس کی جگہ کے پیچھے گیا ہے۔ ہمیں اس

کا اعانت دینی چاہی کہ ان لوگوں کو تو کم از کم آپ کی خدمت میں پیش

کے لئے۔ لیکن جغیہ کو وہ لے آئے گا۔"

"بہتر ہے! اس ترکیب سے تو واقعی ہم سب لوگ ساری

زندگیاں بچ سکتے ہیں۔ ہاں ہاں ہمیں گئے۔" ایک اور بولا۔

"سب بھرنا والو اسے اٹھانے۔ اس نے تو ہمیں تمام زندگی

بچا دیا۔ پروگرام بنا لیا ہے۔ ہم کب تک کنگ سے چھپتے پھریں

آخر ایک دن اس کے آوی ہم تک پہنچ جائیں گے۔ اور اس

کو مار دیں گے۔"

"کیوں ساتھیو... یہ پروگرام سب کو منظور ہے۔"

"مطلوبہ ہے۔"

اور پھر کئی رائیلیں اس کی طرف توجہ دے کر خوف کے

ساتھیوں کے سامنے۔

"نہیں... ایسا نہ کرو۔ میں تمہارا سردار ہوں۔"

"اپنی تمہاری وجہ سے ہم زندگی بھر بھاگتے پھریں گے۔ کنگ

کو مار دیں ہمیں پھر بھی نہیں چھوڑیں گے۔ تلاش کرنے کے بعد

ہی دم لیں گے۔"

"اوبو تو اس کا ایسا طریقہ تو نہیں۔۔۔ کوئی اور تریک  
سکتی ہے۔"

"او کے سردار۔ کوئی اور تریک تم بتا دو۔ اگر تریک  
مکئی تو ہم اس پر عمل کریں گے، ہمیں کوئی تم سے ضد نہیں  
دشمنی تمیں ہے۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔۔۔ اچھا تم مجھے ملت دو۔" سردار  
"ملت دی۔۔۔ لیکن صرف پانچ منٹ کی۔" ایک نے  
کہا۔

"یہ بھانا بنا رہا ہے۔ یہ کیا جانے ترکیبیں بتانا۔" وہی  
بولے۔

"جانیو! بہت بڑے بڑے کرہاتیں بنا رہے ہو۔ اپنے اہلکار  
ڈرو۔" سردار غرایا۔

"اس وقت تو انجام سے تم ڈرو۔" جانیو ہنسا۔  
"تم کیا کہنا چاہتے ہو جانیو؟" ایک اور ساتھی بولا۔

"یہ فرار ہونے کے لئے پر تول رہا ہے۔۔۔ اور اگر یہ فرار  
اور کنگ تک پہنچ گیا تو تم سب مارے جاؤ گے۔"

"اوہ ہاں واقعی! یہ تو ہے۔ میرا خیال ہے۔۔۔ ہم سردار کا  
کرہتے ہیں۔۔۔ نہ رہے گی بائسری نہ بکے ترہائس۔" ایک اور بولے۔

فاروق نے اسے چونک کر دیکھا۔ اس نے بھی فاروق کو چونکے  
کہا۔ لڑا بولا۔

"جانیو بات ہے۔۔۔ تم اس قدر دور سے کیوں چو گے؟"  
اس لئے کہ اس وقت اس سے کم دور سے چونکے کا موقع نہیں  
ہوتا۔ اور شاید ہر کام موقع محل دیکھ کر کرتا ہوں۔"

"میں نے پوچھا ہے۔۔۔ نہ گے کیوں؟"  
"آپ کا جملہ سن کر۔۔۔ ایسے بھلے عام طور پر میں بولتا ہوں۔۔۔

بے گناہ ہے۔ نہ رہے گی بائسری۔۔۔ نہ بکے کا فائس۔"  
"اے! میں نے یہ کہا ہے؟"

"میں اس وقت سردار نے خشب میں چھٹا لگ لگا دی۔  
"نار۔" محمود دھماکا۔

س نے اس پر فائرنگ کر دی۔۔۔ اور اس کی چیخ گونج اٹھی۔۔۔  
اور اس نے فکریا۔۔۔ سب ان کے پیچھے دوڑے۔ لیکن نزدیک پہنچ کر پتا  
چلا۔۔۔ اب وہ اس کے پیچھے نہیں دوڑ سکتے تھے۔ کیونکہ گولیوں نے  
ان کا جسم چھلنی کر دیا تھا۔

"یہ تم کیا کام سے۔" فاروق نے افسوس ڈھ انداز میں کہا۔  
"مجھ بھٹی ہوئی۔۔۔ لیکن اب اس کی لاش لا کیا کریں۔ جھیل

کا الہا رہی۔"  
"اش پانی پر حیرنے لگے کی۔" فاروق نے منہ بتایا۔



"تب پھر... کیا کریں؟"

"ارے! ہم کوئی تسمارے ساتھی ہیں... بلاوجہ ہم سے شریک پوچھے چلے جا رہے ہیں۔" فاروق نے چلے کئے انداز میں کہا۔

"مد ہو گئی... یعنی کہ؟" ایک نے جھلا کر کہا۔

"دفن کر دو۔" قصہ ختم۔ "شان رحمان بول اٹھے۔

"اوہ ہاں... لیکن اس وقت گڑھا کھودنے کا سامان کہاں سے لائیں؟"

"تب پھر اس کے ساتھ کوئی پتھر باندھ کر جمیل میں ڈال دو۔" اس طرح یہ بے جاہد کم از کم پھیلوں کے کام تو آئیں جائے گا۔

لاش کو جمیل کے سپرد کر دیا گیا۔ اور اسی وقت محسوس ہوا کہ ساتھیوں کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ انداز میں بولا۔

"یہ... آج... ہمیں ہو گیا کیا ہے؟"



## وجہ کی وجہ

بولتے حیران ہو کر محمود کی طرف دیکھا۔

"کیا گناہا ہے ہو بھئی؟"

"جس وقت وہ سب لوگ فائرنگ کرنے کے بعد سردار کی طرف

اپنے تھے۔ اس وقت یہ ہمیں تو بالکل بھول گئے تھے۔ اس

تے مارا اور دھڑکھڑکھٹا جاتا ہے حد آسان کام تھا۔ لیکن ہم نے

کے بی کر شش نہیں کی۔ آخر کیوں؟"

"بلوہ اس لئے کہ اب ہم کنگ سے براہ راست طاقت کر کے

لانا چاہتے ہیں۔ آخر وہ چاہتا کیا ہے۔ اب جان کیوں اس سے اس

کے اب لاؤں؟" قرآن مسکرائی۔

"سورہ ہم سب کے ذہنوں میں یہ بات جڑ پکڑ گئی ہے۔ ورنہ

وقت بھگ جاتا بہت آسان تھا۔"

"خام خیالی ہے... تم لوگوں کی؟" ان میں سے ایک نے کہا۔

"خام خیالی... وہ کیسے؟" فاروق کے لیے میں حیرت تھی۔

"ایسے کہ اس جنگ سے بھاگ کر تم کہیں نہیں جاسکتے۔"

جائے۔ جس اب بھی ایذا ہے۔۔۔ نکل کر دکھا دو اس جنگل سے۔  
دوسرا بولا۔

"اگر ہمارا ہنگ لٹا ممکن نہیں تھا۔ تو تم لوگ ہمیں کیوں کر رہے تھے۔ ہمیں پکڑنے کے لئے کیوں آئے تھے۔"  
"ہنگ کے پاس لے جانے کے لئے۔۔۔ ورنہ تم جنگل سے نکل سکتے۔"

"آخر کیوں نہیں نکل سکتے۔۔۔ وضاحت بھی تو کرو نا۔"

تھلا کر کہا۔  
"اس لئے کہ درختوں پر بھی ہمارے آدمی ہیں اور ہمارے  
رہتے ہیں۔ بس ان کی خاموشی یہ بتاتی رہتی ہے۔۔۔ کہو تو قاز کو اس کے  
دوں۔"

"ہاں! ہم واقعی دیکھنا چاہتے ہیں۔"  
ایک نے منہ سے ایک آواز نکالی۔۔۔ جواب میں ایک قاز بولا۔  
"یہ قاز کس کا نشانہ لے کر گیا کیا؟" فردانہ نے فوراً پوچھا۔  
"ہوائی قاز تھا۔ منہ سے آواز ہوائی قاز کے لئے نکلتی تھی۔" اس نے بتایا۔

"بہت ٹوب! یقین آ گیا۔ کہ درختوں پر بھی تم لوگوں  
ساتھی موجود ہیں۔۔۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم جنگل  
نکل نہیں سکتے۔"

"میں نے کہا تو ہے۔۔۔ نکل کر دکھا دو۔"

"مگر اگر اس طرح تم ہنگ کے سامنے پیش نہ کر سکتے ہو؟"  
"ہم سب مارے جائیں گے۔"

"ہم تم سب کی موت نہیں چاہتے۔ بلکہ تم لوگ مارے  
جانے نہیں پسندتے۔" محمود نے منہ ہٹایا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ ہم تو تمہارے دشمن ہیں۔ اور ہنگ تک  
اس لئے جا رہے ہیں۔ جانتے ہو ہنگ۔۔۔ تم سے کیا سلوک کرے

میری سلوک کرتے گا۔۔۔ جو ایک ہنگ دوسرے ہنگ سے کرتا  
ہے۔ فاروق مسکرایا۔

"تم ہنگ سب سے ہو گئے۔" ایک نے جمل کر کہا۔  
"اگر ہم ہنگ نہیں ہیں تو ہنگ کو کیا ضرورت پڑ گئی تھی ہمیں  
پکڑنے کی۔۔۔ ضرور ہماری وجہ سے اسے اپنی ریاست چھین جانے کا  
خوف تھا۔ لہذا اس نے ہمارے پیچھے اپنے آدمی دوڑا دیے۔"  
"خیر نہیں۔ تم نہیں جانتے۔ وہ تم سے کیا سلوک کرے گا۔"  
"اسے تو بتا دو نا۔"

"نصف دھڑ تک تم لوگوں کو زمین میں دفن کرانے لگے۔ تم  
لوگوں کے نصف دھڑ زمین سے اوپر دیں گے۔"

"بھئی دلو۔ وہ سینہ قہر دیکھنے والا ہو گا۔" فاروق چٹکا۔

"ہو کیوں؟"

"تنگ اعتراض کرے گا۔ کہ تم لوگوں کو رانٹوں کی زد پر  
نہیں لایا گیا۔"

"پہ سارا تنگ آخر کیا چیز ہے؟"

"اٹ ایسی چیز جس سے اسپیکر جیشید بھی ڈر کر بھاگ گئے۔"

"وہ ڈر کر نہیں بھاگے۔" فرزانہ نے براہِ سامت بتایا۔

"تو پھر؟" سوالیہ انداز میں پوچھا گیا۔

"کسی وجہ سے بھاگے ہیں۔ اور اس وجہ کی وجہ وہ وقت پر  
میں گئے۔" فاروق ہنسنے لگا۔

"وجہ کی وجہ۔ یہ کیا بات ہوئی؟"

"ہم اس پکر میں نہیں پڑتے۔" فاروق نے منہ ہلایا۔

"نہیں پکر میں۔"

"اس پکر میں کہ یہ کیا بات ہوئی۔"

"تم لوگ کوئی بات بھی سیدھی طرح نہیں کر سکتے۔" ایک جمل

"اپنے خیال میں ہم تو ایک بات بھی اتنی طرح نہیں کرتے۔"

"اچھا چپ رہو۔۔۔ وماغ کی چوبیس پٹی محسوس ہو رہی ہیں۔"

"اس قدر جلد۔۔۔ ابھی تو ہمارا ساتھ شروخ ہوا ہے۔"

"یہ۔۔۔ یہ پاگل تو نہیں ہے۔"

"ابھی تک تو نہیں تھا۔۔۔ اب ہو گیا ہو تو کچھ کہ نہیں سکتے  
کیونکہ اس کا کچھ پتا نہیں چلتا۔" فرزانہ نے جملہ پہنے انداز میں کہا۔  
"کیا پتا نہیں چلتا۔" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی کہ۔۔۔ پتا نہیں۔ کیا پتا نہیں چلتا۔" فرزانہ بولی۔

"شاید تم سب پاگل ہو۔ ہاں واقعی۔۔۔ کلام تو تم لوگوں کے  
پاگلوں جیسے ہی ہیں۔۔۔ دیکھو نا۔۔۔ پاؤں تنگ سے جھکڑا مول لیا۔"

"بھڑا مول اس لئے لیتا پڑا کہ مفت نہیں مل رہا تھا۔" فاروق  
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مفت نہیں مل رہا تھا؟" ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"بھڑا اور کیا؟"

"یہ تو چھٹ جاکیں گے ہمارے وماغ۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔  
یہاں سے لے چلے ہیں۔۔۔ سردار کے بارے میں کہ جس کے کہہ  
اسپیکر جیشید کے پیچھے گئے ہیں۔"

"پاگل ٹھیک۔"

اور پھر انہوں نے انہیں پھر سے رانٹوں کی زد پر لے لیا۔  
"اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو خود تنگ کے پاس بیٹھا بیٹھے  
ہیں۔"

"اس کے باوجود ہمیں تم لوگوں کو اسی طرح لے جانا پڑے۔"

"ارے تم... وہ منتخب تو والے رکھتے ہی تھیں۔" ایک ہنس۔  
 "آپ ملنا سمجھے... مطلب یہ تھا کہ ہم یہ جان کر رہیں گے۔  
 اور کہتے۔"

"تم لوگوں کے پاس اب وقت کہاں رہ گیا ہے۔" ایک نے دوس  
 "ایسا کہا۔ وقت نہیں رہ گیا۔"

"ہاں! بالکل نہیں رہ گیا... اور ہم تم لوگوں کو کنگ تک لے  
 گئے اور وہ تم لوگوں کو شوٹ کرنے کا حکم دے دے گا۔ اور  
 تم لوگوں کی لاشوں کو دیکھ کر اپنا المیستان نہیں کرے گا۔  
 بہت تک لاشوں کو ٹھکانے نہیں لگانے دے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ اگر ہمارا وقت آ گیا ہے تو ہم لیا کر سکتے  
 ہیں۔ تم نے فوراً کہا۔"

"فائدہ در فتنوں کے دو درمیان چلنا رہا۔ یہاں تک کہ چلنے چلنے  
 تک کے۔ خاص طور پر پروفیسر واڈو کا برا حال ہو گیا۔"

"اور ہمیں کب تک پھلنا ہو گا۔" انہوں نے جھٹاکر کہا۔  
 "اوسلو... گاڑیاں آنے ہی والی ہیں۔" ان میں سے ایک نے

"گاڑیاں آنے ہی والی ہیں... کیا مطلب... کہاں سے آنے

"ٹھکانے پر پہنچنے کے بعد یہ ساتھ فتم ہو جائے گا۔  
 جانو۔ کنگ جانے۔"

"کیوں! تم لوگ وہاں نہیں رہو گے؟" فرزان نے حیران  
 کہا۔

"زہیں گے کیوں نہیں۔ لیکن تم لوگوں سے اس طرح گل  
 کر بات چیت نہیں کر سکیں گے۔ کنگ کو یہ بات سخت پسند ہے  
 کہ اس کے آدمی اس کے دشمنوں سے مکمل مل جائیں۔"

"تب پھر۔ تم اس وقت اپنے کنگ کے حکم کی خلاف ورزی  
 کیوں کر رہے ہو۔"

"اس سے اس بات کا پتا نہیں چلے گا۔ یوں بھی ہم نے تم  
 تھیلے پلے کی کوشش ہرگز نہیں کی۔ وہ تو سزاوارتہ تھا۔  
 کیا۔ ورنہ ہم تم لوگوں کو سیدھے ہاں کے پاس پہنچا دیتے۔"

"ہوں! اچھا ٹھیک ہے۔ اسے تم نے بتایا نہیں۔ آخر ک  
 کیا ج ہے؟"

"اتج تک کوئی نہیں جان سکا۔ کنگ کیا ج ہے۔"  
 "اوہ! تب پھر شاید ہم اسی پکر میں اسی لئے چلے جیں۔" فوراً

پوچھا۔  
 "ایسا مطلب... کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہ کہ اب کنگ کے چہرے سے غلاب اٹا جانے کا وقت آ

والی ہیں۔"

"میرا مطلب ہے... ہم گاڑیوں تک پہنچنے والے ہیں۔"

"اور ہو... کیا ابھی گاڑیوں پر بھی سفر کرتا ہے؟"

"اصل سفر ہی اب شروع ہوا ہے... تم لوگوں کو لگے گا کہ یہ عجیب سا سفر ہے۔"

"ریاست میں طلب کیا ہے۔ نہ کہ شاموں آباد میں۔"

"اوہ اچھا۔ اور شاموں آباد سے ریاست کتنے فاصلے پر ہے؟"

"چار گھنٹے کا سفر ہے۔"

"بارے گئے پھر تو؟" محمود نے پوچھا۔

"کیوں... چار گھنٹے کا سفر اتنا مشکل مسئلہ تو نہیں ہوتا؟"

"ہم سفر سے بہت گھبراتے ہیں وہ بھی گاڑیوں کے سفر۔"

"ہاں جہاز کا سفر ہمیں بہت پسند ہے۔"

"ریاست میں ایئرپورٹ ہے... لیکن اس بلکہ..."

"ایئرپورٹ کہاں سے لائیں؟"

"چلے جیہ۔ کوئی بات نہیں۔"

"پھر ان کا سفر گاڑیوں پر شروع ہوا۔ اس کا پتہ..."

"کے درمیان میں طے کیا گیا۔ پھر وہ گھنٹے بعد سڑک پر شروع ہوئے۔"

"آخر وہ گھنٹے بعد انہیں ریاست کے آثار نظر آنے لگے۔"

"ہماروں طرف بلند و بالا درخت نظر آنے لگے اور یہ درخت..."

"تھے۔ اونچے اونچے پہاڑ اللہ کی ہیبت کا اعلان کر رہے تھے۔"

"وہ گھنٹے کا دروازہ بند کر کے چلے گئے۔"

”یعنی محمود۔ فاروق۔ ہم تو شارون آباد کی سیر کا ہڈا“ ادا طرح یاد آئے۔

کمرے سے نکلے تھے اور پھنس گئے کہاں۔۔۔ وہ ہوکل اور ہوکل۔ اس دور لان انہیں کوئی لینے نہ آیا۔ یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے پیش آئے والے واقعات مجھے خواب نظر آتے ہیں۔ آخر وہ سب کچھ سو گئے۔ دوسرے دن صبح سویرے اٹھے۔ نماز ادا کی اور قہا۔ ہم جو نئی ہال میں داخل ہوئے تو۔۔۔ کنگ بھی آگیا تھا۔۔۔ اس وقت اس کا نظارہ کرتے ہوئے۔۔۔ ناشتا بھی بد مزہ تھی قہا۔ ابھی وہ اچھی طرح کنگ اس ہوکل کے ہال پر بیٹھے چٹا کھا۔۔۔ سب سے عجیب اور عجیب بھی اسے تھے کہ ہماری قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور وہی کا قہا۔ ہم نے تو آج تک انہیں کسی سے بھی اس قدر خوف کیا۔۔۔ اسے لوگ انہیں نظر آتے۔

”میں دیکھا تھا۔۔۔ پھر آخر کنگ میں ایسی کیا بات تھی۔۔۔ اے ریکو ہمیں تک خوف محسوس نہیں ہوا تھا۔“

”ہاں ہاں“ وہ بولے۔

”پتہ تو آیا تمہیں ہو گا؟“

”کوئی بات نہیں۔۔۔ ہیٹ بھر گیا تھا۔۔۔ اور یہ بھی بدست ہے۔“

”بہت مبار اور شاکر معلوم ہوتے ہو۔“

”میں ہر قسم کے حالات کا سامنا کرتے رہتے ہیں۔۔۔ عادی ہو گئے۔“

”نہ پند کرو تو اس سے بہتر کھانا بھی تمہیں مل سکتا ہے۔“

”اوہ وہ کیسے؟“

”کنگ کی ہال میں ہاں ملا کر پتا نہیں۔ وہ تمہارے لئے کیا

کرتے ہیں۔ لیکن اگر اس نے فی الحال قید میں رکھنے کا حکم دیا۔ تو

بہت میں اگر تم نے اس کی ہال میں ہال ملانی تو وہ تمہارے لئے

کے لئے کا حکم دے سکتا ہے۔“

”ان کا خوف میری سمجھ میں نہیں آیا۔“ فرزانہ بولی۔

”تو میری کب سمجھ میں آیا ہے۔“ محمود بولا۔

”ان کا خوف تو ہر کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آیا۔“

وقت وہ ہمارے ساتھ ہیں بھی نہیں۔۔۔ نہ ہی ہمیں کنگ کے پاس

کچھ معلوم ہے۔۔۔ اب ہم کریں تو کیا؟“

”صبر۔۔۔ شکوہ۔“ فاروق نے فوراً کہا۔

”وہ تو کر رہے ہیں۔۔۔ فکر نہ کرو۔“ محمود نے اسے کھولا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور کھاتے کی کئی کئی

سڑکا دی گئیں۔۔۔ سرنگ والے اندر نہیں آتے تھے۔۔۔ انہوں نے

شروع کیا۔۔۔ بہت بد مزہ تھا۔۔۔ بے بے سے کھاتے وہ کھاتے

کر بھی کیا سکتے تھے۔۔۔ ایسے میں انہیں یکدم جیل کے ہاتھ کے

"اب ہم صرف کھانے کے لئے تو اس کی ہاں میں ہاں  
 کہتے۔" محبوت نے برا سامنے بنایا۔

"وہ تمہاری مرضی۔"

وہ انہیں لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ انہیں پانچ  
 بجی سڑک پر چلنا پڑا۔ تب کہیں وہ محل کے اندرونی حصے میں آئے۔  
 "دیکھو۔ میری ایک بات سن لو۔ کنگ جو کچھ  
 انکار نہ کرتا۔" ایسے میں ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ جو تجویز پیش کرے۔ انکار نہ کرنا۔  
 تم لوگوں کا بھلا ہے۔"

"اگر وہ کوئی غلط سراسر غلط بات کہے گا تو کیا ہم اس کو  
 لیں گے۔"

"ہاں! بس مان لینا۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔"

"بیسے تم لوگوں کی مرضی۔ اس صورت میں وہ فوراً  
 کی موت کا حکم سنائے گا۔"

"موت اپنے وقت پر آکر رہے گی۔"

"تم لوگوں کو سمجھانا بہت مشکل کام ہے۔" اس نے کہا۔

"اے تو تم کیوں اپنا دماغ خراب کر رہے ہو۔"

جدا اور جدا۔

"تم میں جانتے جاننا۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"کیا نہیں جانتا میں۔" جاننا نے کہا۔

"یہ کہ ان لوگوں پر کیا وقت آنے والا ہے۔"

"ہیں تو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ کنگ کو ہم سے دشمنی  
 ہے۔ یا نہیں کنگ سے کیا دشمنی ہے۔"

"یہ بات تو شاید انکیلر جمشید بتا سکتے ہیں۔"

"پھر کنگ۔"

"آؤ چلیں۔۔۔ اب دیر کرنا مناسب نہیں۔"

وہ ایک بڑے دروازے کے سامنے روک گئے۔

انہوں نے دیکھا۔ دروازہ پرانی لکڑی کا تھا۔ اس پر نقش و  
 مجسمے تھے۔ اور سنہری تار سے بھی کام لیا گیا تھا۔

دروازے پر چار آدمی تنگی کواڑیں لئے کھڑے تھے۔

یوں لگتا ہے کہ ہم پرانی جنوں پریوں والی کہانی کے کرداروں کو  
 دیکھ رہے ہیں۔ قادیان نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں۔۔۔ ایسا کیوں کہا تم نے؟"

"اور کیا۔۔۔ ان جلاوطن کو دروازے پر دیکھ کر کسی دلو کے قلے  
 میں نہیں دوتا کیا۔" قادیان نے فوراً جواب دیا۔

کنگ کو اطلاع کر دیں۔۔۔ یہ لوگ آگئے ہیں۔" ایک بولا۔

"انہوں نے خود ہی پیغام بھیجا تھا کہ یہ لوگ آئیں اور  
دیر۔ لہذا انہیں اندر لے جاسکتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ان چادروں نے مل کر ایک ایک ہاتھ سے پردہ  
لگایا۔ تب کہیں جا کر دیوار کا کھلا دروازہ داخل ہو گئے۔  
ساتھ ہی وہ بری طرح اچھلے۔

○ ☆ ○

ان کے سامنے ایک بڑا صحن تھا۔ صحن کے چتروں کے ایک  
تالاب تھا۔ اس تالاب کے اوپر لوہے کا پائپ تھا۔ اس پائپ میں  
پانی بہا کر دیا جاتا تھا۔ اس وقت ان زمینداروں سے ایک انسان کی  
آنکھیں مل گئیں۔ اس کے دماغ میں ایک سوخا تھا۔ اس سوخا  
سے خون لک لک کر اس تالاب میں جمع ہو رہا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا؟" فاروق نے تھر تھر کانپتی آواز میں کہا۔  
"میں خود معلوم نہیں۔۔۔ صرف اتنا اندازہ ہو گیا ہے کہ تھوڑی  
دیر پہلے ہی اس شخص کو موت کی سزا سنائی گئی ہے۔ کیوں سنائی گئی  
ہے؟ یہ ہمیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔۔۔ ہم تو تمہارے ساتھ اندر  
آئے ہیں۔ ہاں ہم اس کا نام ضرور جانتے ہیں۔ یہ نووی ہے۔۔۔"

"نووی؟" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! پچھلے میں نور خان رہا ہو گا۔۔۔ نور خان یا کچھ اور۔۔۔ نور  
یہ نووی بن گیا ہو گا۔۔۔ بہر حال یہ ہم میں سے ایک تھا۔۔۔ یعنی رنگ



کے لئے کام کرنے والوں میں سے ایک۔۔۔ ان دونوں اس کی اور  
محل کی کچھلی دیوار کی طرف تھی۔۔۔ ضرور کوئی خاص واقعہ رونما  
ہو گا۔ اندر چل کر شاید کچھ اندازہ ہو سکے گا۔۔۔ خدا کرے کنگ کو  
زیادہ خراب نہ ہو۔۔۔ ورنہ تم لوگوں کے ساتھ ہم لوگوں کی بھی ضرورت  
آ سکتی ہے۔ اور یہ شامت خاص طور پر اس لئے بھی آ سکتی ہے  
سروار ہمارے ساتھ نہیں ہے اور انجینئر جیشہ ابھی تک پلائے نہیں  
سکے۔

”تو کیا ابھی کنگ کو کچھ معلوم نہیں کہ کل کیا ہوا ہے؟“  
نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ اس نے کہ ابھی ہماری ڈسٹی کا حکم ہوا ہے۔۔۔“  
نے اپنی آمد کی اطلاع انہیں بھجوا دی تھی۔

”اوہ اچھا۔۔۔ لیکن اب تم لوگوں کو خوف زدہ ہونے کی  
ضرورت ہے۔۔۔ سروار کا نام لے کر تم صاف بیچ چاؤ گے۔“

”کچھ نہیں کہا جا سکا کنگ کے بارے میں کوئی بات تھی۔۔۔  
نہیں کہی جا سکتی۔“ ایک بولا۔

پھر وہ اس لاش کو نکلتے ہوئے آئے بڑھے، صحن کے دروازے  
طرف پھر ایک کشادہ برآمدہ تھا۔۔۔ برآمدہ عبور کر کے وہ ایک اور صحن  
میں پہنچے۔ یہاں بھی صحن کے درمیان ایک تالاب تھا۔ اس تالاب  
میں فوادہ چل رہا تھا۔ اور اس کے دو سرہی طرف شاہی دیوار لگا تھا۔

بالے والے کے باغشاہوں جیسا شاہی دربار۔۔۔ محل کی ایک دیوار کے  
ساتھ ٹھکانہ کرسی چھپی تھی۔۔۔ وہ سنہری رنگ کی تھی۔ اس کے دائیں  
دائیں دونوں طرف کرسیاں رکھی گئی تھیں۔۔۔ لیکن یہ کرسیاں عام  
تھیں۔۔۔ ان پر لوگ بیٹھے تھے۔۔۔ درمیان میں ایک شخص کو دونوں  
طرف سے پکڑے ہوئے چار آدمی کھڑے تھے۔ وہ آدمی خود کو  
بازائے کے لئے زور لگا رہا تھا۔۔۔ ایسے میں یہ لوگ وہاں تک پہنچے اور  
ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

”جرم ثابت ہو گیا۔ تم اپنی ڈیوٹی پوری طرح انجام نہیں دے  
سکتے۔ لہذا اسی وقت پچاس دی جاؤ گی جہیں۔“

”نہیں۔ نہیں۔ کنگ نہیں۔ آپ بہت اچھے ہیں کنگ۔۔۔  
مست رحم دل۔ بہت عینک۔۔۔ مہربانی فرما کر مجھ پر رحم کیا جائے۔۔۔  
برہم چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔“

”اگر تمہیں بچوں کی فکر ہے تو انہیں بھی تمہارے ساتھ ہی اوپر بھیج  
دیتے ہیں۔“ کنگ نے ہاتھ گھواڑا فدا میں کہا۔

”نہیں نہیں کنگ صاحب نہیں۔۔۔ ان کا کیا قصور۔۔۔ غلطی میری  
ہے۔۔۔ سزا مجھے ملنی چاہیے۔“

”پچاس کی سزا کا حکم تمہیں ہی ملتا ہے۔ بچوں کو نہیں۔۔۔ وہ تو  
ہماری پریشانی دیکھ کر میں نے کہا تھا۔“

”آپ کا شکریہ۔۔۔ آپ بس مجھے پچاسی دے دیں۔۔۔ میرے

بچوں کو معاف کر دیں۔"

"بالکل بالکل... تم فکر نہ کرو۔ تمہارے بعد انہیں کچھ  
کھا جائے گا۔ ان سے کوئی غرض نہیں رکھی جائے گی۔ ہاں  
میرے مقابلے پر کچھ کرنے پر قائل تھے تو اور بات ہے۔"  
"وہ اس قابل کتنا ہے۔ وہ تو ابھی بہت چھوٹے ہیں۔"  
"تم نے شاید آج کل کی فلمیں نہیں دیکھیں۔" گنگ  
"کیا مطلب؟" وہ چوٹا۔

"ارے بھئی۔ اکثر فلموں کی ایک ہی تو گمانی ہوتی ہے۔  
کو کوئی مار ڈالتا ہے۔ اور اولاد جو ان ہو کر انتقام لیتی ہے۔"  
"ہنگ! یہ وقت بھلا ان ہاتھ کا ہے۔ اور پھر وہ ہاتھ  
ہیں۔ ان کا حقیقت سے کیا تعلق؟" اس نے جلتے کے انداز میں  
"ارے۔۔۔ بھئی کسی حد تک نکل آتا ہے تعلق۔ خیر۔۔۔ میں  
سے بہت لوں گا" اگر وہ میرے مقابلے پر آئے۔ فی الحال تو تم  
خدا حافظ۔ یہ ہماری اور تمہاری آخری ملاقات ہے۔"

"اچھا گنگ میں تو جا رہا ہوں۔ تم نے میری ایک ڈرا سی  
بھی معاف نہیں کی۔۔۔ حالانکہ میں ایک مدت سے تمہارے ساتھ  
ہوں۔ تم بہت بے رحم ہو گنگ۔ بہت بد فطرت ہو۔۔۔ تم جیسا کہ  
اس وقت شاید دنیا کے تختے پر کوئی نہ ہو۔۔۔ تم نے بلا کو اور دیگر  
بادیوں بھلا دیں۔ لیکن میری ایک بات نوٹ کرو گنگ۔"

چلو کراؤ نوٹس۔ میں نے تمہاری باتوں کا برا نہیں مانا۔  
انہی بات کے دروازے پر کھڑا بالکل بے بس شخص اور کر بھی کیا سکتا  
تھا۔ تم اور گائیاں دنا چاہو۔ تو وہ بھی دے لو۔ اس سے مجھے کوئی  
ان نہیں پڑ جائے گا۔ ہاں تو تم کیا نوٹ کر رہے تھے۔"  
"تمہارا انجام بڑبیک ہے۔ انیکٹر جیشید کا ان حد میں کتنا  
بے حرمت کرنا ہے۔"

"انیکٹر جیشید کا انجام دیکھ کر ہی مرے گئے۔ گنگ دھاڑا۔  
"گنگ کیا مطلب؟" وہ چوٹا۔  
"گنگ میں تمہیں انیکٹر جیشید کے ساتھ بھائیوں کا۔"  
"بھئی وہ میری زندگی کے کچھ لمحات ابھی باقی ہیں۔ ورنہ تم  
بے حرمت کر رہے۔"

"میں گے باقی۔ مجھے اس سے کیا۔"  
"فیک ہے۔ اسے باندھ دو۔ اور خوب عمرانی میں رکھو۔  
وقت ایک ایک روٹی کھانے کو دی جائے گا۔ یہ اس وقت  
تک ہے۔ نہ مر جائے۔ جب یہاں انیکٹر جیشید کو بھائی دی جائے  
تو آپ ان لوگوں کو پیش کیا جائے۔ جنہیں انیکٹر جیشید اور  
ان کے ساتھیوں کی طرف بھیجا گیا تھا۔"  
"ہمارا! ان لوگوں کو لے آؤ۔ ایک شخص نے کرسی سے  
اڑ کر۔"

ہم کیا لے گا۔

”خواب کیوں نہیں۔ جو ہاتھ کے اقعہاں لے گا۔“

”اطلاق یہ ہے کنگ۔ کہ سردار لوٹ کر نہیں آئے گا۔“

”کیوں۔ کیا اسپیکر جمشید نے اسے مار ڈالا؟“ کنگ زور سے

”نہیں۔ دوسری باقی لوگوں کے جسموں سے چلان ٹھٹھے لگی۔ ان کے

سولہ پہ لڑنے ماری ہو گیا۔

”میں نہیں جانتا۔ اسے کس نے مارا۔ لیکن میں نے جھیل

کے پاس ہی لاش دیکھی ہے۔“

”کیا۔ لاش۔“

”ہاں کنگ لاش۔ اگرچہ اس کے جسم کے ساتھ بھاری پتھر

کر پانی میں ڈالا گیا تھا۔ لیکن کسی طرح پتھر کھل گیا۔ اور لاش

پتھر کے نیچے سے نکلی۔ میں اس طرف ان لوگوں کی کاہوائی کا جائزہ لینے گیا

کنگ یہ لوگ مجھے راستے میں ملے۔ لیکن مجھے ان کے ساتھ اسپیکر

جمشید نظر نہیں آیا۔ نہ سردار نظر آیا۔ تو میں آگے بھاگ گیا۔ اور

”اس میں نے وہ لاش دیکھ لی۔“

”او۔ او۔۔۔ تب پھر ہمارے اسپیکر جمشید۔ تم سراخ لگاؤ۔

”او۔۔۔۔۔ تم کو کس نے مارا۔“

”او۔۔۔۔۔ کنگ۔۔۔ مجھے اس سلسلے میں اختیارات دیئے جائیں۔

”اس میں ان لوگوں سے سوالات کر سکو۔ اور اگر یہ غلط بیانی کریں تو

سردار کے بچائے۔ ان میں سے ایک آگے بڑھا۔ پہلے اور

اور پھر بولا۔

”سردار ابھی تک نہیں آئے کنگ۔“

”کیا مطلب؟“

”یہ لوگ مختلف سمتوں میں بھاگ رہے تھے۔ ہم لوگ ان

تغایب میں تھے۔ میں نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔۔۔ سردار ابھی

جمشید کے پیچھے تھا۔ ہم نے اس کا بہت انتظار کیا۔ لیکن وہ لوٹ

نہیں آیا۔ لہذا ہم نے سوچا۔ کیوں نہ ہم باقی لوگوں کو آپ کی

خدمت میں پیش کر دیں۔“

”نہیں۔ یہ تم نے اچھا کیا۔ لیکن بھی۔ اسپیکر جمشید

گرفتاری سب سے زیادہ ضروری تھی۔ اس کے بغیر تو ہمارے پاس

”گا۔“

”تب پھر ہم سردار کا انتظار کر لیتے ہیں۔“

”خواب کیوں نہیں۔ ہم اس کا انتظار کریں گے۔“

”کنگ کیا مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔“ ایک شخص نے زور

سے اٹھ کر کہا۔

”کیوں نہیں۔ تم تو ہمارے سرائفوں ہو۔ بلکہ تم تو ہمارے

اسپیکر جمشید ہو۔“

”تب پھر کنگ اگر میں کوئی کام کی اطلاع دوں۔ تو کیا

اتھیں سزا دے سکوں۔"

"جہیں اس معاملے میں پورا اختیار دیا جاتا ہے۔"

"آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے کنگ؟" لہو

کنگ

"تم۔ تم جانتا ہو نا۔ سردار کے نائب۔"

"ہاں کنگ؟" وہ بولا۔

"نائب تم ان کے سردار ہو۔ لیکن ہمارے سردار میں کی

میں رکاوٹ نہ دینا۔"

"مجھے رکاوٹ بننے کی کیا ضرورت ہے کنگ؟" جانتا بولا۔

"بالکل ٹھیک۔ ان لوگوں کو ابھی قید میں رکھا جائے۔"

دن میں ایک روٹی صبح ایک روٹی شام دی جائے۔"

"بہت بہتر کنگ۔ ایسا ہی ہو گا۔"

"شراب۔ تم اپنا کام فوراً شروع کرو۔" کنگ نے سردار

مقابلہ کیا۔

"او کے کنگ۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ سردار کا وہی

کا سراغ میں بہت جلد لگا لوں گا۔ بلکہ میں تو آپ کے حکم سے

پہلے اپنا کام شروع کر چکا ہوں۔" شرابو مسکرایا۔

"کیا مطلب۔۔۔ وہ کیسے؟" کنگ چونکا۔

"میں نے اپنے ماتحتوں کے ذریعے سردار کا وہی تلاش کر

نے لگایا تھا۔ اب تک ڈاکٹر خاں۔ اس کا پوسٹ مارٹم کر چکا ہو

کہ لارڈ جی مجھے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ملے گی۔ میں اس نہیں پر

مٹ تھوکی سے آگے بڑھنے لگوں گا۔"

"مجھے یقین ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔" کنگ بے رحمی سے جہا۔

"آپ میرے لیے کیا حکم ہے؟" شرابو مسکرایا۔

"مات۔ کام شروع کرو۔"

"آپ بھول رہے ہیں کنگ۔"

"اور میں کیا بھول رہا ہوں؟" کنگ نے خیران ہو کر کہا۔

"آپ نے اطلاع دینے پر اتمام کا وعدہ فرمایا تھا۔۔۔ ابھی تک

میں اتمام میں نا۔"

"واقعی۔ میں بھول گیا تھا۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی انگلی میں

سے ایک انگوٹھی نکالی اور اس کی طرف اچھال دی۔ اس کی انگلیوں

پر لہو لگے انگوٹھیاں تھیں۔

شرابو نے انگوٹھی دبوچ لی۔ اس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں

اٹکیں۔

"مات۔ میرے کی ہے شرابو۔"

"اس میں کیا شک ہے کنگ۔ میں تو دولت مند ہو گیا ہوں۔"

"سردار کا تو کی موت کا سراغ لگاؤ۔ ایک انگوٹھی اور اتمام میں

لے لے۔ اگر اسے اسٹینجہر جیڈ نے مارا ہے۔ تو اس کی گرفتاری بہت

جلد عمل میں آئی جا رہی ہے۔ جانیو تم سن رہے ہو۔۔۔ تم ابھی اور وقت اس کی تلاش میں روانہ ہو جاؤ۔

"بہت بہتر ننگ۔" جانیو نے فوراً کہا۔

"ایک منٹ کنگ۔۔۔ آپ مجھے اختیار دے چکے ہیں۔"

"کس بات کا اختیار؟" کنگ نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ میں تخلیق کس طرح کروں گا۔ ان لوگوں سے سوالات کرنا ہیں۔۔۔ اگر یہ انجینئر جیشید کی تلاش میں نکل گئے تو سردار کانو کی موت کا سراغ نہیں لگا سکیں گا۔"

"اور اچھا۔۔۔ جب پھر اس طرح تو اس بات کا امکان ہے کہ جیشید دوبارہ نکل جائے۔"

"نہیں کنگ۔۔۔ اس کے بچے اور دوست ہمارے جہاز میں قید ہیں اور وہ آس پاس قید نہیں مڑا رہا ہو گا۔۔۔ اور میرے ہاتھوں سے لگ جائے گا۔ آپ اس کی گرفتاری کی ذمہ داری بھی لے دیں۔۔۔ میں بہت جلد اسے پیش کر دوں گا۔"

"بہت خوب! اگر ایسا ہوا تو تیسری انگوٹھی کے بھی حق دار گئے۔"

"شاندار کنگ۔۔۔ مزا آگیا۔۔۔ آپ جیسے فیاض بھی کم لوگ نہیں گئے۔"

"چالوسی نہیں شراہ۔۔۔ میں اس کے بغیر ہی انجام دے رہا

اور دوست بھی۔۔۔ اگر تم کانو کی موت کا سراغ نہ لگا سکتے اور ہمارے کام کو قیام نہ کر سکتے تو۔۔۔ پھر ہمیں بھی چالوسی کی سزا سنائی دے گی۔"

"ایسا اے! وہ چلا تھا۔"

"آواز بلند نہ کرو۔۔۔ تم کنگ نہیں ہو۔ کنگ میں ہوں، میری موت میں پند و بھی میری اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تم کیا ہو۔۔۔ ایک مہاجر تھا۔۔۔ تم جیسے وہ مہاجر تھو کو میں ملازم رکھ لوں

قرآن کے چرت کا رنگ از گیا۔۔۔ چند لمحوں تک وہ سیکھ کے عالم بن گیا۔"

"کب بہت کیوں ہی مجھے۔۔۔ کیا میرا فیصلہ پند نہیں آیا۔۔۔ لیکن یہ تو یہ ہو چکا۔ اب پند اور پند سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ اس صورت میں بیچ سکتے ہو۔۔۔ جب انجینئر جیشید کو گرفتار کر لو۔۔۔ اگر وہی موت کا سراغ لگا لو۔"

"کو کے کنگ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔"

"یہ کہ کروہ مڑا اور پھر بہت اور سے چوٹا۔"

## کیا مطلب

"کیا ہوا شراپہ؟ کیا یہاں جیسے کسی پر شک ہوا ہے؟" نے بھی فوراً محسوس کر لیا کہ وہ کسی بات پر چونکا ہے۔  
 "یہ بات نہیں ہے کلک۔" شراپہ نے پرسکون ہو کر کہا۔  
 "جب پھر... چوٹے کیوں تھے؟"  
 "ابھی میں نہیں بتا سکتا... پہلے مجھے تحقیقات کر لینے اور پھر..."  
 "البتہ تو میں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ حاصل کروں گا۔"  
 "اور چوٹے کی وجہ نہیں بتاؤ گے۔" کلک نے براہ راست جواب دیا۔  
 "میں مجبور ہوں۔ ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔"  
 "خیر... کوئی بات نہیں... جب بتا سکو، بتا دے۔ میں سن رہا ہوں۔"  
 "ہر طرح کا اختیار دیتا ہوں۔"  
 "لیکن آپ نے ابھی تک ایک اختیار نہیں دیا۔" شراپہ شکر ادا کرتے ہوئے کہتا تھا۔  
 "اور وہ کون سا؟"  
 "یہ کہ میں تحقیقات کے سلسلے میں آپ سے بھی سوالات کر سکتا ہوں۔"

یہ کیا بات ہوئی۔ بھلا میرا اس معاملے سے کا تعلق۔ میں تو انجیل پڑھتا ہوں اور اس کے ماحیوں کو گرفتار کرنے کے لیے سروراز ہوں اور اس کے ماتحتوں کو بھیجا تھا۔ اب اس سلسلے میں کا تو مارا گیا تو اس بات سے میرا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" کلک نے براہ راست جواب دیا۔  
 "مہربان ہو۔ لیکن مجھے حق ہونا چاہیے۔"  
 "کلک... میں تمہیں یہ حق دیتا ہوں۔" کلک نے بھلا کر کہا۔  
 "آپ خیرے میں آگئے کلک۔ تب میں معافی چاہتا ہوں اور اپنا حق ادا کرتا ہوں۔"  
 "میں اب دے چکا۔ اور یہ بات یاد رہے۔ تم صرف اس قدر تھیں جس کا حکم کے جب کا کوئی موت کا سربراہ لگا لو گے۔"  
 "اور کلک... اب میں اجازت چاہوں گا۔"  
 "بہنہ نہیں ہے۔ جائیگا۔ اس کے ماحیوں اور انجیل پڑھتا ہوں اور اس کے ماتحتوں کو بھی لے جاؤں۔ جائیگا کو ان لوگوں کے بارے میں دریافت کروں گا۔ آپ تیار اندام ہے۔ تمہیں جس طرح رکھنا چاہو، رکھ سکتے ہو۔"  
 "میں ابھی صرف وہ وقت دیتا ہوں گی۔ ایک ایک روٹی صبح، ایک ایک روٹی شام۔"  
 "آپ کا یہ اصول مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ تمام قیدیوں کو یہ ایک روٹی سے زیادہ نہیں دیئے۔"

"ہاں بالکل۔ قیدیوں کو معلوم تو ہوتا چاہیے کہ ہم قیدی ہیں۔ اگر انہیں جیل و آرام اور بہترین کھانا وہ بھی پسند ہو کر رہا ہے۔ وہ خود کو قیدی تو سمجھیں گے ہی نہیں۔"

"آپ کا یہ اصول مجھے خود بہت پسند ہے۔"

"اچھا میں۔ مجھے وہ دوسرے مفادات بھی خفا ہیں۔"

سب لوگ مڑے اور باہر نکل آئے۔ یہ آمدہ ہو کر گئے۔ وہ محسن میں آئے تو افش اسی طرح لگی ہوئی تھی۔ لیکن اب اسے خون نہیں ٹپک رہا تھا۔ وہ اس پر صرف ایک نظر ڈال سکے اور نکل آئے۔

"بتایا۔ ان لوگوں کو قید خانے میں ڈال دو۔ میں ذرا میرا دم رو بہت حاصل کر لوں۔ اپنے ساتھیوں کو انسپکٹر جمشید کی جانب لگا دوں۔ ایسا لگتا ہے۔ مجھے انسپکٹر جمشید سہراہر گاؤں کو بہت گھٹاتا رہا کر قرار ہو گیا ہے۔"

"ہوں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ آگے اللہ کو پتا ہے۔"

شراب کی نظروں جاپنا پر جم گئیں۔ پھر وہ سانس کی لڑ پڑکا۔

"سچ بتاؤ جاپنا۔ گاؤں کو کس نے مارا ہے۔"

"یہ۔ یہ آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔" جاپنا گہرا لہجہ میں لے کر اس جنگل میں تم گاؤں کے ساتھ ساتھ تھے۔

کے ساتھ تھے۔ ہمیں نہیں معلوم ہو گا تو کسے ہو گا۔ اور یہ کہ انہیں دیکھ جاتی تھی۔ یہ میری بھی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ اگر میں اس واردات کا شکار نہ لگا سکا اور انسپکٹر جمشید کو گرفتار نہ کر لیا تو میں بھی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔"

اور اس کے ساتھ ہولناکی لیکن سسر شراہو۔ آپ انسپکٹر جمشید کی طرف سے تھے۔ ان کی صلاحیتی حیرت انگیز ہیں۔"

سہراہر صدمہ۔ لیکن ان لوگوں کی صلاحیتیں بھی تو حیرت انگیز ہیں۔ یہ تمام عجب میں کسی طرح آ گئے۔" شراہو نے اسے

جنگل میں ہم پہلے ہی موجود تھے اور درختوں پر بھی ہمارے کچھ سہراہر تھے۔ سب ان پر ہماروں طرف سے فائرنگ ہوئی۔ تو انہیں ہاتھ کھڑے کر دیے۔"

سہراہر انسپکٹر جمشید؟" شراہو مسکرایا۔

"اے اسی وقت ان میں نہیں تھے۔ آپ ان سے پوچھ سکتے

تھے ان سے پوچھوں گا۔ تم گھر نہ کرو۔ سب سے پوچھوں

کہ کون۔ جو تیرے قدم اٹھانا چاہتا تھا۔ بتاتا ہے اپنے آدمیوں کو

"نہیں کوٹھڑیوں کی طرف لے چلو۔"

انہیں گھیرے میں لے کر کوٹھڑیوں تک لایا گیا۔ اور اس ایک بڑی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ پھر جانا اپنے ساتھیوں کے وہاں سے چلا گیا۔

"چتا نہیں! یہ سب کیا ہے۔ ہم لوگ تو اب تک یہ نہیں سمجھ سکے۔ اچانک اس قدر خوف زدہ کیوں ہو گئے تھے۔ اس نے تو خوف زدہ ہونا سیکھا ہی نہیں۔"

"جب تک اس بات کی سمجھ نہیں آ جاتی۔ اس وقت کچھ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ یا پھر جوشیہ ہمیں کچھ اشارے دیتے۔ لیکن انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ یا پھر حملہ آوروں کی دھمکتاؤں کا وقت نہیں ملا۔"

"لیکن ہم یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بھی تو نہیں بند کئے۔" "تم تک ہے۔ محمود اپنا چاقو نکالو۔ ہم یہاں نہیں رہیں گے۔" "گو یا ہم کام شروع کر رہے ہیں۔"

"ہاں! ہم ان لوگوں میں قمر غزنی دوڑا دیں گے۔ چلو رکھیں گے۔ ہمیں غائب دیکھ کر پہلے تو جاننا کی جان لگے گی۔ شراپو کے ہوش اڑیں گے۔ اور ایسے میں ہمارے ساتھ آکر لایا جائے۔ تو مزاحیہ آجائے گا۔"

محمود نے چاقو نکالا اور خان رحمان کی طرف بڑھنے لگا۔

"بھئی۔ اکل۔ آپ شروع کیجئے۔"

خان رحمان نے چاقو کے ذریعے سلاخیں کاٹ ڈالیں اور پھر وہ اسی سے باہر نکل آئے۔ لیکن اب ان کے سامنے قید خانے کی دیوار اٹھ اٹھ رہی تھی۔ اس دیوار کو عبور کرنا بغیر کسی سامان کے ان کے لیے بات نہیں تھی۔

"اگلے! اگلے! اس قدر بلند چار دیواری۔ کیا یہ اس قدر ہلاکہ لگتی ہے۔"

"اگلے تو نہیں۔ اسے ہلکے۔ ہم دیوار پر بھی تو چاقو آڑنا سکتے ہیں۔"

"بالکل۔۔۔ کیوں نہیں آڑنا سکتے۔"

خان رحمان نے دیوار میں چاقو کے ذریعے سوراخ کرنا شروع کیا۔ سوراخ لمبہ بہ لمبہ بڑا ہونے لگا۔ تاہم ابھی دوسری طرف پھر یہ دیوار نظر آ رہی تھی۔ اس دیوار کو دیکھ کر وہ جھٹکا اٹھے۔

"خدا ہو گئی۔ دیوار رو دیوار۔ ہے کوئی تک۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم بھی اپنا کام جاری رکھیں گے۔" "فرزاد! اس لیے مجھے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ جب کہ ابھی سوراخ اتنا بڑا بھی نہیں ہوا تھا کہ اس میں سے ایک لی نکل سکتی۔"

"اسے باپ رہے۔ یہ تو بہت جلد آ گئے۔ آؤ واپس کوٹھڑی



میں چلیں۔ تاکہ انہیں پتا نہ چل سکے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔

"بالکل ٹھیک۔" پروفیسر بولے۔

اور وہ فوراً اپنی کونجری میں آ گئے۔ سائیس ایک دھڑکی  
ویسے ہی لگا دیں۔ کہ کئی ہوئی نظر نہ آ سکیں۔

جیسا اور اس کے ساتھی نظر آتے۔

"بھلا۔۔۔ باہر نظر۔۔۔ تم لوگوں کو مسٹر شرابو پلا رہے ہیں۔  
پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آ سکی ہے۔"

"لیکن ہمارا اس رپورٹ سے کیا تعلق۔۔۔ کانو کو ہم نے  
ہی مارا ہے۔"

اور۔۔۔ اب تم لوگوں کو وہ پتا ہو رہا ہے۔۔۔ پتا تو ہو گا۔

"ہم چلیں گے۔ پہلے یہ بتاؤ۔۔۔ تم ہمارے لیے کیا کر  
ہو۔" محمود نے کچھ سوچ کر کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔" جان۔  
چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"تاکہ آپ نے ہماری مدد کی تو ہم تمام باتیں شرابو کو  
سے۔" محمود مسکرایا۔

"نہیں۔ نہیں۔" جانیا کانپ گیا۔

"نیکوں اور مٹی کی گم۔"

"لیکن اس طرح تم لوگ بھی نہیں بچ سکو گے۔"

ہم پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں۔ تم اپنی گھر کر۔۔۔ ہمارے  
میں بروی تک کو بچا دیا۔ وہ جنہیں چائیس کی ہزاروں کا۔

"بھلا۔۔۔ یہ تو ہے۔" اس نے کھوٹے کھوٹے انداز میں کہا۔  
تب تم ہماری بات مانو۔ جو ہم کہیں وہ کرو۔"

"آؤ میں کیا کروں؟"

شرابو کو ختم کر دے۔ نہ بچے گا پائس۔۔۔ نہ بھلاے گی  
اور۔۔۔ تک کو کچھ معلوم نہیں کہ اس وقت شرابو کہاں

ہے۔۔۔ تم لوگوں کو ہماری گہرائی کے لیے چھوڑ کر چاچکا ہے۔ اب  
اور وہاں نہ آئے۔ تو اس میں ہمارا کیا قصور۔ اس طرح تم بھی

پتا لال بچ گئے۔ ورنہ خود سوچو۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہانی  
سے کہ۔۔۔ کانو کوئی ایک گولی سے تو مرا نہیں۔"

"اسے باپ دے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تو ہم بری طرح پھنس گئے۔  
اور کانپ کر رہا۔

"بہن تو پھر اس کا ایک ہی حل ہے۔۔۔ اور وہ یہ کہ تم شرابو کو  
مراؤ۔"

"پھر اب یہی کرنا ہو گا۔"

"اور اس میں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ خیال کیا جائے گا  
اور انہیں چھوڑ دے جسے چاہے کیا۔"

"لیکن ایک بات اور ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"شرابو بہت طاقت ور ہے۔۔۔ اسے ختم کرنا آسان کام نہیں۔"

جانیا بولا۔

"اور۔۔۔ تم اسے تو اور وہ اکیلا۔۔۔ سب مل کر اسے کتے۔"

وہاں۔۔۔ اس نے کوئی پلٹ پروف لپاس پہن رکھا ہے؟"

"ہاں۔۔۔ بات منقول ہے۔۔۔ چلے پھر۔ فی الحال تو اس۔"

آپ سب کو طلب کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہمارے سامنے یہ کام کرنا ضروری ہے۔"

ہم بھی مدد کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ پہلے میں اپنے ساتھیوں کو اس پر کتا۔"

اول۔۔۔ یہ بھی ایک مشکل کام ہو گا۔"

"نہیں۔۔۔ ان سب کو بھی اپنی جانوں کی پڑی ہے۔"

"اچھا حق۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"تم ماری بات سن چکے ہو۔"

"ہاں جانیا۔"

"پھر اب اپنی راستے دے کیا کرنا پسند کرو گے۔"

"وہی۔۔۔ جو انہوں نے کہا ہے۔۔۔ وہ تھک تو ہیں۔"

مزا سنائے گا۔"

"بال ٹھیک۔۔۔ جانیا خوش ہو گیا۔"

میں بھی آپ اشارہ کریں گے۔ ہم اسے بھون ڈالیں گے۔"

اس نے ہم نے ان لوگوں کی طرف تائی ہی ہوں گی۔ اسے کیا معلوم

ہو گا کہ ان لوگوں کی طرف تائی ہوئی داخل کب اس کی طرف گھوم جائیں

گئے۔"

"بہت ٹوب۔۔۔ وہ مسکرایا۔"

اور پھر وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آئے۔۔۔ جانیا کے

ایک وقت نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

"دروازہ اندر سے بند کیوں کیا؟" شرابو نے چونک کر کہا۔

"یا کھول دوں۔۔۔ ان میں سے کوئی فرار ہونے کی کوشش بھی

کر سکتا ہے۔"

"اور اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ بند ہی رہے۔۔۔ اور میری طرف

میں۔۔۔"

سب شرابو کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم لوگ جانتے ہو۔۔۔ کانو کس طرح مرے؟"

"اکیلا مطلب؟" وہ چونکے۔

"بھلا مارنے والے نہ جانتیں گے۔" وہ بولا۔

"اکیلا مطلب۔۔۔ مسٹر شرابو۔۔۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"میں کہہ رہا تھا کہ تم لوگوں نے ہی کانو کو ہلاک کیا ہے۔۔۔ اور ان لوگوں

کے سامنے ہی ہلاک کیا ہے۔ یہ اس راز میں شریک ہیں۔  
 نے ان کے مشورے سے ہی ایسا کیا ہے۔

"ہاں نہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"میں ساری بات گنگ کے سامنے سنائیں گے۔ ابھی ان  
 وقت ہمیں گنگ تک جانا ہے۔"

"جب پھر آپ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں؟" جانیلا نے پوچھا۔  
 بتایا۔

"میں اپنے شک کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔"

"آپ نے تصدیق کیسے کر لی؟"

"وہ میں اب کہوں گے۔ اس کے بعد تم لوگوں کو گنگ کے  
 سامنے لے جاؤں گا۔ کیا سمجھتے؟"

"چلے سمجھ گئے۔ لیکن پہلے اپنی بات کی تصدیق کر لیں۔  
 سکتا ہے۔ آپ کا خیال غلط ہو۔" جانیلا بولا۔

"نہیں۔ میں غلط نہیں ہو سکتا۔ ہمیں معلوم ہے۔ ہمارے  
 گھڑوں کو گولیوں سے چھلنی کیا کیا تھا۔ اس کے جسم سے نکلنے والی گولیوں  
 تم لوگوں کی راتھوں کی ہی ہیں۔ اسلئے کے باہر نے اس بات کی  
 تصدیق کر دی ہے۔ اب میں تمہارے دوش سے سنا چاہتا ہوں۔"  
 کہتے ہوئے وہ مسکرایا۔

"مستر سٹراپ۔ آپ کیا سنا چاہتے ہیں۔ تمہارے دوش سے؟"

"نہیں سے ایک نے بھل کر کہا۔"

"یہ کہ سرور گھڑوں کو تم لوگوں نے ہلاک کیا ہے۔ وہ اسلئے  
 کے ہاتھوں نہیں مرا۔"

"اور اس بات کا ثبوت آپ کے پاس یہ ہے کہ اس کے جسم  
 میں گولیوں کی راتھوں کی ہیں۔" جانیلا نے اس کی طرف خود سے  
 اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جانیلا کی بات ہے۔"

"سب کچھ۔ ہمیں اب ایک اور فیصلہ کرنا ہو گا۔" جانیلا مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" وہ ڈار سے پوچھا۔

○ ☆ ○

ہیچر بریڈ کے ہاتھ لگ گیا۔

"اگلی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ لہذا تم نے سردار کو مار ڈالا۔"

"ہم اور کبھی کیا کرتے تھے۔ بالکل اسی طرح سسر شراب۔"

"کی طرح ہم اب مجبور ہیں۔" جانیٹا سرور آواز میں بولا۔

"کسے کیا مطلب؟"

"اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں بھی گانو کی طرح مار

ڈالا جائے۔ تم تو سردار کی موت کا سراغ لگانے کے لیے نکلے

تھے۔ لہذا تمہارے بارے میں ہم سے تو پوچھا جائے گا ہی

"تو تمہیں تم میری لاش کا کیا کرو گے؟" شرابو ہنسا۔

"خیر ہمارے میں ہمارے ساتھی سے سستی ہوئی۔۔۔ اس نے

میں میں نہیں پاندھا تھا اور پانی میں جا کر وہ اس کے جسم سے اگ

کا۔۔۔ دت گانو کی لاش۔۔۔ ملتی۔۔۔ اب جناب کی لاش کا مسئلہ ہے۔۔۔

۔۔۔ خطرہ۔۔۔ لوگ مل کر رہیں گے۔۔۔ بیوقوف کہ میرے ساتھی۔۔۔ کیوں

۔۔۔ تم کیا بھڑکتے ہو؟"

"اں میں فکر نہیں کہ شرابو کی موت میں ہی ہماری بچت

۔۔۔ لہذا اسے مار کر کسی بہت گہری گھاٹی میں پھینک دیتے ہیں۔۔۔

۔۔۔ گھاٹی میں گھے استے۔۔۔ یہاں ایسی کسانیاں موجود ہیں۔۔۔ جن میں

۔۔۔ دھن کی نہیں اتر سکتا۔"

## لاواچا

چند لمحے سکے کے عالم میں گزر گئے۔ آخر شرابو نے ہی

"کیا کتنا چاہتے ہو؟"

"اگر تم نے کنگ کو جا کر یہ بات بتا دی۔۔۔ تو کنگ اسی

ہمیں موت کی سزا سنائے گا۔ یہی ہو گا نا۔" جانیٹا نے بلکا

کہا۔

"ہاں! یہی ہو گا۔ بالکل یہی ہو گا۔" شرابو پر لار لارا

بولا۔

"او کے۔۔۔ سردار گانو کو بھی اسی بنیاد پر ہلاک کیا گیا اور

لوگ انیکلر جیشید کو گرفتار نہیں کر سکے تھے۔ اس حالت میں کنگ

سامنے پیش ہوتے تو وہ انیکلر جیشید کو غیر حاضر یا کر چلا گیا اور

اور ہمارے بارے میں نہ جانتے کیا مزا تجویز کرتا۔ اس سزا

کے لیے ہم نے سوچا۔ اگر ہم سردار گانو کو مار ڈالیں اور کنگ

دیں کہ وہ انیکلر جیشید کے تعاقب میں نکل گیا ہے تو ہم مار

جائیں گے اور سردار گانو واپس آئے گا نہیں تو یہی خیال کیا جائے

"نہیں۔ یہ ہمارے ساتھی کیوں ہونے لگے؟"

"تب پہلے انہیں الگ کمرے میں بند کر دیں۔ ہم الگ کمرے میں آرام کر لیں گے۔"

"اب تو جب تک کنگ کو شرابی کی موت کا پتہ نہیں مل جاتا۔"

"اگر پتا نہیں آتا تو ہم کوئی اور تہہ"

لیں گے۔ لیکن اس وقت تو تصاری موت ضروری ہے۔"

"لیکن انہیں۔ تم مجھے نہیں مار سکتے۔" ان الفاظ کے

پیشی اس کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔ لیکن میں اس وقت اپنی

اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب نے ویسٹ پائیا

ساتھی نے اس کے ہاتھ پر فائر کیا تھا۔

"تمت خوب بھئی۔ اب پکڑ لو اسے۔"

وہ اب اس پر ٹوٹ پڑے۔ جلد ہی وہ اٹھ ہوا اور گیا۔

"اب کیا کریں۔ گولی اس کے دماغ میں اُتار دی۔"

بولے۔

"نہیں۔ اس طرح یہاں سے خون بھی صاف کرنا پڑے۔"

ری سے گھاگھوٹ وہ اور کٹائی میں ڈال آؤ۔"

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جانیا انہیں اس کمرے میں لے کر

میں مسٹر شرابی نے انہیں دکھا تھا۔

"کیا یہ ہمارے ساتھی ہیں سرور۔" جانیا کے ایک ساتھی

محمود وغیرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناخوشگوار انداز میں کہہ

تھیں ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔"

انہیں ایک الگ کمرے میں بند کر دیا گیا۔

"اب تک ہم صرف قماشانی بنے رہے ہیں۔ اب ہمیں بھی

تھکانا چاہیے۔" محمود نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"لیکن کیا۔ سوال تو یہ ہے۔" خان رحمان بولے۔

"سوال یہ ہے کہ انشیکڑ جھید کہاں ہیں؟"

"ہمیں کیا معلوم۔۔۔ وہ کہاں ہیں؟" محمود نے کہا۔

"جب تک ہمیں ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو جاتا۔"

ان اہل تک ہم کیا کر سکتے ہیں۔ چاہیں ان کا کیا پروگرام ہے؟"

فرمان بولے۔

"لیکن۔۔۔ اتنا کچھ ہو گیا۔ آخر ہم کب تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے

بیٹھے رہیں گے۔"

"تب پھر فرائض چائے گئے۔ کہ ہم کیا کریں۔"

"آخر ہم کنگ کے لیے آسانی کیوں پیدا کریں۔ دیکھیں۔۔۔"

اباجان بھی تو اس کے لیے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ ان کے ہونے کی وجہ سے کنگ پریشان ہو گیا ہے۔ نہ ہالے کیوں۔ ہم تک تو خیر جان نہیں سکے۔ لیکن ایسا کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ لہذا ہم بھی کیوں نہ اسے پریشان کریں۔

"بالکل ٹھیک! اب ہم یہاں نہیں رہیں گے۔ اس کے بے ہوش دلیس کے۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"اوکے۔ آؤ چلیں۔"

کمرے کا دروازہ باہر سے بند کیا گیا تھا۔ لیکن محمود کے پناہ ہونے اس کو کھول لینا کیا مشکل تھا۔ وہ باہر نکل آئے۔ وہاں اس کے ساتھیوں کا دور دور تک کوئی پتا نہیں تھا۔ نہ جانے وہ کہاں تھے۔

"کیون نہ ہم کنگ تک پہنچنے کی کوشش کریں؟" ایسے میں نے کہا۔

"اگر کنگ تک پہنچنا اس قدر آسان ہوتا تو اباجان کیوں ہمارے گھراؤ پھر اڈو اور طریقہ اختیار کرتے۔ کیا ضرورت تھی؟"

"اس کیس میں سب سے زیادہ عجیب وہ یہ اباجان کا ہے۔ اس سے بھی زیادہ۔ وہ ہمیں پراسرار نظر آ رہے ہیں۔"

"اور جب تک ہماری ان سے ملاقات نہیں ہو جاتی۔"

وقت تک اس راز سے پردہ نہیں اٹھے گا۔

"اے! جی بات ہے۔ کچھ بھی ہو۔ ہم کنگ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ آؤ چلیں۔" خان زمان نے کہا۔

وہ اس سمت میں روانہ ہو گئے۔ جہاں کنگ کا دربار لگا اسیں نظر آتا تھا۔ انہوں نے دیکھا۔ غارت کے دروازے پر اب کوئی ایسی تھا۔ دروازہ بھی بند نہیں تھا۔ وہ اندر داخل ہو گئے۔ محسن میں لاش ابھی تک لگی ہوئی تھی۔ اس کی کھلی آنکھوں سے اب تک دلک بھاگ رہا تھا۔ یا پھر یہ احساس ان کا اپنا تھا۔ یہ حال اس سے گھبریں پڑا کر وہ آگے بڑھ گئے۔ برآمدہ عبور کر کے دوسرے محسن میں داخل ہوئے۔ وہاں اب دربار نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ البتہ کرسیاں۔ دیواری طرح کچی تھیں۔ نہ کنگ تھا نہ کنگ کے دیواری۔

"شبیہ خاص خاص موقعوں پر یا اوقات میں دربار لگتا ہے۔ ان وقت تک کنگ کیسے اور ہو گا۔" فاروق نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"لیکن اس میں مرنے جانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے یہ اولاد مفید ہے۔" قرزانہ بولی۔

"وہ کیسے؟" خان زمان نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم اس جگہ کا آواز ان جائزہ لے سکتے ہیں۔ اور اور کھوم کر گریہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کنگ اس وقت کہاں ہے۔"

"کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ ہم یہاں سے نکل چلیں۔" پروفیسر

داؤد نے تجویز پیش کی۔

”لیکن کہاں؟“

”واپس شادون آیاؤ۔“

”بہت خوب پروفسر صاحب۔ یہ بات مجھے تو پسند آتی ہے۔“  
خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے۔۔۔ آپ یہاں گھبرا رہے ہیں۔ لیکن بالآخر  
کیا خیال کریں گے۔۔۔ محمود بولا۔

”اے۔۔۔ وہ کچھ نہیں خیال کریں گے۔۔۔ بلکہ خوش ہوں شکر  
ہم رنگ کی قید سے نکل آئے۔“

”جتنے بچے۔۔۔ پہلے تو یہی کہہ دیکھ لیتے ہیں۔ ہم یہاں سے  
نکل سکتے ہیں یا نہیں۔“

اور انہوں نے وہاں سے نکلنے کا راستہ اختیار کیا۔۔۔ پہلے وہ اس  
تک آئے۔۔۔ جہاں ان لوگوں نے اپنی کانٹوں کھڑکی کی تھیں۔ لیکن  
اس وقت یہاں کوئی گاڑی نہیں تھی۔

”او۔۔۔ پیدل تو اتنا لمبا سفر ہم نہیں کر سکیں گے۔ کئی گھنٹے  
تھے یہاں آئے ہیں۔“

”کسی سے ٹکٹ لے لیں گے۔ کوئی ٹرک واپس دیکھا کرتا ہے۔  
پیش کش پر ضرور ہمیں بٹھالے گا۔“

”بالکل ٹھیک۔“ وہ ایک ساتھ بولے۔

اب انہوں نے ٹرک کا رخ کیا۔۔۔ ٹرک سنٹا پڑی قید ت  
ہامیں طرف سے کوئی گاڑی آتی نظر آ رہی تھی نہ بائیں طرف سے۔  
بائیں یہ کون سا علاقہ تھا۔ اوہ کھڑے رہے انتظار کرتے رہے۔  
آخر خدا خدا کر کے ایک سفید رنگ کی کار آتی نظر آئی۔

”کس یہ بات نے بغیر گذر جاتے۔ ایسے ہم دو تین چتر  
بڑے رکھ دیتے ہیں۔“ فردا نے تجویز پیش کی۔  
”یہ ٹھیک رہے گا۔“

انہوں نے جلدی جلدی چتر رکھ دیے۔ کار ٹرک کے آگے پر  
رنگ لگی۔ اس میں تین آدمی موجود تھے۔ لیکن تینوں غیر ملکی تھے۔  
ایک شل و صورت اور لیاں کے آدمی کم از کم ان کے ملک میں تو  
ہوتے نہیں تھے۔

”یہاں بات ہے۔۔۔ آپ نے راستہ کیوں روکا ہے؟“ ڈرائیور نے  
وہ غور انداز میں کہا۔

”آپ کہاں جا رہے ہیں؟“ پروفسر داؤد نے آگے بڑھ کر کہا۔  
”آپ سے مطلب۔۔۔ میں کون یہ پوچھنے والے۔۔۔ ارے آپ تو  
پر عمل کرتے ہیں۔“

”اے کیا کہا۔ آپ ہمیں غیر ملکی کہہ رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں۔  
یہی غیر ملکی کہا جا رہا ہے۔۔۔ کمال ہے۔“

”کیا کہا۔ آپ کا ملک۔۔۔ یہ کون سا ملک ہے؟“

انہاںکے فرزند کے، داغ میں ٹپکی سی کوند گئی۔۔۔ اس نے کہا کہ۔

ہنکیا یہ ریاست شون نہیں ہے۔۔

"ریاست شون۔۔ وہ یہاں کہاں؟" ڈرائیور نے ان کو پوچھا۔

"یہ لوگ ہمارے وقت ضائع کر رہے ہیں۔۔۔ غیر ملکی ہیں۔ پتا نہیں یہاں کیسے آ گئے ہیں۔۔۔ ان سے کوئی وارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ان کی بے کار کی باتیں سنیں اور جواب دیں۔۔۔ چھر ہٹا دینا۔۔۔ لوگ۔۔۔ پیچھے بیٹھے ایک شخص نے کہا۔

"پہلے آپ یہ بتائیں۔۔۔ یہ کون سا ملک ہے؟" خان دھن نے سر اواز میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ یہ آدمی کس لہجے میں بات کر رہا ہے۔۔۔ شون کہہ لیتے۔۔۔ جیسے وہاں دوسرا خریدا۔۔۔

انہاںکے ڈرائیور نے پستول نکال لیا اور اگر وہ لوٹ نہ گائے ہوتے تو کوئی ان کے جسم میں داخل ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی ڈرائیور نے دوسرا فائر کیا۔۔۔ خان دھن سڑک کے سے نیچے کود گئے۔۔۔ وہاں نے بھی بھی کیا۔۔۔ دوسرے لئے وہ درختوں کی اوٹ لے چکے تھے۔ جانتا اور اس کے ساتھیوں نے ان کے پستول تو شروع میں ہی لے لئے تھے۔ لہذا اس وقت ان کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔۔۔ لیکن اس بیک فائر بے شمار پڑے ہوئے تھے۔۔۔ انوں نے جھک کر ایک ایک جھرا لیا۔

دھن سڑک پر پڑے پھر مٹانے کے لئے ڈرائیور کو قہقار سے اترتا ہی کہ اس سے وہ آدمی کی بات میں تھے۔

"کیوں ان لوگوں کو۔۔۔ اور چند فائر ان کی طرف اور کرو۔۔۔ کہ اندھا دھن جائیں۔۔۔ اس کے بعد تم نیچے اتر کر پھر مٹانا۔۔۔" ان کے سر۔۔۔ ڈرائیور بولا۔

پھر اس نے چند دھواں فائر کیے اور کار سے نیچے اتر کر چٹوں کی ایک ٹیمین اس وقت اس کے سر پر ایک پھر لگا۔۔۔ اس کے منہ سے دھواں نکلا۔۔۔ اگلے اور وہ گرتا نظر آیا۔

"کیا وہ مارا؟" اندر سے ایک چلا اٹھا۔

لیکن مارن بے چارہ اب جواب دینے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔۔ تو بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔ انوں نے کار کا دھواں کھینچنے کی آواز کی۔۔۔ پھر ایک ماہرین کی طرف آیا۔۔۔ ساتھ ہی اس کے سر پر بھی پھر لگا۔۔۔ اس کے منہ سے دھواں نکلا۔۔۔ اب تو تیسرا بولکھا گیا۔۔۔ وہ کار سے کودنے سے اگلی سیٹ پر آ گیا۔

"ارے باپ۔۔۔ کہیں یہ کار کو واپس نہ لے جائے۔۔۔ اس کو مارا جاتا سے نکل جائے گی۔۔۔ تو جلدی کرو۔۔۔

گود نے یہ کہہ کر دوڑ لگا دی۔۔۔ اور ان کی تن میں کار تک پہنچ کر۔۔۔ سرے ہی لے کر محو نے کار کا دھواں کھول ڈالا اور اس کی آواز دھن اٹھ کر ایک زبردست جھٹکا مارا۔۔۔ وہ سر کے ہلی سڑک پر آ



رہا۔ اسنے میں قاموق اس کا ہسپتال قبضے میں لے چکا تھا اور لڑاکو  
ڈرائیور کا اور دوسرے آدمی کا ہسپتال قبضے میں لے چکی تھی۔  
”واہ! یہ مال خوب ہاتھ آیا۔“ خان رحمان نے چمک کر کہا۔  
باقی لوگ مسکرا رہے۔

اب وہ انہیں کھینچ کے درختوں کی ٹوٹ میں لے آئے۔ اب  
بھی انہوں نے سڑک سے پیچھے اتار لی۔۔۔ جلد ہی تینوں ہوش میں آ  
گئے۔

”ہاں! دوستو! اب کیا خیال ہے؟“

ان کے تو رنگ اڑ گئے۔۔۔ تین ہسپتال ان کی طرف اٹے ہوئے  
تھے۔ اور زخمی وہ الگ ہو چکے تھے۔

”تحت۔۔۔ تحت۔۔۔ تم کون ہو۔ کیا ڈاکو ہو؟“

”ڈاکو ہی سمجھ لیں۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔“ محمد  
مسکرا کر کہا۔

”تو پھر آخر تم کون ہو۔۔۔ اور کیا چاہتے ہو؟“

”اگر آپ لوگ چیلے ہی ہمارے سوالات کے سیدھی مان  
جوایات دے دیجئے۔ تو یہ ٹوٹ نہ آئی۔ خود کو زخمی آپ کی مشعل

کرایا ہے۔ اب بتائیں۔۔۔ یہ کون سا ملک ہے؟“

”لاڈاچا۔“ ایک نے کہا۔

”کیا کہہ۔۔۔ لاڈاچا۔“

لاڈاکہ سے وہ گئے۔

سایاں گم ہوتی محسوس ہوئیں۔

○ ☆ ○

”کہا کہ الی کون ہے؟“

”کہا کہ ایک آدمی۔“

وہی ہوگا

ریاست خون کا ریاست الوداجا سے کیا تعلق ہے؟“

”مکہ تعلق ہے۔ بلکہ کنگ ہماری اس ریاست پر تعلق اور  
ہماری ریاست اس سے ہر طرح تعاون کرتی ہے۔“

”ایک سبب۔ اب بات سمجھ میں آئی۔“ خان دھان نے کہا۔  
”بات کچھ میں آئی؟“ ایک نے حیران ہو کر کہا۔

”جی ہاں کنگ افواہ کر کے لایا تھا۔ اور ایک جگہ قید کر رکھا  
تھے۔ ہم یہاں سے اگلے بھاگے ہیں۔ آپ لوگ  
یہاں آ سکتے ہیں؟“

”آپ کا تعلق کس ملک سے ہے؟“

”پاک بھارت سے۔“

”وہ چلا تھا۔“

”کیا ہوا۔ کیا یہ نام پہلی بار سنا ہے؟“

”پہلی بار کہہ رہا تھا۔ پاک لینڈ کو تو ہم اور ریاست  
”خون کا ریاست“ جو ہمیں امداد دیتے ہیں۔ پاک دشمن خیال

الوداجا ان کے ملک کی سرحد سے ملتی ایک جزیرہ ریاست تھی۔  
اس کے لوگ غیر مسلم تھے اور ان کے ملک کے بچے دشمن تھے۔  
خود کی غیر مسلم ملک اس کی طرح رہا کرتے تھے اور اس طرح اس  
یہ ریاست ان کے ملک کے خلاف کوئی نہ کوئی شرارت کر رہی  
تھی۔ یہ شرارتیں ان میں غیر مسلم ملکوں کی شہ پر کی جاتی تھیں۔  
تاکہ ان کے ملک پر بھی امن چین نہ قائم ہو سکے۔ باہرین ملک  
تاکہ اسی ریاست سے دشمنی نہ ہو۔ ان کے ملک میں ان کے  
جاتے تھے۔ جو ملک میں قتل و غارتگری اور بیوں کے دھوکے  
کرتے تھے۔ اس لحاظ سے یہ ریاست ان کی بدترین دشمنی  
اس ریاست کے لوگ ان کے ملک کے ہر شخص کے ہتھیار  
لیکن سوال تو یہ تھا کہ وہاں کیسے آسکے۔ انہیں تو یہاں ملک  
آیا تھا۔ اور کنگ کی اپنی ریاست تھی۔ جس کا نام خون کا تھا۔  
”ریاست خون ہمیں سے کتنی دور اور کس طرف ہے؟“  
”میں میں واقع ہے۔ یہاں سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے

”ایسا مطلب... کیا کام کریں گے؟“

”دو بارے میں اطلاع دیں گے۔“

”ہم اطلاع نہ دیں۔ تب بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔“

”کے بائیں گے۔ ہمیں تو حیرت ہے۔ آپ لوگ کنگ کی قید

کے لیے آئے؟“

”ہم نے ہماری عمرانی پر کسی کو مقرر نہیں کیا تھا۔ لہذا ہم

کے لیے آئے۔“

”آپ کو ٹانا جاتا ہے۔۔۔ کہہ دیجئے کہ تم لوگ آزاد ہو۔ لیکن

ہم یہ بھی نہیں کھل سکتے۔“

”آپ نے اگر ہماری مدد نہ کی تو ہم آپ کی کوئی مدد

نہیں کر سکتے۔“

”ایسا مطلب۔“

”یہ اطلاع۔ ذرا انہیں سڑک سے اور دور لے بیٹھیں۔“

”کئی وقت بھی کوئی آ سکتا ہے۔“

”آپ کو کیا رہنا چاہیے؟“

”آپ کو رکھتے جاؤ۔“

”آپ کو رکھتے جاؤ۔“

”آپ کو رکھتے جاؤ۔“

”آپ کو رکھتے جاؤ۔“

”وہ تمہیں ملک کون کون سے ہیں؟“

”دوئاس، بازان، طین... اور جلوجستان۔“

”اوہ! ان کے منہ سے نکلا۔“

”آپ وہ سمجھتے کہ ان کے والد اچانک کیوں خوف

تھے۔ وہ کنگ کے بارے میں جانتے تھے۔ اور ٹانا، ٹانا،

کمل طور پر اس کے قبضے میں تھا۔ اس لیے انہوں نے شہر

کی کوشش کی تھی۔“

”ہم سمجھ گئے۔ ہم یہاں سے کس طرح نکل سکتے ہیں؟“

”کنگ تم لوگوں کو جس راستے سے لایا تھا۔ تم لوگ اس

سے برعکس نہیں نکل سکتے۔ کیونکہ کنگ کو تو کسی نے راستہ

نہیں ہو گا۔ جب آپ جائیں گے تو آپ کو ہر چیک پوسٹ

پاسے گا۔ آپ کون کون سی چیک پوسٹ گراس کریں گے؟“

”جب بچہ۔ آپ کوئی راستہ بتائیں۔“

”ہم ایسے کاموں کے باہر نہیں ہیں۔ نہ یہ ہمارا کام ہے۔“

”لوگ ایسے کام کرتے ہیں۔ وہ تم لوگوں کو راستا بتا سکتے ہیں۔“

”ہم تمہارے بارے میں کسی کو کچھ نہیں

گے۔“

”زیوئیک تربین چیک پوسٹ پر پہنچے ہی آپ لوگ کی

گے۔“

نے پہلے ہی بتا دیے تھے۔

"دیکھو ہمارے دشمنوں ہمیں تمہیں سے کوئی لالچ

ہے۔ تم لوگ ہمارے ملک کے دشمن ہو۔ ہمارے بار

ہو۔ لہذا ہم قسبیں قسبیں چھوڑیں گے۔"

”نہیں نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہ کرو۔“

”اوسے! جب پھر ہم ایک اور کام کرتے ہیں“

مجله علمی پژوهشی

تم لوگوں کو ہم اپنے ساتھ اپنے ملک لے جاتے:

تم لوگ ہماری جہاں سے نکلنے میں مدد کرو۔

”رہنمائی کے لیے دعا گو۔“

”کئے ٹھیک رہے گا۔ تم تو کہ رہے تھے۔“

5126

”ہاں! لیکن اپنے ملک سے باہر لگنے کے لئے تو۔۔۔“

”اور جب چیک پوئیں آئیں گی وہاں تم

752

"یہ ہمارا کام ہے۔"

"نہیں جناب"۔ قرآن مسکرائی۔

”کیا مطلب ہے۔۔۔ تمہیں چاہیے۔۔۔ یہ کیا بات ہو گی۔“

”یہ بات اس طرح ہوئی کہ یہ آپ کا لام تھا۔“

اسلامی نمکدان پر کہ دیں گے کہ ہمیں گرفتار کر لیا جائے۔

”..... تو پھر تم بتاؤ..... ہم تمہیں کیسے نکال لے جائیں گے“

وہاں پہلے راستہ تھا۔۔۔ جہاں کوئی چمک پوسٹ راستے میں نہ

”ایسا تجرید، استقامت کہاں سے لائیں؟“

”اب پھر مرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ شوٹ کرو انہیں۔“

جئے رحمان جئے رحمان

”کیسے تھیں۔۔۔ نصیب۔۔۔ نصیب۔۔۔ ہم جیتے ہیں۔“

یہاں سے ہیں۔..... مٹے یہ جواز۔

ایسا کرتے ہیں۔ ہم مسطور کے واسطے اکل چلے ہیں۔ مسطور

ملک ایک پوسٹ نہیں آتی تھی۔

تاکل لیک۔ لیکن ہم دستور میں لالچ کا بندوبست کیسے کریں

-<sup>a</sup> لمارا کام ہے۔

یہاں لکھا ہے۔ لیکن اگر تم تینوں نے دھوکا دینے کی کوشش

ہم بہت جیسا نکل رہے تھے..... تمہارے دھوکے کی وجہ سے» نکلا

پاکستان جانیں۔ یا مارے جائیں، لیکن اس سے پہلے ہم تم

رجل میں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔"

نہیں... نہیں... ہم تو لوگوں کا اندازہ لگے چکے ہیں... تم

"یہ لالچ پر ہمیں دالیں بیچ دینے والی شہزادہ" ڈی کوم نے  
کہا۔

"کیا بالکل" فاروق نے کہا۔

"وہ سب لالچ کو مسکرا کر دیکھا۔

"آخر کیا۔ اس میں آپ کا کیا نقصان ہے؟"

"بہت۔ ہم اتنے سیدھے نہیں جتنے کہ آپ خیال کر بیٹھے

"لوہے۔ آخر اس میں کیا خرابی ہے۔ اس کی توضاحت

ہو۔" ڈی کوم نے چل کر کہا۔

"خوبی اس میں یہ ہے کہ ہم آپ کو دالیں آجائے دیں گے۔

آپ اپنے ریاست کے ساحل پر آتے ہی ہمارے بارے میں ساحلی

دھڑکیاں اٹھیں گی۔ وہ تیز رفتار ترین لالچ لے کر ہمارے

دوباب میں نکل جائے گی۔ اور جہاز تک پہنچ جائے گی۔" فاروق نے

کہا۔

"اچھا اور جی کوم کے رنگ اڑ گئے۔ اور انہوں نے بھی ہلکی

سہانگی۔

"واقعی آپ اتنے سیدھے نہیں جتنے کہ ہم خیال کر بیٹھے ہیں۔

اب آپ ہی بتائیں۔ اگر ہم کیا کریں آپ لوگوں کے لیے۔"

"نہیں تو انا ہی۔ لیکن جہاز پر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں

لوگوں کو دھوکا دینا آسان کام نہیں۔ لہذا ہم سمندر کے دالے  
چلیں گے۔ ایک تقریبی جگہ ہے۔ وہاں کرائے پر لالچیں لٹی ہیں۔  
اگر آپ میں سے کسی کو ڈرائیو کرنا آتا ہے۔ تو پھر لالچ اڑا کر  
بغیر بھی مل جائے گی۔ اس لالچ کے ذریعے آپ لوگ کسی جہاز  
پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہماری ایک شرط ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ ہمیں ساتھ نہیں لے جائیں گے۔"

آپ ہمیں اسی لالچ میں دالیں لوٹ جانے کی اجازت دے دیں گے۔

"اور آپ لالچ کیسے چلائیں گے؟"

"میرا ڈرائیو یہ کام جانتا ہے۔ پہلے یہ لالچ بھی بنا

ہے۔"

"ہمیں افسوس ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"افسوس۔ کیا افسوس؟" وہ چونک کر بولا۔

"پہلے تو یہ بتائیں۔ آپ کا نام کیا ہے؟"

"نہیں۔ میں ڈی کوم ہوں۔ یہ ہی کوم۔"

پھر۔ اور ڈرائیو کا نام مارٹن ہے۔" اس نے حلیٰ بدلی

کر لیا۔

"تو مسٹر ڈی کوم، جی کوم۔ ہمیں آپ کی یہ شہزادہ

ہے۔"

گئے۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اپنے ملک پہنچ کر آپ کی راجہ  
انتظام کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ آپ سے ہماری کوئی دشمنی نہ ہے۔  
ہمیں سوچنے دیں۔

"ضرور سوچیں۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔" خان راجہ  
مسکرائے۔

کئی منٹ تک وہ سوچ میں ڈوبے رہے۔ آخر ذی کوم بل  
اٹھایا۔

"سوال یہ ہے کہ آپ اپنے ملک پہنچ کر ہماری راجہ  
کیسے کر دیں گے۔ وہاں کی پولیس تو ہمیں غیر قانونی داخلے کی غلط  
گرفتار کر لے گی۔ آپ ہمیں ان سے کیسے چھڑائیں گے اور  
واپس کے انتظامات کریں گے۔"

"ہم اپنے ملک کے عام آدمی نہیں ہیں۔ یہ ہمارے ہمارے  
لیں۔"

کارڈ دیکھتے ہی ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔  
"اے۔۔۔ تو آپ میں انکپلر ہمیشہ کون ہیں؟"

"وہ ان وقت ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ ہم سے پہچانے  
ہیں۔"

"اب ہمارا اطمینان ہو گیا ہے۔ آپ لوگ ضرور ہماری راجہ

مسکرائے۔ لیکن آپ اگر وہاں جا کر اپنے وعدے سے بھر  
انتظام کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ آپ سے ہماری کوئی دشمنی نہ ہے۔

"ہمیں پھر میں گے۔ آخر ہمیں ضرورت کیا ہے پھرنے کی۔"  
اگر آپ کو ضرورت پیش آگئی پھرنے کی۔" ذی کوم مسکرایا۔

"میں ضرورت پیش آئے گی۔ سوال تو یہ ہے؟"  
"فرض کر لیا۔ ضرورت پیش آجاتی ہے۔"

"تب بھی ہم یہ وعدہ کرتے ہیں۔ اس ضرورت کی طرف تو  
میں رہا کرتے اور آپ کو واپس ہی بھیج دیں گے۔"

"او۔۔۔ انہیں چلیں۔ اور یاد رہے۔ یہ ہم صرف اس  
لیے کر رہے ہیں کہ ہماری جائیں جاکیں۔ اگر ہمیں اپنی جائیں جانی

پڑیں۔ تو پھر ہم بھی آزاد ہوں گے۔" اس بار ذی کوم کا لبہ  
مسکرائے۔

"ایسا مطلب۔۔۔ اس دھمکی کا یہاں کون سامنے ہے؟" فاروق  
پوچھا۔

"آپ صرف یہ خیال رکھیں کہ ہماری ذمہ داریوں کو کوئی خطہ نہ  
ہو۔" ذی کوم نے جواب دیا۔

"وہ ان وقت ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ ہم سے پہچانے  
ہیں۔"

"اب ہمارا اطمینان ہو گیا ہے۔ آپ لوگ ضرور ہماری راجہ

گوئی بات نہیں۔ اللہ مالک ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔  
 "اس کے باوجود میں ابھین محسوس کر رہی ہوں۔" فرزانہ نے  
 کہا۔

"تو کرتی رہو۔ ابھین محسوس کرتا تھا یہ ابھی نہیں ہے۔ کسی  
 طرح اچھا ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

اسی وقت ایک لمبے قد کر آدمی وہاں آگیا۔ جو بنی اس کی  
 تقریر اور بیٹھے ڈی کوم اور بی کوم پر پرس۔ وہ وحک سے رہ گیا۔  
 "تک۔ کیا حکم ہے جناب عالی۔"

"آپ کی لالچ چاہیے۔ ہم لوگ سیر کے لیے جائیں گے۔"  
 "آپ۔ آپ۔ آپ سیر کے لیے جائیں گے۔ میری لالچ  
 سیر۔"

"ہاں! ان لوگوں کے ساتھ۔" ڈی کوم نے کہا۔  
 "بہت بہت۔ جو حکم۔" اس نے عجیب سے لمبے میں کہا اور چلا

"میں ابھین۔" فرزانہ نے پھر کہا۔

"لوہ۔ کرتی رہو محسوس۔" مود کا ہے کسی نے۔ "فاروق تھا  
 اب فرزانہ چپ ہو گئی۔ وہ کار وہیں چھوڑ کر لالچ کی طرف آگئے۔  
 "شریف رکھئے جناب۔" اس نے نہایت ادب سے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ آپ کی ضرورت نہیں۔ ہم لالچ چاہیں

"اس وقت صورت حال تشفق ہے۔ ہم تم لوگوں کے  
 میں ہیں۔ لیکن اگر تم ہماری زندگیوں کی حفاظت نہ کر سکتے۔ تو ہم  
 کے بعد ہم تمہارے لیے بہت خطرناک ثابت ہوں گے۔"

"آخر کیسے۔ آپ نے اس بات کی وضاحت اب تک  
 کی۔"

"میں اس بات کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ آپ کو بلا  
 چلیں۔ نہیں چلنا تو بے شک ہمیں کوئی مار دیں۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم چلنا پسند کریں گے۔ اگر ہم  
 حفاظت سے اپنے ملک پہنچ گئے تو پھر آپ کو بھی پوری حفاظت سے  
 بھجوا دیں گے۔"

"اوکے۔" وہ بولے۔

اور پھر وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ گاڑی ان کے ذرا بعد  
 چلائی تھی۔ اور وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔ گاڑی بڑی تھی۔  
 سب کے سب اس میں آسانی سے جا گئے تھے۔ ساحل پر کئی لوگ  
 موجود تھے۔

"مارٹن! ان میں سے جس کی لالچ بڑی ہے۔ اسے اشارہ  
 سے بلاؤ۔" ڈی کوم بولا۔

"اوکے سیر۔" ڈی کوم نے کہا اور منہ سے آواز نکالنے لگا۔  
 "مہم۔ میں کچھ ابھین محسوس کر رہی ہوں۔"

گئے۔ آپ فی الحال یہ رقم رکھ لیں واپسی پر اور رقم آپ کو دی گئی۔ ہماری کاروباریس موجود ہے۔"

"جی ہاں! میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے لیے کوئی اور طریقہ اس کے لیے میں ابھن تھی۔  
"نہیں بس۔ شکریہ۔"

اور وہ لالچ میں دھوکہ ہو گئے۔ اب لالچ خانہ دھوکا کھا رہے تھے۔ انہیں اس کا کام بہت تجزیہ تھا۔  
"اکل! میں اپنی ابھن نکال کر دوں؟"

"ہاں! اب وقت آیا ہے۔ تمہاری ابھن پر بات کرنا چاہیے۔ یہ بات یہ ہے کہ ہم خود بھی ابھن محسوس کرتے رہے ہیں لیکن وقت اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اب جب کہ ہم مکمل طور پر گئے ہیں۔ ہم اس مسئلے پر بات کر سکتے ہیں۔" محمود نے پر سکون میں کہا۔

"یہ بیان کر ٹوٹی ہوئی کہ تم بھی ابھن محسوس کرتے ہو۔ لیکن اپنی حیرت کو چھپاتے رہے۔ جب کہ میں نہیں چھپا سکتا۔ سوال یہ ہے کہ اب کرنا کیا ہے؟"

"ایک منٹ۔ مسٹر ڈی کومہ۔ لالچ والا آپ کو دیکھ کر دھوکہ دے رہا ہے۔ وہ کیوں ہو گیا تھا؟"

"وہ وہ میں خود نہیں سمجھ سکا۔" ڈی کومہ نے فرمایا۔

اس نے لالچ دینے کے سلسلے میں بھی کوئی بڑا چھوٹا نہیں کیا۔

"ہم نے وہاں اپنی گاڑی جو بھڑکی ہے۔  
"گاڑی کی قیمت اس بڑی لالچ کے مقابلے میں بہت کم ہے۔"

"نہیں۔ ہماری گاڑی بہت قیمتی ہے۔" جی کومہ بولا۔  
"نہیں۔ آپ کو کیا ہیں۔ آپ کے پاس اس قدر قیمتی گاڑی کتنی ہے؟"

"میں کتنی دولت مند ہیں۔"  
"یہ بات ماننے کو دل نہیں چاہتا۔"  
"نہیں مانیں۔ نہیں کیا۔" اس نے کندھے اٹکائے۔  
"لیکن میں تو ہے۔ میرا خیال ہے۔ بہت جلد ہم سمندر میں کھو جائیں گے۔ یہ بات درست ہے نا۔"

"نہیں نہیں۔ یہ بات درست نہیں۔" ڈی کومہ نے کہا۔  
"ایک منٹ اٹکل۔ وہ وہ دیکھئے۔ ایک عرصہ جزیروہ ذرا پہلے اس تک لے چلے۔"

انہوں نے دیکھا۔ جزیروہ کسی جہاز کی طرح پانی میں کھڑا نظر آ رہا تھا۔

"جی۔ جزیروہ پر جانے کی کیا ضرورت؟"



"ہم ہے ضرورت۔ آپ ملیں۔"

خان رحمان نے لانچ جزیرے کے ساحل پر روک دی۔

"آئیے۔ ذرا اس جزیرے کی سر ہو جائے۔"

"آخر تم لوگ کیا کر رہے ہو؟" ڈی کوم نے پتا کر کہا۔

"اس بات کو جانے دیں۔ اور ہم جڑ کر رہے ہیں وہ کچھ

ورنہ یہاں اس لانچ پر آپ کی لاشیں پڑی ہوں گی۔" محمود نے

آواز مڑ سے نکالی۔

اور پھر وہ جزیرے پر اتر گئے۔

"انکل اس لانچ کا انجن چلا کر اسے آزاد چھوڑ دیں۔"

کریں۔ یہ اس جزیرے سے دور نکل جائے۔"

"کیا مطلب؟" ڈی کوم نے چیخ کر کہا۔

محمود نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ اور خان رحمان

کے لیے کی پیچیدگی کو بھانپ چکے تھے۔ لہذا کچھ پوچھنے بغیر انہوں نے

لانچ چھوڑ دی۔ لانچ یہ جا رہا تھا۔ جلد ہی وہ نظروں سے غائب

گئی۔ ڈی کوم، ڈی کوم اور مارٹن کے چہرے تاریک پڑے نظر آئے۔

"اب کیوں نہیں پوچھتے۔۔۔ یہ ہم نے کیا کیا؟"

"اب پوچھ کر کیا کریں گے؟" ڈی کوم نے ڈھیلی ڈھالی آواز

کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔

"خیر۔۔۔ نہ پوچھیں۔۔۔ ہم خود ہٹا دیتے ہیں۔ آپ اگلا بار

دوبارہ کے تحت خاص آدمی ہیں۔ یا تو بہت بڑے افسر یا پھر کوئی

وہ آدمی بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ریاست کے والی ہوں۔ اس لیے

میرا رلا آپ کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔ اور اس نے معاملے کی

بہتر حالت کو بھانپ لیا ہو گا۔ نتیجہ یہ کہ اب وہ پولیس کو خبر کرے

گا۔ پھر اس ساحل پر آئے گی۔ حالات کا جائزہ لے گی۔ ریاست

کے تمام سے آپ کا پروگرام پوچھے گی اور اندازہ لگائے گی کہ آپ کو

ایسا کیا گیا ہے۔ لہذا سندھ میں تعاقب شروع ہو جائے گا۔ جلد ہی

اس لانچ کو گھیر لیا جائے گا۔ لیکن افسوس مسٹر ڈی کوم۔ تم لوگ اس

لانچ پر انہیں نہیں ملو گے۔ بالکل۔" محمود اتار کر خاصوش ہو گیا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔ افسوس تم سمجھ گئے۔" ڈی کوم نے

بیشکی کے عالم میں کہا۔

"میں میں بس یہی بری بات ہے کہ سمجھ جاتے ہیں۔ ویسے آپ

ان ہیں۔ اب تو معاملہ صاف ہو ہی گیا ہے۔ چھپا کر کیا کریں

گئے۔"

"میں اس ریاست کا والی ہوں۔ ڈی کوم۔ یہ میرے گئے

والی ہیں۔"

"اور آپ کہاں گئے تھے؟"

"نہ۔۔۔ ہم۔۔۔ بس۔۔۔ یونی۔۔۔ گھونے پھرنے نکل گئے تھے۔"

"تو نہیں۔ آپ لوگ گھونٹے نہیں گئے تھے۔ جلدی سے ج

تاریں... درتہ آپ کے لیے اب برا وقت آیا جانتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"مطلب یہ کہ آپ نے معاہدے کی خلاف ورزی کی۔"

اب ہمارا آپ کا معاہدہ ختم۔ ہم آپ کو اس جزیرے پر ہمارے

حوالے کر دیں گے۔ اور خود کسی جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔

"ختم تم پاگل ہو۔" ڈی کوم چلا اٹھا۔

اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی خوف سے سفید ہو

تھے۔

"ہاں! ہم پاگل ہیں۔ لیکن اگر آپ نے گزیرنے کی اجازت

بکھی پاگل نہ ہوتے۔"

"لیکن اس میں ہمارا کیا قصور۔ ہم نے تو صرف یہ کہا۔"

جو تم لوگوں نے کہا تھا۔"

ڈی کوم نے مرے مرے لہجے میں کہا۔

"اور ہو۔ اگر آپ لالچ والے کو یہ کہتے کہ آپ ایک

مشین پر جا رہے ہیں۔ کسی کو نہ بتائے۔ تو کیا ہم لالچ ہیں؟"

نکل سکتے تھے۔"

قارون نے چلے گئے انداز میں کہا۔

"ہاں! یہ ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ نے ہمیں یہ پروا نہ

تھیں۔"

اسی وقت ہمیں معلوم نہیں تھا کہ آپ اس ریاست کے والی

"اب۔۔۔ اب کیا ہو گا؟" بی کوم نے کانپ کر کہا۔

"اب وہی ہو گا۔ جو خدا کو منظور ہو گا۔"

میں اس وقت انہوں نے پہلی کاپڑ کی آواز سنی۔

وہ پونک اٹھے۔

○ ☆ ○

”میں نہیں معلوم صرف۔ اس لیے کہ شرابو کے دست سہرا  
ان بات کی تحقیقات لگائی گئی تھیں۔ اور وہ اسی سلسلے میں مصروف  
تھے۔“ جلتیا کے ایک ساتھی نے کہا۔

”اے۔ مسٹر شرابو کو تلاش کر۔ وہ جہاں بھی ملے۔ اسے  
اس لیے آؤ۔“

”کی بات بہتر۔“ جلتیا نے فوراً کہا۔

بارہ اپنے ساتھیوں کو بل کر چلا گیا۔ ان کے جانے کے بعد  
نے کہا۔

”کہاں۔ کہاں ہو؟“

”میں یہاں ہوں کنگ۔“ ایک بالکل سیاہ قام آدمی نے کرسی  
پر بیٹھ کر کہا۔

”اس کا نام بھی پتا نہ جیسا تھا اور چہرہ نہ درجہ خوفناک۔ دیکھ  
ان آدمی کے اوسان خطا ہوتے تھے۔“

”مجھے ان لوگوں پر شک ہے۔۔۔ گانگو کی موت پر اسرار ہے۔۔۔  
مسٹر شرابو کی غیر معافی اس کی موت سے بھی زیادہ پر اسرار  
ہے۔۔۔ وہ کہاں ہے۔“

”موت بہتر کنگ۔ یہ کام میرے لیے ذرا بھی مشکل نہیں ہے  
لیا میں جانا اور اس کے ساتھیوں سے پوچھ گچھ کر سکا ہوں۔“

”ہاں آئیوں نہیں۔“

وہاں

کنگ کا دربار تھا ہوا تھا۔ ہر کوئی باادب کھڑا تھا۔ دیکھ  
بیٹھے وے ہی اس طرح باادب بیٹھے تھے۔ کہ جیسے کھڑے ہوں۔  
”جانتا۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں۔۔۔ قیدی فرار ہو گئے۔“

”ہاں کنگ۔ لیکن اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ام  
کیا ہے۔ جس کا حکم ہمیں مسٹر شرابو نے دیا تھا۔“

”اور شرابو نے کیا حکم دیا تھا؟“ کنگ نے سر آواز میں  
”ان کی ہدایت یہ تھی کہ رات کے وقت ان کی کال  
دروازہ بند نہ رکھا جائے اور نہ عمارت کا اندرونی دروازہ بند نہ  
رکھا جائے۔۔۔ دوسری بات یہ کہ صرف بیرونی دروازہ بند نہ  
ہدایت انہوں نے دی تھی۔۔۔ اور ہم نے اس پر عمل کیا تھا۔  
لوگ اس پر گواہ ہیں۔“

”کیوں۔۔۔ یہی بات ہے؟“ کنگ نے کہا۔

”میں صرف۔۔۔ سو فیصد یہی بات ہے۔“

”اوکے۔ مسٹر شرابو کہاں ہیں؟“

"بہت خوب... شکریہ کنگ۔"

"اب دربار کل اسی وقت لگے گا۔ اس وقت تک ہر ایک کے پاس سے واقعہ نہیں۔ کنگ کو بتانا اچھا سمجھ رہے ہیں۔ اور کسی موجود ہو۔ اور گاؤں کی موت کے بارے میں تحقیقات بھی مکمل ہو گئی ہیں۔"

ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں کنگ۔ یہ خادم کل اسی وقت... اور پانی کا پانی کر چکا ہو گا۔"

"بہت خوب!" یہ کہہ کر کنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی ممبران اٹھ کھڑے ہوئے۔

ادھر بارڈن قورا جانیا اور اس کے ساتھیوں کے پاس چکی لگا۔ "ادھر مسٹر بارڈن آپ؟" جانیا کا ایک ساتھی چونک کر بولا۔ "اب کنگ نے مجھے سرافرمانی پر مقرر کیا ہے۔ میں شرا..."

چلاؤں گا اور گاؤں کی موت کا بھی... تم لوگ مولائے کے اہلیات کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جو شخص جواب نہیں دے گا۔ میں اسے گردن توڑ دوں گا۔ اور اگر ادھر ادھر کے جوابات دیے تو پھر توگوں کو کنگ کے پاس پیش کروں گا۔"

"آپ بلاوجہ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ آخر اس میں ہمارا کیا ہے۔ اگر آج شراہو کنگ کے دربار میں حاضر نہیں ہوں۔ یہ..."

واری اس کی قسمیں ہماری نہیں کہ اسے پیش کرتے۔" جانیا نے منہ پٹایا۔

"جانیا۔ یہ تم نے مجھ سے کس لمحے میں بات کی۔ کیا تم

کنگ کو بتانا اچھا سمجھ رہے ہیں۔ اور کسی

موجود ہو۔ اور گاؤں کی موت کے بارے میں تحقیقات بھی مکمل ہو گئی ہیں۔"

"ہاں ہولڈ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہمیں

"آپ فکر نہ کریں کنگ۔ یہ خادم کل اسی وقت... اور پانی کا پانی کر چکا ہو گا۔"

"بہت خوب!" یہ کہہ کر کنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی ممبران اٹھ کھڑے ہوئے۔

ادھر بارڈن قورا جانیا اور اس کے ساتھیوں کے پاس چکی لگا۔ "ادھر مسٹر بارڈن آپ؟" جانیا کا ایک ساتھی چونک کر بولا۔ "اب کنگ نے مجھے سرافرمانی پر مقرر کیا ہے۔ میں شرا..."

چلاؤں گا اور گاؤں کی موت کا بھی... تم لوگ مولائے کے اہلیات کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جو شخص جواب نہیں دے گا۔ میں اسے گردن توڑ دوں گا۔ اور اگر ادھر ادھر کے جوابات دیے تو پھر توگوں کو کنگ کے پاس پیش کروں گا۔"

"آپ بلاوجہ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ آخر اس میں ہمارا کیا ہے۔ اگر آج شراہو کنگ کے دربار میں حاضر نہیں ہوں۔ یہ..."

واری اس کی قسمیں ہماری نہیں کہ اسے پیش کرتے۔" جانیا نے منہ پٹایا۔

"جانیا۔ یہ تم نے مجھ سے کس لمحے میں بات کی۔ کیا تم

کنگ کو بتانا اچھا سمجھ رہے ہیں۔ اور کسی

موجود ہو۔ اور گاؤں کی موت کے بارے میں تحقیقات بھی مکمل ہو گئی ہیں۔"

"ہاں ہولڈ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہمیں

"آپ فکر نہ کریں کنگ۔ یہ خادم کل اسی وقت... اور پانی کا پانی کر چکا ہو گا۔"

"بہت خوب!" یہ کہہ کر کنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی ممبران اٹھ کھڑے ہوئے۔

ادھر بارڈن قورا جانیا اور اس کے ساتھیوں کے پاس چکی لگا۔ "ادھر مسٹر بارڈن آپ؟" جانیا کا ایک ساتھی چونک کر بولا۔ "اب کنگ نے مجھے سرافرمانی پر مقرر کیا ہے۔ میں شرا..."

چلاؤں گا اور گاؤں کی موت کا بھی... تم لوگ مولائے کے اہلیات کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جو شخص جواب نہیں دے گا۔ میں اسے گردن توڑ دوں گا۔ اور اگر ادھر ادھر کے جوابات دیے تو پھر توگوں کو کنگ کے پاس پیش کروں گا۔"

"آپ بلاوجہ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ آخر اس میں ہمارا کیا ہے۔ اگر آج شراہو کنگ کے دربار میں حاضر نہیں ہوں۔ یہ..."

واری اس کی قسمیں ہماری نہیں کہ اسے پیش کرتے۔" جانیا نے منہ پٹایا۔

لاش میں لٹل گیا ہو۔

”اس کی لاش کی لاش کی موت کا سراغ لگانے کی مگر تھی۔ نہ کہ  
انگلز جیسے کہ تلاش کرنے کی۔ یہ ڈیوٹی تم لوگوں کی لگائی مگر تھی۔“  
”اور ہم انگلز جیسے کہ تمام ساتھیوں کو گرفتار کر لائے تھے۔“  
”جنگ مکرر۔“

”لیکن انگلز جیسے کہ گرفتار نہیں کر سکے تھے۔“  
”یہ کام کانو نے اپنے ذمے لیا تھا۔ ایک ساتھی نے کہا۔  
”میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ تم بس اس وقت تک  
بہت باقوں سے بچے ہوئے ہو۔ جب تک میں شرابو کی لاش تلاش  
نہیں کر لیتا۔ جو مٹی مجھے لاش ملی۔ تم مجھے کام سے۔“  
”جب پھر پہلے اس کی لاش تلاش کر لیں۔“ جانیا نے منہ بٹایا۔  
”میں تم لوگوں کو وارنٹک دے رہا ہوں۔ ادھر ادھر جانے کی  
ادھن نہ کرنا۔ میرے ماتحت مجھے پل پل کی خبریں گے۔“ یہ کہ کر  
اپنے کی طرف ہڑا اور اس طرف منہ کر کے بلند آواز میں بولا۔  
”تم لوگ سن رہے ہو۔“

”بالکل سمجھ۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم ان لوگوں کو نظروں سے  
راہل نہیں ہونے دیں گے۔“

”تو کیا ہم خود کو قیدی سمجھیں۔“ جانیا نے جمل کر کہا۔  
”نہیں۔ لیکن اب تم جہاں بھی جاؤ گے۔ میرے ماتحت تمہارا

بھیس شرابو کے بیان سے معلوم ہوئی تھی۔“

”تم بہت خطرناک کھیل کھیل رہے ہو۔“ بارڈن نے عرض  
کی کہ۔  
”تم سمجھ نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ کا اشارہ  
سے کھیل کی طرف ہے۔“

”ہم بہت اچھی طرح سمجھ رہے ہو۔ کہ میں کیا کہ رہا ہوں۔  
”کس کھیل کی بات کر رہا ہوں۔ پہلے تم نے کانو کو موت کے کا  
اندار۔ کیونکہ تم لوگ انگلز جیسے کہ تلاش نہیں کر سکتے تھے پھر  
میں وار شرابو پر کیا۔ کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ کانو کو کسی  
ہے۔ شرابو اگر آج تک کے دربار میں یہ بیان دے دے تو کہہ  
بارٹم کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ اس کے جسم کو گولیاں سے چھلنی  
تھا پھر جھیل میں ڈبو گیا۔ تو تم کہاں ہوئے؟“

”آپ بلاوجہ ادھر ادھر کی بات کہتے ہیں۔ اگر ہم نے  
ہلاک کیا ہے تو پھر اس کی لاش کھیل ہے؟“  
”میں بہت جلد اس کی لاش کو تلاش کر لوں گا۔ یہ  
اور کھائیاں مجھ سے چھپی ہوئی تھیں ہیں۔ میں یہاں کے بچے  
واقف ہوں۔“

”جب پھر آپ پہلے اس کی لاش تلاش کر لیں۔ اس کے  
سے بات کریں۔ کیا اس بات کا امکان نہیں کہ وہ انگلز

تغائب کریں گے۔"

مگر ان میں تھراوا ہاتھ محسوس ہوتا ہے۔"

"ہمیں اس کی پروا نہیں۔" جانیانے کہا۔

"اے آپ رہے۔ آپ تو مجھے کرویں گے بدنام۔" جانیانے کہا۔

"تمس پروا اس وقت ہو گی۔ جب شرابو کی لاش مجھے ملے گی۔"

"تمہی بات ہے جانیانے۔ اب موت کا انتظار کرو۔"

جانیانے نے کہا۔

"اور وہ آپ کو ملے گی نہیں۔ اس لیے کہ شرابو تو ایشیا جیشید کی تلاش میں گیا ہوا ہے۔"

"نہیں۔ وہ صرف اور صرف گالو کی موت کی تحقیقات کر رہا ہے۔"

تھراوا کہ تم لوگوں نے اسے بھی ٹھکانے لگا دیا۔ ورنہ تھراوا لاشوں میں جاتا۔ اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ تم مجھے ٹھکانے نہیں لگا سکو گے۔ اس لیے کہ دس غلیہ ماتحت ہر وقت مجھے قتلوں میں دیکھتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تم مجھے تو دیکھ سکتے ہو۔ انہیں نہیں۔ ابھی تم انہیں سے ایک کی آواز سن چکے ہو۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ ہم نے آواز سنی ہے۔ لیکن ہمیں سے کوئی فرق نہیں پڑتا آخر آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ لام لاش جیشید کر رہے ہیں۔"

"لیکن۔ وہ ہیں کہا؟"

"یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ جرت ہے اکال ہے۔ جانیانے بل جمن کر کہا۔

"اور میں کس سے پوچھوں۔ مسٹر جانیانے۔ یہ ہے کہ الے۔"

مگر وہ ہمیں کہیں ہیں۔ تب بھی انہیں تلاش کرنا آسان کام ہے۔ اس تلاش میں بھی ہم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو سکتے ہیں۔ اب ہم آسان نہیں ہیں۔"

مگر وہ بھی موت۔ اور بھی موت۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ اور ہم جیشید کو تلاش کر لیں۔ اگر وہ ہمیں مل جاتے ہیں۔ تو

"اور اگر نہیں لئے تب؟" ایک نے کہا۔

"جیسا نہیں جانتے۔ آخر ہم بھی گنگ کے لیے کام کرنے

"اس صورت میں گنگ کا ہاتھ سمجھ لو ہمارے گنگ

گیا۔ کیونکہ انسان ان کھانوں میں بے شک نہیں اتر سکتا۔  
شہر اتر جائیں گے۔ اور لاش کا کھوج لگائیں گے۔"

"الف مالک! ہم تو تم سے پھر کام سے۔" دوسرے نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔" جانیہ کی کوڑا لڑی

"اور وہ کیا؟"

"وہ مشربانہ حاصل کرنے والے ہیں۔" وہ تنہا۔

"اب وہ حاصل کر لیں۔ اس وقت بات کرنا۔" جانیہ نے جھلا

"تب پھر پہلے میرے کان میں تھان۔" ایک نے آگے

جانیہ نے ترکیب اس کے کان میں بتا دی۔ وہ بہت

اچھلا۔ پھر اس کی آنکھوں میں خوف دو گیا۔

"نہ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔"

"آخر کیوں نہیں ہو سکتا۔"

"تم جانتے ہو جانیہ۔ ہم میں سے کسی میں یہ بات نہیں

اور پھر۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔ کیونکہ اسی وقت اس کی

دروازے کی طرف اٹھ گئی تھیں۔ وہاں ہارڈن کا ایک دوست

اٹھیں تو غور نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اے۔ تم کیا کمر بھر کر رہے ہو۔ اب ہماری

کامیاب نہیں ہو گی۔ تم ہارڈن کو نہیں جانتے۔"

"نہ تم لو۔ جب ضرورت پڑے پڑا کر سنا دیتا۔" جانیہ نے برا

ساتھ بنایا۔

”ابھی بات ہے۔ مجھے نظر آ رہا ہے۔ کہ تمہارے آگے ہیں۔“

”چائیں۔۔۔ کس کے برے دن آگے ہیں۔۔۔“

”ہے کہ تمہارے برے دن آگے ہیں۔“

”کیا کہا۔۔۔ ہمارے برے دن۔۔۔ ہمارے دن کے ساتھ ہیں۔“

”نہ صرف تمہارے برے دن۔۔۔ بلکہ ہمارے دن۔“

”تو کس کا کہا ہے؟“ وہ پوچھا۔

”میں اس لئے باہر ایک دھماکا ہوا۔“

○ ○ ○

جزیرہ

”بچے۔۔۔ آگے تلاش کرنے والے۔۔۔ لیکن یہ ہمیں نہیں۔“

”ایک تلاش کرنے کے۔۔۔ پھر لالچ کو روکنے کی دھمکی دیں گے۔ لیکن“

”ایک دھمکی کا ذکر نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ لالچ میں کوئی ہو گا تو لالچ“

”روکنے کا۔۔۔ نتیجہ یہ کہ وہ چراغ پا ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کو کیا“

”پتہ ہے چراغ پا کیا ہوتا ہے۔۔۔ یا کیسے ہوا جاتا ہے۔“ فاروق نے جلدی“

”نہ تو۔۔۔ ایسی چوڑی تقریر کرنے کی جہاں کیا ضرورت تھی“

”تم لوگ حیرت انگیز ہو۔ تم نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا“

”اور عادی تلاش اس پہلے پر شروع ہونے والی ہے۔“ ذی کوم نے“

”اور لوگ۔“

”کیا کہہ رہے۔۔۔ مجبور ہی ہے جناب۔“ فاروق مسکرایا۔

”مجبوری۔۔۔ کیسی مجبوری؟“

”اندازے لگانے کی۔۔۔ ہم اندازے لگانے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ“



اگر ہم اندازے نہ لگائیں تو اندازے ہمیں لگانے لگتے ہیں۔  
 "میں... میں کچھ سمجھا نہیں۔" ذی کوم نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"مسز ذی کوم۔ ان کی باتیں سمجھنے کے لیے انسان کے پاس باقی کا دماغ ہونا چاہیے۔ آپ کے پاس باقی کا دماغ ہے؟"  
 "نہیں... نہیں تو۔" ذی کوم نے ہلکا کر کہا۔

"لیکن اس جزیرے پر ہم آپ کے لیے باقی کے دماغ کا انکار نہیں کر سکتے۔ ہمیں انہیں ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلے۔ ان شاء اللہ ایک عدد بڑے باقی کا دماغ آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔"

"آپ چپ نہیں رہ سکتے۔" مارٹن نے بھنا کر کہا۔

"یہ کسی آپ نے کام کی بات۔" محمود مسکرایا۔

"گویا آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ آپ کے یہ ساتھی چپ

جائیں۔"

"ہماری تو یہ دیرینہ خواہش ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"حیرت ہے... یہ آپ کی خواہش کا بھی احترام نہیں کرتے۔"

ذی کوم نے طنز سے لہجے میں کہا۔

"احرام کرتے ہیں... لیکن۔"

میں اس وقت پہلی کاپڑ جزیرے کے اوپر سے گزرا لیکن وہ

اگرچہ کی آواز سنتے ہی درختوں کی اوٹ میں ہونے لگے تھے۔ اور اس  
 کے لیے محمود نے ان پر پستول بھی تان لیا تھا۔ تاکہ وہ اوٹ  
 سے الگ نہ ہو سکے۔ لیکن وہ لوگوں کو کوئی اشارہ نہ دے دیں۔

اب پہلی کاپڑ اس سمت میں جا رہا تھا۔ جس طرف لالچ مچی  
 تھی۔ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"آپ تو ہم ساحل کی طرف جا سکتے ہیں۔" ذی کوم نے کہا۔

"اچھی نہیں۔ اگر آپ نے ساحل کی طرف جانے کی کوشش  
 کی تو ہم آپ کو گولی مار دیں گے۔ آپ اب ہمارے لیے کوئی  
 نہ نہیں رکھتے۔ یہاں سے ہم کسی نہ کسی جہاز پر سوار ہو ہی جائیں  
 گے۔ ان طرف سے تو ہمارے ملک کے جہاز بھی گزرتے ہیں۔"

انہوں نے آواز میں کہا۔

انہیں تو جیسے حناپ سوچو گیا۔ کافی دیر خاموش رہنے کے بعد  
 انہوں نے کہا۔

"کاش تم لوگ میری ریاست کے باشندے ہوتے۔"

"تو پھر اس صورت میں کیا ہو جاتا۔"

"میں تم لوگوں سے ریاست کے لیے بہت کام لے سکتا تھا۔"

"آپ غرور کریں۔ وہی بہت کام ہم اپنے ملک کے لیے

کرتے ہیں۔"

"وہ تو میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔" وہ مسکرایا۔

"چلے آپ سکرانے تو۔"

اسی وقت کئی لاکھیں آتی نظر آئیں۔

"اوتے باپ رہے۔ آپ بڑے نیلے ہو آپ کی مثال

ہو گئی ہے۔" خان رحمان ہوا۔

"اور اس جزیرے کو بھی گھیرا جا۔ گا۔" ڈی کو م سکرایا۔

"لیکن اس وقت آپ ہادی نہ رہے ہوں گے۔ پہلے ہم

ختم کریں گے۔۔۔ بحر ان سے لڑیں گے۔۔۔ لڑتے لڑتے جہاں

گئے۔۔۔ کیا سمجھے؟"

"مطلب یہ کہ آپ کے لیے بہتر یہ ہے تاکہ یہ لوگ

کی طرف نہ آئیں۔" فاروقی ہوا۔

"بلکہ آپ دعا کریں کہ وہ اس طرف نہ آئیں۔"

سکرانی۔

"آپ لوگ عجیب ہیں۔"

"ہاں! عجیب تو خیر ہم ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ

غریب بھی ہیں۔"

"آپ لوگ شاید اونٹ پٹانگ باغیوں کرنے کے بہت

"ایک حد تک۔ لیکن وہ بھی ضرورت کے تحت۔"

ضرورت نہیں ہوتی تو ہم بالکل بات نہیں کرتے۔" فاروقی ہوا۔

"اور۔۔۔ پورا ایک بحری جہاز۔۔۔ سمجھ۔۔۔ میرا مطلب ہے

سا کر ہے ہے۔" یہودی سروراد کی آواز نے انہیں جھٹک دیا۔

اب وہ خوف زدہ انداز میں اس سمت میں دیکھنے لگے۔ جنگی

یہ کئی رنگارنگ سے جہازوں کی طرف آ رہا تھا۔

"تم انہوں نے اعلان کیا۔ کہ ہم یہاں ہیں۔" فاروقی

ہوا۔

"ہاں! پہلی کاپٹر پر دو جہازیں نصب ہو گئی۔ اس کے ذریعے انہوں

نے دیکھا ہو گا۔"

"نہ مالک ہے۔"

"اب تم کیا کر گئے۔ کیا ایک جنگی جہاز کا مقابلہ کر سکو گے۔"

اسی ام تھا۔

"تو نہیں۔ لیکن ایک بات طے ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"آپ لوگ تو مجھے کام سے۔"

"ہم بھی کام سے نہیں جائیں گے۔ میرے فوجی اس قسم کے

جہازوں کے بہت باہر ہیں۔"

خیر۔۔۔ ہم ان کی صارت دیکھیں گے۔"

اور پھر جہاز جزیرے سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا۔ پھر ہینک

اور ابھری۔

"ہم جانتے ہیں۔ آپ لوگ اس جزیرے پر موجود ہیں۔ مسٹر

ڈی کوم "سٹری کوم اور سٹری مارٹن آپ لوگوں کے قبضے میں ہیں۔ ہماری پیش کش ہے کہ آپ ان تینوں کو چھوڑ دیں۔ اس کے بعد آپ لوگوں سے کوئی غرض نہیں رکھیں گے۔ خاموشی سے بے باکی کے۔"

"سٹری مارٹن۔ آپ اس جگہ سے نکل کر کچھ دور نکلے آپ کے نیچے جائیں اور پھر آواز میں کہیں۔ کہ جب ہم آپ تینوں کو جہاز پر سوار ہونے دیں گے تو اس کے بعد تو آپ اس جہاز پر آؤں گے۔ ایک منٹ میں اڑا دیں گے۔ پھر پھر آپ تینوں کو دیکھ گئے۔ ذرا اس بات کی وضاحت کر دیں۔"

"مارٹن کی بجائے آپ مجھے جا کر بات کرنے دیں۔ میں آپ کی رہائی کا وعدہ کرتا ہوں۔" ڈی کوم نے بے چین ہو کر کہا۔  
"نہیں۔ آپ نہیں جاسکتے۔"

اور مارٹن وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے محمود کی بات دہرائی۔ جہاز پر چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔ آخر آواز ابھری۔  
"جب پھر ہم آپ کا اطمینان کس طرح کرا سکیں؟"

اس کا جواب معلوم کرنے کے لیے مارٹن پھر ان کی طرف گیا۔  
"سٹری مارٹن۔ ان سے کہیں۔ ہمارا سٹری ڈی کوم۔ اور ڈی کوم کو جان سے مار ڈالنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ہم تو ان کے ذریعے اپنے ملک تک جانا چاہتے ہیں۔"

"تب پھر اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔"  
"ہمارے ملک کا ایک جہاز ہمارے ملک سے یہاں منگوا لیا جائے۔ ہم اس پر سوار ہو جائیں گے اور اپنے ساحل پر پہنچ کر ہم والی جہاز کے ذریعے اٹھیں واپس جہاز میں گئے۔"

"یہ دونوں صورتیں آسان نہیں ہیں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں۔ آپ لوگ جہاز پر آجائیں۔ ہم خود آپ کو آپ کے ملک کی طرف تک چھوڑ آئیں گے۔"  
"ہم آپ کے وعدے پر اعتبار نہیں کر سکتے۔" خان رمضان نے کہا۔

"تم لوگ مجھے بات کرنے دو۔" ڈی کوم نے جھلک کر کہا۔  
"آپ ساحل پر نہیں جاسکتے۔ مارٹن کو یہاں بلا کر بات کر لیں۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ بلاؤ مارٹن کو۔"  
بلدی ہی مارٹن وہاں آ گیا۔  
"ان لوگوں کو میری طرف سے کہو۔ یہ جیسے کہتے ہیں کہ ان کے ملک کا جہاز منگالو۔ مجھے ان سے ان کی شرائط پر کوئی بات نہیں ہے۔ ہاں اگر ہم نے ان کی شرط نہ مانی۔ تو پھر ضرور ہم لپٹے میں ہیں۔"  
مارٹن یہ پیغام لے کر چلا گیا۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اس طرح ہماری ریاست کی بہت بدنامی ہو گی۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں۔ اپنے ملک کے اخبارات میں ایسی کہانیاں شائع نہیں ہونے دیں گے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے۔ ہم ان کے ملک سے رابطہ کرتے ہیں۔" اور پھر جہاز وہاں سے نکل گیا۔ دوسرے دن ان کے ملک کا ایک جہاز وہاں پہنچ گیا۔

"کیا اس جزیرے پر انکچر جیشید کے بچے اور ان کے دوست موجود ہیں؟"

"ہاں! بالکل۔ آپ کون ہیں۔۔۔ اپنا تعارف کرائیں۔"

"ہمیں حکومت پاک لینڈ نے بھیجا ہے۔ ریاست لاداکھ۔"

حکومت نے معاملہ کیا ہے۔

"آپ میں سے ایک صاحب اتر کر جزیرے پر آجائیں۔" ڈسٹرکٹ دار ہوں۔ اور جس کے پاس اپنی شناخت کے کاغذات ہوں۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے؟" جہاز پر سے کہا گیا۔

"ہمیں پورا اطمینان کرنا پڑے گا۔"

"کیا آپ کو جہاز پر پاک لینڈ کا جھنڈا نظر نہیں آ رہا؟"

ناٹو ٹھکانہ۔

وہ چونک اٹھے۔ ان کے لیے جیسے جانے والے لاداکھ کا ناٹو ٹھکانہ نہیں ہو سکتا تھا۔

"نہیں تسلیم۔ جتنا کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ کیا ریاست کی جیسا جیسا ہمیں ہو سکتا۔"

"آپ لوگ عجیب ہیں۔ ہمیں اتنی دور سے بلایا۔ اور اب ریاست کریں گے۔" بعد ازاں ابھی ناٹو ٹھکانہ تھا۔

"یہ تو کرنا ہو گا۔" محمود مسکرایا۔

"میری طرف خاموشی چھائی۔ پھر جہاز واپس جانا نظر آیا۔"

"جس نے یہ کیا۔ جہاز تو واپس جا رہا ہے۔" ڈی کوم نے پوچھا۔

"ہم نے ان کی مجال ناکام بنا دی ہے۔ یہ آپ کی ریاست کا کام ہے۔"

"نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"جی ہاں! دورہ ہماری ریاست میں کرواپس کیوں جا رہے ہیں۔"

"خیریت ہے۔۔۔ تم لوگوں نے یہ بات بھی بھانپ لی۔"

"نہیں۔ کیا کریں۔۔۔ یہ بھانپنا اچھا تو آپ ہمارا روز کا معمول ہے۔"

ڈی کوم نے منہ پھیرا۔

"جس نے یہ کیا ہو گا؟" ڈی کوم نے پوچھا۔

"آپ کو ایک دن اور انتظار کرنا ہو گا۔"

"اور۔۔۔ اور یہاں۔۔۔ ہمارے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں۔"

"آپ کیلئے۔"

"درختوں کے پتے کس دن کھم آئیں گے... ان میں کہ  
ہوتا ہے اور پانی بھی"۔ فاروق ہنسا۔

"یہ تم نے ہمیں کس مصیبت میں پھنسا دیا"۔ وہ ہلن کر رہا  
"ہم نے نہیں۔ آپ کی اپنی ریاست کے لوگوں نے۔"

"ہوں... خیر۔ ان سے تو میں سمجھوں گا۔"  
"الہبر! سمجھ لیجئے گا۔ وہ ہماری بہن کو نہیں تا"۔ فاروق

کہا۔

"جے کوئی تک اس بات کی؟"

"ان حالات میں تک کہاں سے لاؤں۔"

"الوسو!" ذی کوم کے منہ سے نکلا۔

"کس بات پر افسوس ظاہر کر رہے ہیں آپ... انا کہتا  
تاکہ ہم بھی ظاہر کر سکیں اور کہہ سکیں۔ جے ظاہر کرنے کی جڑ ہے  
بار بار ظاہر کر۔"

"افسوس اس پر ہے کہ تم لوگوں نے جنازہ والوں سے آگے  
کہا کہ وہ کھائے پینے کی کچھ چیزیں جڑیں نہ پھینک دیں۔ ان  
خیال میں ہمارے پاس خوراک موجود ہوگی۔ ورنہ وہ مجھے جانور  
مرنے دیے۔"

"ہائیں... تو کیا آپ بھوکوں مر رہے ہیں"۔ فاروق نے

ظاہر کی۔

"آپ رہو۔ وارن چاہتے تھے ہو"۔ ذی کوم نے جھلا کر کہا۔  
"موت بہتر ہے اب میرے بھائی آپ سے بات کریں گے اور اگر  
ان کی آواز بھی پسند نہ آئی تو پھر میری بہن آپ سے بات  
کے اور فکر۔"

"میں ہاں... میں سمجھ گیا... آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔"  
"نہا کا شکر ہے۔ آپ سمجھے تو... اب ہم آپ کو اور کیا  
کرسکتے۔"

"نہا آپ خاموش ہو جائیں۔ یہی بہتر ہے۔"

"اے کے"۔ فاروق نے کہا اور ہونٹ ہنسنے لگے۔

"اپنے میں انہوں نے ایک عجیب سی آواز سنی۔"



"اب تو ہمیں دیکھنا ہو گا۔" ہارڈن کا سر ہنسی بولا۔  
 "تو پہلے کون سا ہم نے روکا تھا۔" جانیا بولا۔  
 "اور پھر ہارڈن کا ساتھی چلا گیا۔"

یہ دھماکے تو واقعی دھاری سمجھ میں بھی نہیں آئے۔" جانیا کا  
 ان کی طرف اشارہ۔

وہ سب بری طرح اچھے اور اچھل کر زمین پر گرے۔ ان  
 چہروں پر ہوائیاں اڑتی نظر آئیں تھیں۔  
 "یہ... یہ دھماکا کیسا تھا؟" جانیا کے ایک ساتھی نے اقبہ  
 کہا۔

"ہاں نہیں... شاید ہارڈن نے کوئی تجربہ کیا ہے؟" ہارڈن نے  
 ساتھی نے کہا۔  
 "کیا کہا... تجربہ وہ کوئی ساتھیس دان ہے۔" جانیا نے لڑکھاتے لگے ہیں۔

ہو کر کہا۔  
 "نہیں... لیکن اس قسم کے تجربات وہ کرتا رہتا ہے۔ تو  
 کامیاب رہتا ہے۔"

"جب ہم اس سے ضرور پوچھیں گے۔ یہ کیسا تجربہ تھا؟"  
 ہمیں اس وقت ایک اور دھماکا ہوا۔

"ارے باپ رے... اتنے دھماکے کہاں سے آ گئے۔" جانیا کا

"ہاں سردار یہی بات ہے۔"  
 "اور ہارڈن کو اس نے اسی لیے ہمارے پیچھے لگایا ہے۔"  
 "یہ بھی ٹھیک ہے۔"  
 "جب پھر... ہمیں اب نہ تو ہارڈن کی کوئی پروا کرنی چاہیے۔"

کون

ڈنگ کی۔ اپنی جانیں بچانے کی فکر کرتی چاہیے۔ کیا خیال ہے تم لوگوں کا؟

"یہ بات تو ہم بہت دیر سے کہنا چاہ رہے تھے۔ لیکن کہہ رہے تھے۔ کہ گیس آپ ہمیں ڈنگ سے بخاری کا ملے گا۔"

"بہت خوب! میں تو تم سے پہلے اس بخاری پر قی کیا ہوں۔ اگر تم لوگ ساتھ دو تو یہ میرے لیے اور آسان ہو جائے گا۔"

"دیکھیں ہم میں بارڈن ڈنگ سے مقابلہ کرنے کی بالکل لائق نہیں ہے۔"

"اور تمہیں ان سے لڑنے کے لیے کون کہہ رہا ہے۔ تمہیں جانیں بچانے کا تو ہمیں حق پہنچتا ہے۔ یا نہیں۔ یا وہ کئی کئی پہنچتا۔" جانیانے منہ بنایا۔

"بالکل پہنچتا ہے۔"

"اگر پہنچتا ہے۔ تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ اپنی جان بچا جاؤ۔"

"اس کا آسان ترین طریقہ تو یہ ہے کہ آپ ہمیں فوری طور پر اس سے چلے جانے کی اجازت دے دیں۔"

"اس طرح تم گرفتار ہو جاؤ گے۔ بارڈن کے ہاتھ نہیں چھوڑیں گے۔"

"مجید پھر۔ ہم کیا کریں؟"

"میرا ساتھ دو۔ ہمیں میرا انتظار کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیا کیے ہیں۔ اور بارڈن کہاں ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھا! اب جو آپ کہیں گے۔ ہم کریں گے۔" ایک نے کہا۔

"اور پھر جانیانے چلا گیا۔ باقی لوگ اس کا انتظار کرنے لگے۔

"یہ جانیانے پہلے تو ایسا نہیں تھا۔ گاؤ کے سامنے تو جھکی ملی رہا تھا۔"

"اب گاؤ کی جگہ جو لے لی۔ کچھ بھی ہو۔ ہمارے حق میں تو یہ ہے۔ وہ ہم تو اب تک چھانسی یا پچھے چوتے۔"

"اس سے پہلے کہ شرابو کی لاش بارڈن کو ملے۔ ہمیں کچھ نہ ہو چکا کرتا ہو گا۔"

"اب ہم اپنے معاملات جانیانے کے توالے کر چکے ہیں۔ وہ جو لے گا۔ ہم تو بس وہ کریں گے۔ آریا پار۔"

"توڑی دیر بعد جانیانے داخل ہوا اور انہیں خاموش رہنے کے ارادہ کرنے کے بعد اٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔"

"میں نہیں گئے۔ اکیسواں جانیانے تھا۔ وہ باہر نکلے۔ یہ دیکھ کر انہیں یقین ہوئی کہ وہاں بارڈن کا کوئی ساتھی نہیں تھا۔

"ارے! یہ کیا۔ یہاں تو۔"

"شش۔ شش۔" اس نے انہیں پھر خاموش رہنے کا اشارہ

کیا۔ اور انہیں ایک ست میں لے چلا۔ وہ انت در انت۔ یہ موت مارے جا رہی تھی۔

وہاں تک کہ وہ ایک پناہ کی کھوکھڑی میں پہنچ گئے۔  
"نی الحال یہ جگہ ہمارے لیے محفوظ ہے۔۔۔ دو ہفتے پہلے۔"

اپنے آدمیوں کے ذریعے کرا رہا تھا۔ تاکہ الیکٹرک پیشہ خوف نہ لے  
اور ہوا بھر بھاگنے لگے اور پکڑا جائے۔  
"تو بچہ کیا ایسا ہو گیا؟"

"میں نے تو بس موقع سے فائدہ اٹھایا اور تم کو مار کر۔"  
کل آیا۔ اب ہم ہارڈن کی پہنچ سے دور ہیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہارڈن یہاں نہ آ سکے۔"  
"تم غلط سمجھو۔ وہ یہاں آئے گا۔ لیکن۔۔۔" پناہ  
کتنے رک گیا۔

"لیکن کیا۔۔۔ یہ تمہیں کیا ہوا۔ بولتے بولتے رک گیا۔"  
اس کے ایک ساتھی نے منہ بنایا۔

"وہ آئے گا۔ ہم پر حملہ آور ہو گا۔ اور ہمیں اس کا  
کنا چڑے گا۔"

"ہم اور ہارڈن کا مقابلہ کریں گے۔ گھاس کھا گئے۔"  
ہو سکتا ہے بھلا۔ اسی ساتھی نے کہا۔

"میں جانتا تھا۔۔۔ تم یہی جواب دو گے۔ لیکن ذرا سوچو۔"

"وہ اور بات تھی۔ وہ لڑائی ہاتھوں پیروں کی تھی۔ میں اس کا  
خواب تو لوں سے کروں گا۔"

"وہ نشان باز بھی ہے۔"  
"لیکن نشان بازی میں میں اس سے زیادہ پیڑھ کروں۔ یہ تم



بھی جانتے ہو۔ لڑائی کا مقابلہ اس سے میں جیت گیا تھا۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔ لیکن تنگ نے اس سے کہا تھا۔

کے اندر وہ نشانہ بازی کا مقابلہ بھی جیت کر دکھائے۔

"لیکن ایسا نہیں ہوا۔"

"اور وہ... مقابلے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ تنگ بکرم

اور بارڈن نے بھی اسے یاد نہیں دلایا... شاید اس لیے کہ

خیال میں ابھی وہ مقابلہ جیتنے کے قابل نہیں ہوا۔"

"ہوں... خیر۔ یہ سب باتیں ہیں... اس وقت مسئلہ

حوت کا ہے۔ کیا ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم اس

جائیں... یعنی تنگ کی دنیا کو... اور یہاں سے نکل جائیں۔"

"ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ پھر تم لو اس سے ہم نہیں لڑیں گے

"افسوس! تم نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا... تم اس

سے بھی پھر گئے ہو۔"

"اوہو! ہم بارڈن کے نام سے ہی خوف کھاتے ہیں۔

مقابلہ کیسے کریں گے۔"

"تم براہ راست اس سے مقابلہ نہیں کرو گے۔ اس

تھمارے مقابلہ میں آئیں گے۔" جانیانے بھل کر کہا۔

"وہ ساتھ تو خیر ہو گا۔ اس کی بھی جان پریشی ہے۔"

کے ہاتھ نہ کر سکا۔ یا پکار کر تنگ کے سامنے پیش نہ کر سکا۔ تو خود

کے ہاتھ نہیں بچ سکے گا۔" اس کے سامنے نے کہا۔

"اں! یہ بات ہے... اس وقت وہ یو کلاہٹ کا شکار ہے۔ اور

م اس کی یو کلاہٹ سے فائدہ اٹھائیں گے۔"

"اب تم نے یو کلاہٹ کی بات کر ڈالی... ہے کوئی تلسہ...

میں کسی طرح پتا چلا کہ وہ یو کلاہٹ میں جلا ہو چکا ہے۔"

"جب وہ سامنے آئے گا... تو میں تم لوگوں کو اس کی یو کلاہٹ

دلاؤں گا۔"

"کچھ بھی ہو... ہم تھمارے ساتھ فرار ہو سکتے ہیں۔ اس سے

قول نہیں کر سکتے۔"

"اچھی بات ہے... اب تم ایک طرف ہو جاؤ... یا پھر یہاں

اس کی طرف چلے جاؤ۔ اس کے ساتھ مل جاؤ اور اسے تباہ...

م اس کے سامنے ہو۔"

"نہیں۔ ہمارا پتہ کارا اس طرح بھی نہیں ہو گا۔ اس طرح تو

اسے اور آسانی ہو جائے گی... اور وہ ہمیں تنگ کے سامنے پیش کر

دے گا۔ پھر ہمارے ساتھ ہو گا وہ تم جانتے ہی ہو۔"

"تم پھر آخر سے چاہتے کیا ہو؟"

"بھلاگ لگتا چاہتے ہیں... تم یہاں رک کر اگر اس کے مقابلہ

چاہتے ہو تو کہہ... لیکن ہمیں اجازت دے دو۔"



میں سر ہارڈن کے تمام ساتھی اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ اصول کے ان کی آن میں دسیوں سے پانچہ دیا۔

"بے وقوف جاننا۔۔۔ تو ہارڈن سے ٹکر لینے نکلا تھا۔۔۔ اس نے تجھے بتائے گا کہ ہارڈن کیا ہے۔" اس نے اس کی بغور آواز کی اسے بری طرح چکڑ دیا گیا۔۔۔ تب اس نے پھر ہارڈن کی

منجھ۔

"نکل اے سنگ کے دربار میں پیش یا جائے گا اور اس کے ساتھیوں کو بھی ان میں سے ایک بھی بچ کر نہ جائے پائے۔" طرف سے نکلے ہیں۔ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔۔۔ خوف زدہ ہیں۔۔۔ اور خوف کھاتے ہوئے ٹوٹتے ہیں بھاگ نکلا۔۔۔ سب کو پکڑ لاؤ۔ انہیں خوش خبری سنا دینا۔ ان پر ہارڈن گیا۔ جس پر انہیں بہت مان تھا۔۔۔ اور جس کی شہ پر ہارڈن کرتے رہے ہیں۔۔۔ اب ایک ایک جرم کا حساب لے لیا جائے گا۔ ہارڈن نے پتلا کر کہا اور اس کے ساتھی بھی لڑ پڑے۔۔۔ صرف ہارڈن کی ٹکرانی کے لیے دس آدمی وہاں رکھے۔

"اے اٹھالو۔ اور تین نمبر کو فہری میں ڈال دو۔"

"للی۔۔۔ لیکن۔۔۔ مسٹر ہارڈن۔۔۔ تین نمبر میں تو۔"

"ادھو۔۔۔ میں جانتا ہوں۔ تم اسے اس میں ڈالو۔"

کو فہری ایسی ہے جس میں سے کوئی بھی بھاگ نہیں سکتا۔

ہارڈن کو اس میں قید کر دے۔ تو ہارڈن بھی نہ نکل سکے۔ یہ کہ نمبر دینا۔

ساتھ ہی جاننا کو دفنایا گیا۔ پھر اسے ایک تاریک کو فہری میں لے دیا گیا۔ اس کے گرنے کی آواز کے چوپ میں ایک آواز

نکلے۔۔۔ کون؟

○ ☆ ○

جس ان اطراف میں پہلے بھی ایک دو بار وہیل کا ذکر سننے میں آیا  
 ہے۔ اگرچہ اسے آج تک دیکھا کسی نے نہیں... ہاں آواز ضرور سنی  
 ہے۔"

## سمندر کی آواز

"وکیل کے یہاں ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" خان  
 میں بولے۔

"یہ سننا۔ کیوں نہیں پیدا ہوتا۔"

"وکیل بہت کمرے پانچوں میں ہوتی ہے۔"

"تب پھر یہ آواز؟"

"آواز ضرور وہیل کی تھی... اور کیسے سنائی دے گی... ہم کچھ  
 کہہ سکتے۔"

"اپنا خاموش رہو... جو کچھ ہے... سامنے آ جائے گا۔" ڈی  
 نے انہیں کے عالم میں کہا۔

"خاموشی جو گئے... خود بھی آواز کے بانسے میں سوچنا چاہیے  
 ہے۔ ایسے میں آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اس بار آواز دھڑکنے  
 کی تھی اور بہت نزدیک سے آتی محسوس ہوتی تھی۔ ان کے  
 دل کو گڑبڑ ہو گئی۔ ڈی کو اور اس کے دونوں ساتھی تو قہر قہر کا پٹے  
 لگے۔ سب کے خوف نے انہیں بھی اپنی پلٹ میں لے لیا تھا... وہ  
 ہر طرف دیکھنے لگے۔ لیکن کچھ نظر نہ آیا۔

"انہیں ایک جہاز بہت دور سے آتا نظر آیا... وہ خوش ہو

"ہائیکر... یہ... یہ آواز کیسی تھی؟" محمود نے چونک کر کہا۔

"شش... شاید یہ سمندر کی آواز ہے۔" فروزان بولی۔

"تک... کیا کہا... سمندر کی آواز۔" فاروق چلا۔

"تک... کیوں... جس کی کیا ہو؟"

"کچھ نہیں میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام

ہے۔"

"ناول کا نام... کیا مطلب؟" ڈی کو مہر پرانہ ہو کر پوچھا۔

"اب آپ خود مجھ سے مطلب پوچھ رہے ہیں... نہیں۔"

"مطلب بیان کیا تو... پھر آپ کہیں گے... خاموش ہو جاؤ۔"

"جمل بھن کر کہنا۔"

"جی... میں اس آواز کے بارے میں پریشان ہوں۔"

"یہ..."

"لیکن کیوں... آپ کس لیے پریشان ہیں؟"

"اس لیے کہ میں اس آواز کو پہچانتا ہوں... یہ وہیل کی آواز ہے۔"

میں۔ اور ساحل کی طرف دوڑ پڑے۔ ساحل پر پہنچ کر انہوں نے  
 ہاتھ دیر ہانے شروع کیے۔ کپڑے ہلائے۔ تب کہیں جا کر جلا کا  
 ان کی طرف ہوا۔ وہ دو جزیرے سے دور وہ کرفوری طرف جا  
 تھا۔ اب ان کی جان میں جان آئی۔ آہستہ آہستہ جہاز نزدیک آئی  
 گیا۔ یہ دیکھ کر وہ اور بھی خوش ہو گئے۔ وہ مسافر جہاز تھا۔ اور  
 بھی ان کے ملک کا۔ پانی میں جس حد تک وہ آ سکتا تھا کہ وہ  
 گیا۔ کپتان نے پیکر پر بلند آواز میں کہا۔

ہیں؟

"ہم یاں لینڈ کے رہنے والے ہیں۔"

"کیا کسا... پاک اینڈ کے باشندے"۔ - کپتان چوگلا۔

”ہاں جناب! اگر آپ ہم میں سے ایک کو چاہیں۔“

اجازت دے دیں تو وہ ساری کہانی آپ کو سنا سکتا ہے۔۔۔ (رہنما)

”میںوں ٹھیک ہے۔۔۔ تم ہی آ جاؤ۔۔۔ کیا تم حیرت کو گئے۔۔۔“

”لیکن راجہ انارے میں وقت گئے گا۔“

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔ ہم تیرے ہیں۔"

یہ کہ کر محمود نے چھلانگ لگا دی اور تیزی سے جہان کیا

تیرے لگا.... جلد ہی وہ جنازہ کی میٹھی تک پہنچ گیا۔ وہ سنا

میں نے اپنی کہانی سنا رہا تھا۔۔۔ اس کے خاموش ہونے پر کپتان نے

مغیہ ہے... ہم آپ لوگوں کو تو لے جا سکتے ہیں... لیکن ان

اور انہیں لے جائیں گے۔ اس صورت میں حکام پریشان کریں

میں نے انہیں اٹھایا اور کہا کہ تم بھی بن سکتا ہے۔"

پلے۔ مگر سہی۔ آپ صرف ہمیں لے چلیں۔ ہم اہیں

سے حال پر بھڑو دیتے ہیں۔ ان کے ملک کے لوگ آ کر انہیں

یہ لوگ ہیں جو ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں کچھ کرنا ہے۔

۱۰۰۔ یہ ہے کہ ہمارے کام آجائیں۔

میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔ لیکن ایک

”کے بارے میں اس سے واقف رہو۔“

ایک اور آجائو۔ کیا مانتا ہو۔ بھیج کر سکتے ہو۔

انہی پر اچھا ہے۔ کیا جان لو کہ یہی خبر تھی۔  
 ان کی خبر کا کیا ہے۔ وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

نور واپس جھڑ سے آگیا۔

یہ لوگ ہمیں لے جانے پر تیار ہیں۔ آپ بتیوں سے کہتے ہیں

ہیں کہ جس کے پاس یہ ہے اس سے آپ سب کو سیکھیں۔

ہیں۔ ہمیں متحیرتا نہیں آتی۔

پہلے میں سے ہیں۔

لاہج اٹارتا ہوگی۔" محمود نے بلند آواز میں کہا۔

"او سکے۔ تم لوگوں کے لیے یہ بھی سہی۔" اس نے فطرت کر کہا۔

"دھکریہ بہت بہت۔" محمود بولا۔

آخر لاہج کنارے آ گئی۔ وہ اس پر موار ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر ان کا جہاز پر سفر شروع ہوا۔ اب انہیں یاد آیا کہ بہت لمبے کے ہیں۔ ان کی یہ بات کپتان تک پہنچائی گئی۔ ہفت روزہ کے کھاتے کا وقت نہیں ہوا تھا، لیکن اس نے انہیں وقت سے پہلے دینے کا حکم دیا۔ اس طرح انہیں کھانا نصیب ہوا۔ کھانے کے بعد گرمی ختم ہو گئی۔ آٹھ گھنٹہ کی تو وہ جہاز میں نہیں تھے۔ بلکہ شان دار کمرے میں بیٹھ چکے تھے۔

"ہائیں۔ جہاز میں اتنا شاندار کمرہ۔ اور یہ سارا شاندار قاروقی چوٹا۔"

"پاکل ہوئے ہو کیا۔ یہ جہاز نہیں ہے۔" محمود نے جواب دیا۔

"ہائیں۔ جہاز نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیا ہے؟"

"کرائی مار ہے۔ جس کے ایک کمرے میں ہم قید ہیں۔"

"بہت ہو گئی۔ بھلا ہم جہاز سے اس عمارت میں کیسے آئے۔"

"بالکل اسی طرح۔۔۔ جیسے جزیرے سے جہاز آئے۔"

"یہ کیا جواب ہوا۔"

"مجھے نہیں اظہر۔ یہ کیا جواب ہوا۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں ہمارے ساتھ ڈی کوم اور اس کے دونوں ساتھی نہیں ہیں۔"

"ارے۔۔۔ یہ کیا؟" وہ دھک سے وہ گئے۔

"مطلب یہ کہ وہ جہاز ہمارے ملک کا نہیں تھا۔"

"اگر یہ۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔" پروٹیسر بولے۔

"ڈی کوم کی انتظامیہ جب پہلی کاپڑ اور اپنے جہاز کے ذریعے ہم کو۔۔۔ پا گئی تو انہوں نے یہ چال چلی۔ ایک جہاز پاک لینڈ کے

ایک اور کمرے بھیج دیا۔ لیکن وہ لوگ پاک لینڈ کے لباس اور میک اپ کے ساتھ اصل میں پاک لینڈ کے نہیں تھے۔ بس ہم دھوکا کھا

"اس کا مطلب ہے۔ ہم لوگ اب ڈی کوم کی قید میں ہیں۔"

"ہاں! جلد ہی یہ بات۔"

جی ان وقت انہوں نے قدموں کی آواز سنی اور پھر کمرے کا دروازہ کھلا گیا۔ انہوں نے ڈی کوم اور بی کوم کو اندر آتے دیکھا۔

ان کے ساتھ دس مسلح آدمی تھے۔ جن کے ہاتھوں میں جدید طرز کی اسلحہ تھیں۔ ڈی کوم اور اس کے بھائی کے چہرے پر

طریقہ مسکراہٹیں تھیں۔

"کیا حال ہے دوستو؟"

"یہ ہوا کیسے۔ بس آپ اتنا تاویز؟"

"یہ کارنامہ میری انتظامیہ کا ہے۔ اپنے آپکے جواز آپ کے

ملک کے لوگوں جیسے ملنے والے اور لباس والے سوار کیسے۔ آپ

حکک کا جھنڈا لگایا۔ اردو بولنے والا پاکستان اس پر بھیجا گیا۔ اسی دن

تم حال میں پھنس گئے۔"

"دوست تیرے کیا۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ

روایت میں اتنی عقل کے مالک لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔"

"تو اب سوچ لیں نا۔" ڈی کوہنہ۔

"ہاں! اب تو سوچنا ہی پڑے گا۔" ڈی کوہنہ۔

خطرناک ثابت ہوئی۔ ہم نے آپ لوگوں کو عقل سے جان بکھار

لایا۔"

"مطلوبہ... آئندہ کسی کو عقل سے جان بکھارنا۔" ڈی کوہنہ۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"آپ کو ملک کے حوالے کروں گا۔ ملک کو آپ کی

ضرورت ہے۔ ملک تارا دوست ہے۔ گھرا دوست۔" ڈی کوہنہ۔

کی پالیسی ایک ہے۔"

"جلو یہ اچھا ہے۔ جہان سے ملے تھے۔ پھر وہیں

"بلکہ اس سے بھی آگے پہنچ جائیں گے۔ میری ابھی ابھی تک

بات ہوئی ہے فون پر۔ میں نے اسے تم لوگوں کی گرفتاری کی خبر

دیا ہے۔ اسے اس قدر خوش ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ اس

رہائی کے سلسلے میں مجھے چند بہت قیمتی تحائف دینے کا بھی اعلان کیا

ہے۔"

"اچھے پھر آپ کی تو ہوتی پیش۔ ہمارے گئے ہم بے چارے۔"

"پھر ملک کی دشمنی مول لینے کیا ضرورت تھی۔" ڈی کوہنہ

"یہ دشمنی ہم نے مول نہیں لی۔ بلکہ اس نے ہمیں باطل

نہ ملے۔" ڈی کوہنہ نے منہ نکالیا۔

"کیا مطلب؟"

"ہم تو شارون آپادیر کرنے گئے تھے۔ وہاں اس کا نام

آؤ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اگر دشمنی مول لینے کا ہے نہیں

وہ آؤ کھائے کیوں۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"یہ بات اس نے مجھے بتائی ہے۔ جانتے ہو۔"

"حیرت ہے۔ کمال ہے۔۔۔ آپ دشمنیاں اس طرح مٹا  
 دیتے ہیں۔ پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ان کو۔" قادی نے براہ  
 دکھایا۔

"مکن کو؟" پروفیسر دادو نے بے خیالی کے عالم میں کہا۔  
 "جی۔۔۔ دشمنیوں کو۔ اور کن کو؟"  
 "ہاں جاکو۔۔۔ آپ تم سے کون مضر ہمارے۔" پروفیسر دادو  
 اٹھ۔

"آپ کو مضر مانا بھی نہیں چاہیے۔۔۔ اس لیے کہ مضر  
 بہت ضرورت پیش آنے والی ہے۔" قادی نے جلدی جلدی کہا۔  
 "ارے ہاں۔۔۔ یہ بات تو تم نے بہت زبردست کہ۔۔۔  
 خیال تو مجھے بھی نہیں آیا تھا۔۔۔ خیر میں کنگ سے مانگ لیتا ہوں۔"  
 "ہاں کم نے پرجوش انداز میں کہا۔

خطرناک۔ "کیا کیا۔۔۔ کیا مانگ لیتے ہیں کنگ سے؟"  
 "پروفیسر کو۔ یہ آپ میری ریاست کے لیے کام کریں گے۔  
 "نہیہ تو خیر نہیں ہو گا۔" پروفیسر مسکرائے۔  
 "اسہم بھی دیکھیں گے کہ یہ کیسے نہیں ہو گا۔"  
 "آج ب دیکھ لیتے ہیں۔ تو ہمیں بھی دیکھا دیتے گا۔" قادی نے

ضرورت نہ کر کے۔  
 کی پالیسی، "ضروریوں نہیں۔ اگر کنگ نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا تو

آپ کا۔

"آپ ان سے درخواست کریں تاکہ وہ ہمیں بھی چھوڑ  
 دے۔ ہم بھی تو آپ کے کام آسکتے ہیں۔"  
 "تم کیا کام آسکتے ہو۔ پروفیسر تو ساتھیوں ہیں۔"  
 "ہم ان کے معاون بن کر کام کریں گے۔"  
 "جی۔۔۔ میں کنگ سے ہی ایک آدمی مانگتا ہوں کہ  
 اس کنگ کا راض نہ ہو جائے۔"

"مگر یہ کنگ کیا بلا ہے؟" محمود نے بل کر کہا۔  
 "ہائیں۔۔۔ تم نے اسے بلا کہا۔ وہ تو بہت اچھا انسان ہے۔"  
 "ہاں! لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ یہ اس کی  
 پہلی ہی قہر ہے۔" خزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔  
 "پہلے میں قون پر اس سے بات کروں گا۔ پھر آکر تم لوگوں کو  
 موت کروں گا۔۔۔ ویسے تم چھپتے بہت برے۔"

"آپ ہمارے بارے میں پریشان نہ ہوں۔۔۔ ہم اس سے نہیں  
 ڈرتے۔ چھپتے رہتے ہیں۔" خان رحمان نے بل کر کہا۔  
 "یہ تم اس لیے کہ مرے ہو کہ کنگ کو جانتے نہیں۔"  
 "میں حد تک جان گئے ہیں۔ باقی بھی اب جان لیں گے۔"  
 اور پھر وہ چلے گئے۔ چند روز میں منٹ بعد پھر ان کی واپسی  
 آئی۔ ذی کوم کا چہرہ چمک رہا تھا۔



دعا کرتا تھا۔

انہوں نے بے بسی کے عالم میں ڈی کوٹ اور پروفیسر واڈو کی طرف دیکھا۔ صورت حال بہت عجیب ہو گئی تھی۔ آخر خان رحمان نے آواز اٹھائی۔

”سنو ڈی کوٹ... آپ انہیں ہمارے ساتھ جانے دیں۔ یہ انہوں نے درخواست کی ہے۔“

”تم لوگوں کی درخواست کیوں مانو... تم قدر تک کیا دیتے ہو؟“ وہ بولے۔

”جہان کی جگہ مجھے روک لو۔“ خان رحمان بولے۔

”کس... کیا کہہ رہے ہو خان رحمان۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔“

”تو پھر کیا کریں۔ آپ بتائیں۔“

”یا ہم سب جائیں گے۔ یا سب یہیں رہیں گے۔“ پروفیسر

نے کہا۔

”لیکن ہم کبھی کیا کر سکتے ہیں۔“

”کیوں نہیں کر سکتے۔ اللہ نے جہاں تو ہم بت کچھ کر سکتے

ہیں۔ پروفیسر واڈو عجیب سے انداز میں بولے۔

”کیا مطلب؟“ وہ چونک اٹھے۔

”میرے ہاتھ میں اس وقت ایک قلم ہے۔ یہ دیکھ رہے ہو

”لنگے نے خوشی سے اہانت دے دی۔ کہ میں پروفیسر واڈو کو روک سکتا ہوں۔ بلکہ اس نے تو کہا ہے کہ میں جہاں تک لوگوں کو بھی روک سکتا ہوں۔ لیکن میں تم لوگوں کا کیا کروں گا۔ میرے لیے تم بے کار ہو۔“

”لیکن میں یہاں نہیں دوں گا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گا۔“ پروفیسر واڈو نے تکیہ کر کہا۔

”پاکل تو نہیں ہو گئے پروفیسر۔ یہ لوگ تو موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ اور آپ یہاں رہ کر زندہ رہیں گے۔ آپ کو تو خوشی چاہیے۔“

”جی نہیں۔ میں ان کے ساتھ مر جانا پسند کروں گا۔“

”لیکن افسوس! میں آپ کی یہ خوشی پوری نہیں کروں گا۔“

”لے کہ میں آپ سے اپنی ریاست کے لیے کام لوں گا۔“

”نہیں کروں گا۔ تم چلے کچھ کر لو۔“ پروفیسر بولے۔

”ہم کام لے لیں گے۔ آپ دیکھیں گے۔“

”نہیں! میں ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گا۔ یا پھر ان سب

یہاں میرے ساتھ رہیں گے۔“

”نہیں۔ میں بے کار لوگوں کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔“

”خان رحمان! تم سن رہے ہو۔ محمود فاروق اور فرزاد

"آپ۔۔۔ آپ کیا کہوں؟" اس نے محمود کی طرف دیکھا۔

"اچھا! وہیں۔۔۔ ہم آپ کو بازار سے اور لا دیں گے۔۔۔ آج کل  
بہتر سے نئے قلم آئے ہوئے ہیں۔" محمود نے مت ہلکتے ہوئے

"اگر آپ اس نے مجھے کیا کہا تھا۔" پروفیسر راؤد چونکے۔

"بڑا۔" فاروقی بولا۔

"نہیں اچھا! وہیں گے۔ آپ تو نہیں اچھا! وہیں گے۔ ہاں اگر یہ اپنے  
دیکھیں۔۔۔ تم اس صورت میں اچھا! وہیں گے۔"

"کیا بات ہوئی؟" ان میں سے ایک نے کہا۔

"میں اس قلم میں سے ایک شعلہ نکلا۔ اور سیدھا ان کی  
کھانسی۔"

○ ☆ ○

ظفر رحمان۔

"قلم۔۔۔ ہاں! قلم ہے آپ کے ہاتھ میں تو پھر؟"

"اس قلم سے میں ایک کام لینے لگا ہوں۔"

"تجربہ۔۔۔ یہ قلم ہماری طرف اچھا! وہ۔۔۔ ڈی آر کے لیے

کہا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ میں خاص ہرگز نہیں دے سکتا۔"

گھبرا کر بولے۔

"پینک وہ یہ ہماری طرف۔۔۔ ورنہ ہم کوئی چلا دیں گے۔"

"ارے ہاپ دے۔۔۔ یار ظفر رحمان۔۔۔ یہ تو کرنا ہے۔"

گھبرا کر کہا۔

"آپ اس قلم سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟" ظفر رحمان

اٹھ

"عجیب! حق ہو۔۔۔ قلم سے کیا کام لیا جاتا ہے۔" بدقسمت

نے آنکھیں نکالیں۔

"لکھنے کا۔"

"ہاں تو پھر۔۔۔ میں تو اس سے لکھنے کا کام لینا چاہتا تھا۔"

جانے کیا خیال کر بیٹھے۔

"ہم تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں بڑے۔۔۔ یہ وہی

اچھا! وہ۔۔۔ ورنہ ہم کوئی چلا دیں گے۔"

"جانی، کیا مطلب؟"

کہا سپاہی۔ ملازم لڑ رہا تھا۔ آج کل مسلمان پھر سے بیدار ہوئے۔ اسلام کے لیے لڑ رہے ہیں۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اسلام دشمن طاقتیں ان کے خلاف ڈٹ گئی ہیں۔ پوری دنیا اسلام دشمن مسلمانوں کی اس جماعت سے خوفزدہ ہیں۔"

کہا۔ حق۔ تو کیا آپ خالصان کے طالب علموں کی جماعت سے مراد ہے؟ جنہوں نے قریب قریب پورے افغانستان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس تھوڑا سا حصہ رہتا ہے۔ لیکن اس تھوڑے سے علاقے میں، دشمن ملک اپنی طاقت لگائے ہوئے ہیں۔" جانیائے حیران ہو کر کہی۔

"ہاں! شامی کی بات کر رہا ہوں۔ میں اس حصے میں لڑ رہا تھا۔ لیکن کیا اور اس طرح گرفتار کر لیا گیا۔"

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"میں پوچھتے ہو؟"

"نہ ایسے ہی۔"

"ایک نام مسلمان ہو؟"

کہا جانی، فرما کر آپ میرے بارے میں کچھ نہ پوچھیں۔ صرف اسے ہی بتائیں۔"

"ایک نام ہوئی۔ میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتاؤں۔"

ساتھی

جانیائے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کوٹھڑی کا پاترہ لیا۔ پھر انہوں نے بولنا کر کہا۔

"ہاں۔ پہلے آپ بتائیں۔ آپ کون ہیں؟"

"تم مجھے دیکھ نہیں رہے۔ جب کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ اس لیے کہ میں اس تاریکی میں دیکھنے کا عادی ہو چکا ہوں۔ تم بھی ہو جاؤ گے آہستہ آہستہ۔ بہر حال میں پہلے تمہارا نام پوچھوں گا۔"

"آواز سنائی دی۔"

"میں۔ میں جانیائے ہوں۔"

"جانیائے۔ کیا مطلب۔ میں نے تو سنا تھا۔ یہ کوٹھڑی خاص لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔"

"شاید ان کے نزدیک میں بھی خاص ہوں گا۔ لیکن آپ کون ہیں؟"

"میں۔ میں اپنے بارے میں کیا بتاؤں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ بہر حال اس کا نام لیں۔ میں ایک سپاہی ہوں۔"

سپاہی نے ہاتھ گھوڑا انداز میں کیا۔

"خیر خیر... نہ بتائیں... میں بھی آپ کو اپنے بارے میں  
بتاؤں۔" جانیہ نے بھی منہ بنا کر کہا۔

اور پھر کوٹھڑی میں غاموشی چھا گئی... دوسرے دن ایک  
دروازہ کھولا گیا۔

"بستر جانیہ... باہر نکل آؤ۔ اور دوسرا قیدی بھی  
جائے اتفاق کی بات ہے کہ آج ہی کنگ نے حبس بھی  
فیل کیا ہے۔"

"اللہ اکبر۔" سپاہی کی آواز سنائی دی۔

جانیہ اٹھ کر باہر کی طرف چلا۔ لیکن پھر اس نے حبس  
سپاہی سے اٹھا نہیں جا رہا... شاید اسے بھوکا پیاسا رکھا گیا ہو۔  
بست کم کھانا دیا جا رہا تھا۔ خود اسے بھی کوٹھڑی میں کوئی کھانا  
دی گئی تھی... اور وہ بھی بہت کمزوری محسوس کر رہا تھا۔  
اور اندازے سے اس جگہ پہنچا۔ جہاں سپاہی تھا... اس نے  
اسے سارا دیا... تب وہ اٹھ سکا۔

"شکریہ۔" اس کے منہ سے نکلا۔

"کیا موت کے خوف سے جان نکل گئی آپ کی؟"

پوچھا۔

"نہیں... مجھے ان لوگوں نے تین دن سے کھانے کو...

دیا۔ اس سے پہلے بھی دن میں صرف ایک روٹی ایسے رہے ہیں۔ وہ  
کئی کئی سالوں کے بغیر... روکھی روٹی اور پانی کا ایک پیالہ اور میں یہاں  
تین ماہ سے قید ہوں۔"

"اوہ نہیں۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"بستر جانیہ... موت کے خوف سے کوٹھڑی سے نہیں نکل رہا...  
ہاں بگڑ گئے نے آؤ۔"

"میں آ رہا ہوں... اس دوسرے قیدی کو اٹھانے گیا تھا ذرا۔"  
"جسٹس اس سے کیا۔ یہ خود اٹھ کر آئے گا۔" بارڈر کی آواز  
ہوئی۔

"میں سے نہیں اٹھا جا رہا۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے  
وہاں کے دونوں بازوؤں میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا دیا۔

"نہیں۔ اب میں چل سکتا ہوں۔" سپاہی بولا۔

"کیا کہنا... تم چل سکتے ہو۔ تین دن بھوکے پیاسے رہنے کے  
بعد چل سکتے ہو۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔" سپاہی بولا۔

"جب کہ تین ماہ سے صرف ایک روٹی دی جا رہی ہے۔"

"ہاں! اس کے باوجود میں چل سکتا ہوں۔ اٹھا اس لیے نہیں  
دراؤ کہ میری دشمنی ٹانگ کا ان لوگوں سے علاج نہیں کرایا تھا۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا۔

"جانیو۔ تم اپنی فکر کرو۔۔۔ گنگ تم سے ملاقات کرنے کے لئے  
ہرست لے چکے ہیں۔"

"میں اپنی فکر کیوں کروں۔۔۔ اور اس غریب کی کیوں۔۔۔ انہوں  
جس کے زخم پر کوئی پٹی تک نہیں کی گئی۔" جانیو کی آواز میں درد تھا۔  
"تم جانتے ہو جانیو۔ یہ کون ہے۔۔۔ یہ ایک مسلمان ہے۔  
ہے۔۔۔ خاندان کے محاذ پر لڑ رہا تھا۔"

"میں جانتا ہوں۔ اس نے اپنے بارے میں یہ بات سنا  
ہے۔ لیکن زخم کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔۔۔ یہ بات اگلی شام  
معلوم ہوگی ہے۔ کیا یہ انسان نہیں کہ اس کے زخم کا علاج کرنا  
چاہئے۔"

"تم جانتے ہو۔۔۔ گنگ میں اور ہم میں رحمِ عظیم کی کوئی بات  
نہیں۔" ہارڈن جہا۔

"اوہ کے۔ ہم آرہے ہیں۔" جانیو کی آواز ابھری۔  
پھر دونوں کو ٹھہری سے اٹھ آئے۔ اب انہیں رات کے  
گھیرے میں لے لیا گیا۔

"فرار ہونے کی کوشش کرو گے تو گنگ کے سامنے پہنچے  
پہلے ہی مارے جاؤ گے۔"

"اس اطلاع کے لیے شکریہ۔۔۔ میرے باقی ساتھیوں کو بتایا  
"وہ بھی پکڑ لیے گئے ہیں۔ گنگ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔"

"میں وہ پہلے نہیں سنا سکتا جانتا ہے۔"

"اس کا شکریہ۔۔۔ کہ اس نے میرے ساتھیوں کو ابھی تک کچھ  
نہ بتایا۔" جانیو مسکرایا۔

"تمہیں سزا سنانے کے فوراً بعد انہیں بھی سنائے گا۔۔۔ سزا تم  
پر ملے گا۔ اور اب تو یہ قیدی بھی۔" ہارڈن بولا۔  
"یہ جان کر اور خوش ہوئی۔"

"اور تمہارے لیے پچاسی کے پینے لگانے جا چکے ہیں۔"  
"سلی ہیں۔۔۔ محل کے صحن میں؟" جانیو نے حیران ہو کر کہا۔  
"نہیں۔۔۔ وہاں اتنی ہلک کمال۔ وہاں صرف جانیو تمہیں پچاسی  
دے گا۔ اور اس قیدی کو۔ تمہارے ساتھیوں کے لیے اس محل  
کا سامنے دروازوں کے ساتھ پینے لگانے گئے ہیں۔ ابھی تم وہاں  
سے نکلو گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔"

"اوہ اچھا شکریہ۔" جانیو بولا۔  
"یاد رہے۔۔۔ موت کوش ہو۔۔۔ جب کہ موت کو سامنے پا کر  
ان کے انہوں کا بچا پانی ہو جاتا ہے۔"

"مجھے تو پانی نہیں۔۔۔ پانی سے پانی ہوتا ہے۔" جانیو نے کہا۔  
"ابھی۔۔۔ صوم ہو جائے گا۔" ہارڈن جہا۔

"تم۔۔۔ میرے ساتھی قیدی۔" جانیو اس کی طرف مڑے۔  
"ہاں سنا۔۔۔ تجار موت سے نہیں ڈرتے۔ وہ تو شہادت کی موت

پستہ کرتے ہیں اور شہیدوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں  
 شہیدوں کو مردہ مت کہو۔۔۔ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔۔۔  
 سیاحتی کمزور آواز میں بولا۔

"کاش"۔۔۔ جانتا بولا۔

"کاش کیا؟" اس نے پھر کہا۔

"کاش"۔۔۔ اس نے پھر کہا۔

"آگے ہی تو چلے کوہنا۔"

"نہیں! کتنا چاہتا ہوں۔۔۔ کہ شیش سکنا۔۔۔ وہ بولا۔

"کوہ۔۔۔ دوست! وہ ان سے۔۔۔ سیاحتی نے طنز آمیز لہجہ میں کہا۔

"یہ بات نہیں"۔۔۔ ان نے منہ ہلایا۔

"نہیں تو پچھو"۔۔۔ سیاحتی نے بھی ہنسا کر کہا۔

اور پھر وہ گارڈ میں داخل ہوئے۔۔۔ جہن میں ابھی تک

بلک رہی تھی۔۔۔ اس نے نظر ڈال کر وہ آگے بڑھ گئے۔۔۔

جہن ان کے سامنے تھی۔۔۔ ان میں ڈرامہ چل رہا تھا اور وہ سب

تنگ کا دربار لگا ہوا تھا۔۔۔ اس وقت اس کے دربار میں ایک نوکر

تھلا۔۔۔ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے تھے۔۔۔ اور ہر قسم کی

جھکا تھلا۔۔۔ وہ آدمیوں کے اسے دائیں بائیں سے جھکا ہوا تھا۔۔۔

پھر سے اس کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔

"جرم ثابت ہو گیا۔۔۔ اسے لے جا کر دکان سے لے آؤ"۔۔۔

اللہ میں پھینک دو اور اسے اس کی جگہ لگا دو۔"

نہیں۔۔۔ کنگ نہیں۔۔۔ میں آپ کا ساری زندگی خادم

رہی۔۔۔ کنگی دعا کرتا ہوں۔"

"اللہ تعالیٰ ناظر ہے اور ہے"۔۔۔ سے ہی نہیں۔"

"لیکن کنگ میں نے نیچوں سے لے کر تاج تک۔۔۔ یعنی آپ

کا صاحب کے نام سے لے کر آج تک آپ کے خاندان کی

دست کی ہے۔۔۔ کیا مجھے اس کا صلہ بھی نہیں دیں گے آپ۔" اس

نے کہا۔

"اوہ ہاں تو کنگ۔۔۔ اس بات کا مجھے خیال نہیں رہا۔۔۔ میں

فراست کہ وہ ان کو تازہ نگ و حقیقت جھوٹا رہا ہوں گا۔"

"اور میرے لیے شک۔۔۔ آپ مجھے عمر قید کی سزا دے دیں۔"

اس سے جہن کیا فائدہ ہو گا تو کنگ۔۔۔ تمام زندگی کو عمر قید میں

رہنے کو کہیں۔۔۔ اس سے بھر نہیں ایک آدمی کی تعریف اٹھا کر

کس کے لیے ثبوت حاصل کرنا۔"

"نہیں نہیں۔۔۔ کنگ نہیں۔۔۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔۔۔ مجھے مرنے

کا حق ہے۔"

"مجھے مرنے سے کہیں نہیں ڈرنا۔۔۔ لیکن آخر کو مرنا پڑتا ہے۔۔۔

وہ دیکھتے ہوئے بھی جب موت آئے گی تو کیا اس وقت ڈر نہیں

لے گا۔"

”نہیں۔۔۔ اس وقت کیوں گئے گا۔۔۔ اس وقت کا وقت ہے۔“  
 ”یہ نہیں ہو گا۔“

۱۰۰ پچا ٹوٹل۔۔۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔۔۔ نکلتے تھے جہاز کے  
پر رحم نہیں کھایا۔۔۔ تم پہلے توڑی ہو جس کی سزا تھیں کی گئی ہے۔  
تو نکلتے تھے بارہ۔۔۔ میں کوٹھڑی میں رہ کر بھی آپ کو اعزاز۔۔۔

”پلو دے دینا... تمہاری مرضی۔۔۔ اے لے جاؤ اور کوڑے  
میں ڈال دو۔“

نور علی کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔۔۔ اب گنگ کی نظریں ان پر پڑیں۔  
 ”اُہ۔۔۔ جانیو! اور اس کے ساتھ ہی آگئے۔۔۔ نور جانیو۔۔۔  
 ساتھ۔۔۔ انہوں نے میرے وفادار ترین ساتھی جگنو کو اور بھڑا  
 ہلاک کیا ہے۔۔۔ کیوں ہارن میں جی بات ہے نا۔۔۔“  
 ”ہاں گنگ۔۔۔ شوے عمل ہو چکا ہے۔۔۔“  
 ”موت ہو چکی کرو۔۔۔“

باران نے آگے چلو کر کچھ چیزیں اس کے ہاتھ میں رکھ دیں۔۔۔ اور ان کے بارے میں بتائے لگائی۔ جب وہ خاص کر ۱۱۱ آگے گئی آواز ابھری۔

”ثبوت مکمل ہے۔ شایاں بارون۔ نام میں ان لایا۔  
مختار جانتا ہوں۔۔۔ ہیں چاہیے۔ کیا تم لوگوں نے مجھ کو پاک یا خدا۔“

”اگر میں کشتا ہوں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نے ہلاک نہیں کیا۔ تو بھی  
 تم کو مایوسی بات کو تسلیم کر دے۔“ جانیٹ نے جمل کر کہا۔  
 ”ختم ہو گیا کتے ہو۔“ اس نے جانیٹ کے ساتھیوں کی طرف  
 دیکھا۔  
 ”وہی۔۔۔ جو جانیٹ نے کہا ہے۔“

ایسے جس اس کی نظریں سپاہی پر پڑیں۔  
 "اے بارے! اس سپاہی کو تو میں بھول ہی گیا۔ پہلے اس سے دو  
 لاکھ روپے حاصل کرو۔ ہاں تو تمہارا دماغ درست ہو جاوے نہیں۔"

”سید داغ تو الحمد للہ کبھی خواب تھا ہی نہیں۔“  
 ”لیکن تمہارے جوابات سے تو یہ بات ثابت ہوئی تھی کہ تمہارا  
 مع خواب ہے۔ کیونکہ میں نے پیش کش کی تھی کہ تم اپنے خاندان  
 اور تمام معلومات دے دو۔ ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ لیکن تم نے  
 وابستہ مافی نہیں کی۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ تمہارا داغ  
 خواب ہے۔“

”جی نہیں۔ میرا دماغ بالکل درست ہے۔ جب میں سب  
 اہل آپ کو جتا دوں گا تو آپ پھر مجھے کیوں چھوڑنے لگے۔ دوسری  
 طرف میں اپنی جان بچانے کے لیے اپنے ملک کے راز ظاہر نہیں کر  
 سکتا۔“

"ایک سپاہی ہے... عام سپاہی بھلا کیا راز قائم رکھتا ہے؟" جان

نے حیران ہو کر کہا۔

"میں عام سپاہی نہیں ہے۔۔۔ ان کا وزیر خارجہ ہے۔"

"کیا۔۔۔ نہیں۔" چائیا چلا اٹھا۔

"کیوں۔۔۔ تمہیں کیا ہوا؟" گلگ نے حیران کر رکھا۔

"میں اس خیال میں تھا کہ یہ عام سپاہی ہے۔"

"تو بھی تم اس قدر زور سے کہیں ہو گئے؟"

"خاص زور سے بھی نہیں پڑتا۔"

"تو پھر تم بہت قول کرتے ہو۔"

"ہاں! یہ میں نے کہا۔"

۔۔۔ لے ہوا اسے اور پھانسی دے دو۔"

"میں کُتھ۔۔۔ اگر یہ وزیر خارجہ ہیں تو ان کے دے دیے جا رہے ہیں۔"

خاندان سے بہت سے قیدی چمڑا چا سکتے ہیں۔"

"یہ بات بھی ہو چکی ہے۔" گلگ نے منہ بنایا۔

"پھر کیا کوئی بات ملے نہیں ہو سکی۔"

"ان باتوں کا مجھے کوئی علم نہیں۔۔۔ میں تو بس ان لوگوں کا دوست ہوں۔۔۔ جو اس وقت خاندان میں ان سے لڑ رہے ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ اچھا۔"

"اور وہ اپنے قیدی حفاظت کے لیے مجھے دے رہے ہیں۔"

کیونکہ خاندان والے اپنے قیدیوں کا سراغ لگا لیتے ہیں۔ اور پھر ان

انہیں قید۔۔۔ لیکن جب سے غنیہ طود پر ان لوگوں کے قیدی۔۔۔

انہیں قید کیا گیا ہے۔۔۔ اس وقت سے وہ ایک قیدی بھی نہیں

ہو سکے۔"

میں اس وقت بہت سے قدموں کی آواز ابھری۔

○ ☆ ○



لے۔

"کب کیا ہو گا۔۔۔ ہم تو یہاں سے پیچھے بھی نہیں جاسکتے۔" خان

اس کا جواب دیا۔

"اتر تو سکتے ہیں۔" فرزانہ مسکراتی۔

"کیا مطلب؟"

"گاڑی سے اتر کر پیدل گھوٹوں میں نکل پڑتے ہیں۔۔۔ وہاں کسی کو  
انہیں کر کے معلومات اور گاڑی حاصل کر لیں گے۔"

"کیسے ممکن ہے۔۔۔ آؤ۔"

انہوں نے گاڑی کے ایک طرف کے دروازے کھولے اور نیچے  
نکلے۔ پیچھے کھڑی کار والے نے انہیں حیران ہو کر دیکھا۔۔۔ پھر سر  
لٹا کر ہل گیا۔

"اسے۔۔۔ آپ لوگ کہاں چل دیے۔۔۔ گاڑی کہاں آگے  
جائے گی؟" یہ جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا۔

"آپ یہ سنا میں گے؟" محمود نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

مطلب بتانے کی بجائے وہ سٹی میں داخل ہو گئے۔ اور وہ اسے

اسے گرد آؤ گیلا۔ ایسے میں چھوٹے کمال

"لیکن اب پولیس بہت جلد ہمارے پیچھے لگ جائے گی۔۔۔ بہتر

ہے گا کہ ہم کسی گھر میں چھپ جائیں۔"

## آخری کھانا

شعلے کا لپکنا تھا کہ۔۔۔ وہ سب الٹ کر گرے۔

"آؤ۔۔۔ نکل چلیں۔۔۔ ایسا موقع پھر نہیں ملے گا۔" پھر

ہلے۔

وہ تیزی سے باہر کی طرف چلے۔ باہر ایک بڑی گاڑی تیار تھی۔

تھے۔ انہوں نے آؤ دیکھا۔ گاڑی۔۔۔ نکل کھڑ ہو گئے۔ راستہ صاف

نہیں تھا۔۔۔ بس چل پڑے۔

"آپ کا قلم واقعی شاندار ہے۔۔۔ لیکن ہم یہاں کے راستے

بالکل نہیں جانتے۔ دیے وہ لوگ کب تک ہوش میں آجائیں گے؟"

"آؤہ سمجھنے سے پہلے نہیں آئیں گے۔"

"انہوں نے اچھا۔۔۔ ہمیں آؤہ سمجھنے کے اندر اندر ان جگہ سے لے

جے۔"

وہ چلتے رہے۔ پھر ایک چوراہے پر انہیں رکتا ہوا۔۔۔

آگے پولیس چیک پوسٹ تھی اور راستہ روکا گیا تھا۔۔۔ دوسرے

گاڑیاں جو ان سے آگے تھیں۔۔۔ وہ بھی باری باری چیک کی جا رہی

"او کے"۔ وہ ایک ساتھ ہوئے۔

پھر خوشی انہیں ایک دواڑہ کھلا نظر آیا۔ وہ اس میں داخل ہوئے۔  
مکے... ساتھ ہی کسی نے چیخ کر کہا۔

"ہائیں۔۔۔ یہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کا کون سا لمحہ ہے۔"

"مجبوری کا طریقہ"۔ فاروق نے منہ ہٹایا۔

"کیا مطلب... مجبوری کا طریقہ"۔ آواز سنائی دی۔ پھر ایک اور چور آدمی سامنے آگیا۔

"ہاں جناب... مجبوری کا طریقہ۔"

"یات کچھ میں نہیں آئی... تم لوگ کون ہو۔"

"مہمان"۔ فاروق نے کہا۔

"ہاں ہائے مہمان؟" اس نے سواہ انداز میں کہا۔

"میں سمجھ لیتی۔"

"میں بن جاتا۔۔۔ اس کے... تم لوگ تو جو بھی میری...  
مسلمان ہو؟" اس نے چونک کر کہا۔

"ہاں جناب بالکل۔"

"تب تو میں تم لوگوں کو ایک منٹ بھی ہواشت نہیں دے گا۔ میں مسلمانوں کا بدترین دشمن ہوں۔"

"کوئی بات نہیں... ہم نے کب کہا ہے کہ آپ مسلمان۔"

"دوست ہیں"۔ خان رحمان مسکرائے۔

"آپ لوگ چلتے پھرتے نظر آئیں۔۔۔ ورنہ میں پولیس کو قن...  
دلاؤ گا۔"

"آپ کو ہم ایسا کرنے کیوں دیں گے۔ اب سیدھی بات یہ...  
کہ انہیں بھوک بھی لگی ہے۔ اور گاڑی کی بھی ضرورت ہے۔۔۔"

"ان انڈول چیزوں کا انتظام کر سکتے ہیں۔"

"پور کر نہیں"۔ وہ سخت لہجے میں بولا۔

"اگ... یہ صاحب اس طرح نہیں مانیں گے۔"

"اچھا"۔ انہوں نے کہا اور آگے بیٹھ کر اس کی گردن پر ہاتھ...  
باندھ کر بازو کو کھینچتے ہوئے بولے۔

"اب ہاتھ... تم انتظام کر سکتے ہو یا نہیں۔۔۔ یہ بات تو معلوم ہو...  
میں یہ کہ تم مسلمانوں کے بدترین دشمن ہو... لہذا اگر ہم تمہیں

کھانا بھی مار دیں تو ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا۔" یہ کہہ کر انہوں...  
دھمکی اور اس دیکھ۔ اب لگا اس کا سانس پھولنے۔ آنکھیں باہر کو

دیکھ رہی تھیں۔ ایسے میں ایک عورت کی چیخ سنائی دی۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"خان رحمان نے پر سکون انداز میں اس کی طرف مڑے۔ ہاتھ...  
پر لپکے اور بولے۔

"اگ... اسے ہم کیا کر رہے ہیں۔"

اس نے جلدی جلدی انگریزی میں اسے بتا دیا۔

"میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں... یہ کہہ کر وہ فوراً ہی محمود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا... اور پرسکون آواز میں بولا "گھر میں اور کون کون ہے؟"

"ہم دونوں ہی ہیں... اور کوئی نہیں۔"

"ہمارا صاف اور سیدھا مطالبہ ہے... ایک گاڑی اور ایک آپ دونوں کو اور کچھ نہیں کہیں گے۔ گاڑی بھی مشورے سے آپ لوگوں کو کھڑی مل جائے گی۔ پولیس آپ کو پہنچا دے گی۔ اتنی سی بات کے لیے کیا ہنگامہ کرنا؟"

"بات مستعمل ہے۔ یارن... جو کہتے ہیں۔ کرا الہ آباد میں ہمارا کیا نقصان ہے؟"

"واہ... مزہ کی بہت عورت مثل مزہ ہے؟" فرزانہ نے ہنسنے لگا۔

"تم یہ بات نہیں کہو گی تو کون کہے گا؟" محمود نے بھی ہنسنے لگا۔

اور فرزانہ مسکرا دی۔

"چھا ٹھیک ہے۔ ہم جیسے کھانا کھاؤں گے۔ اور گاڑی لے جانے کی اجازت دیں گے۔ ہمیں پھوٹو دو۔"

"ایسے نہیں۔ باورچی خانے کی طرف چلو۔"

باورچی خانے میں وہ ابھی کھانا کھا رہے تھے کہ دروازہ

"ن آتے یہاں کون؟" اسکا ہے؟" فرزانہ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ والا؟" عورت نے کہا۔

"ٹھیک ہے... آپ دروازے کی طرف چلیں... دودھ کا برتن لے کر آپ خود آواز دواؤ گے کھولیں گی اور برتن میں دودھ ڈالیں گے۔ اگر آپ نے دودھ والے کو کوئی

ایسا بات کچھ بتانے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہیں ہو

سگی اس کے ساتھ جاتا ہوں۔" محمود نے کہا۔

"نہیں ٹھیک ہے۔"

وہاں وہ دروازے پر پہنچے۔ عورت نے دروازہ کھولنے کے

لیے ہاتھ لگائے۔ باہر کون ہے؟"

"جیتو اسی کا ہے۔" اس نے کہا۔

"کچھ لپٹے میں کیا حرج ہے؟"

"ہاں کون ہے؟"

"وہ والا؟" باہر سے آواز آئی۔

اس نے اس کی طرف ہلکی آواز میں دیکھا۔ جیسے کہ وہی

ابن ہو گیا اطمینان۔  
 "ہاں ٹھیک ہے۔ ہو گیا اطمینان۔ آپ دودھ لے لیں۔"

"اچھی بات ہے۔" عورت بولی اور پھر اس نے دوا لے لی۔  
 "اس میں ڈال دین دودھ۔"

ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

ساتھ ہی چند مسلح پولیس والے اندر داخل ہو گئے۔  
 "ساتھ ہی چند مسلح پولیس والے اندر داخل ہو گئے۔"

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"  
 "ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

عمود دھک سے رو گیا۔ اسے حیرت ہوئی کہ عورت نے اسے  
 "عمود دھک سے رو گیا۔ اسے حیرت ہوئی کہ عورت نے اسے"

سب کیسے کر ڈالا۔ پھر عورت اندر آئی تو اس کے پاس  
 "سب کیسے کر ڈالا۔ پھر عورت اندر آئی تو اس کے پاس"

"بہت خوب! آپ کی چالاک پند آئی۔" بٹن نے آپ  
 "بہت خوب! آپ کی چالاک پند آئی۔" بٹن نے آپ

"جب آپ میرے خاندان سے راجی ہو رہے تھے۔"  
 "جب آپ میرے خاندان سے راجی ہو رہے تھے۔"

میں نے وہ باتیں سن لیں تھیں۔ اور تم کو اس کا پتہ نہ تھا۔  
 "میں نے وہ باتیں سن لیں تھیں۔ اور تم کو اس کا پتہ نہ تھا۔"

اس لیے کہ میں گھر میں آنے والے مجرموں کو یہی بتاؤں گی۔  
 "اس لیے کہ میں گھر میں آنے والے مجرموں کو یہی بتاؤں گی۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"  
 "ابن اس وقت عورت کو ایک بھٹکا سا لٹورا دیا۔"

"ہاں! اب بات کی ہے محلِ مندی کی۔"

"اچھا اگر آپ یہ بتادیں کہ ہم آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں تو ہم آپ کو لے جانے سے پہلے شاندار کھانا کھائیں گے۔"

"ابھی آپ کہہ رہے تھے... نہیں بتا سکتے اب خود ہم سے معلوم کر رہے ہیں؟"

"آپ سے معلوم کرنا اور بات ہے۔"

"لیکن اتنی سی بات کے لیے آپ ہمیں شاندار کھانا کیوں دلائیں گے۔"

"اگلا کھانے کا حکم تو مجھے مسٹر ڈی کوم کی طرف سے ویسے ہی ملے۔ اس صورت میں ذرا زیادہ اچھا کھانا کھلا دیں گے۔"

"ابھی بات ہے۔ آپ ہمیں تنگ کے پاس لے جا رہے ہیں۔"

"بالکل درست۔ بہت خوب! اب پہلے کھانا ہو گا۔"

"لیکن ہمیں وفسوس ہے۔" فردانہ مسکرائی۔

"افسوس... کس بات پر؟" افسر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم اب کھانا نہیں کھائیں گے... ابھی ابھی تو کھایا ہے۔"

"اگرچہ لیسن... سوچ لیں... پانچ گھنٹے کا سفر ہے۔ اور تنگ

لٹھنے کے لیے نہیں پوچھے گا۔ اس طرح یہ کھانا تصاری

نہیں کا تہ خری کھانا ہو گا۔"

"بھرنے طریقہ انداز میں کہا۔"

"باہر آپ کے لیے گاڑی تیار کھڑی ہے۔ آپ کا شکر ہے۔ ہمارے لیے بہت آسان شکار ثابت ہوئے۔ مسٹر ڈی کوم ہمیں انعام دیں گے۔ ویسے اس وقت پورے شہر میں آپ کی قاتل بنا رہی ہے۔"

"وہ تو ظاہر ہے۔" فاروقی مسکرایا۔

اور پھر انہیں ایک گاڑی میں بٹھا کر پولیس ایڈ کو اور لڈی لڈی ڈی کوم کو اطلاع دی گئی۔ پولیس والوں نے اس کی ہدایت سن کر پھر انہیں ایک گاڑی میں بٹھایا۔

"اب جیسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔"

"آپ لوگوں کی منزل تک۔" پولیس آفیسر نے مسکرا کر کہا۔

"وہ تو آپ کچھ نہیں بتائیں گے۔"

"نہیں... منزل پر پہنچ کر آپ کو معلوم ہو گا۔" اس نے ہنس

دیا۔

"پہلے ساہب۔"

"ہم نے تو تم لوگوں کی بہت تعریفیں سنی ہیں۔ لیکن یہ

بالکل چہ ہوں کی طرح پکڑے گئے۔"

"دوسروں کے بارے میں انسان جب غلط اندازہ لگاتا ہے

جی ہوتا ہے۔ کج کے بعد ہم کسی کو بھی عقل سے پہلے نہیں

کریں گے۔ خود کو سب کو عقل مند سمجھیں گے۔"

"اس وقت بھوک نہیں۔ کپ کھانا ساتھ لے کر۔  
راستے میں کھالیں گے۔"

قادیانی نے براہ راست بنا کر کہا۔

"خیر وحی سہی۔۔۔ ویسے ہنر تھا۔۔۔ آپ ہمیں سے کھا رہے  
اس طرح راستے میں پھر رکنا پڑے گا۔"

آفسر نے ایک بار پھر انہیں راضی کرنے کی کوشش کی۔

"متم زیادہ وقت نہیں لگائیں گے۔۔۔ صرف چند منٹ میں ملے  
لیتے ہیں۔"

عمود نے تیز لمبے میں کہا۔

"ابھی بات ہے۔"

اور پھر ان کا سفر شروع ہوا۔

"جب بھوک لگے۔ بتا دیتا۔"

"ابھی بات ہے۔ بتا دیں گے۔" فرزانہ نے کہا۔

سفر جاری رہا۔ لیکن انہوں نے بھوک کی بات نہ کی۔

تک کہ سازجے تین گھنٹے گزر گئے۔ اب پھر آفسر نے کہا۔

"کیا خیال ہے۔ کھانا نہیں کھائیں گے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ اب کھانا لیتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟"

پروفیسر۔

"بالکل۔۔۔ مجھے بھوک لگ چکی ہے۔" انہوں نے کہا۔

آؤںی روک دی گئی۔

دو لمحوں کے درمیان ان کے لیے دسترخوان بچھایا گیا۔ اس پر  
دو لٹاؤں۔

پھر ان لوگوں کو گاڑی سے اتار گیا۔

انہیں چار ہنگامی جانور کھانے کی پیاگرو وہاں آ گئے۔

یہ قدر بیلور تھے۔

انہوں نے کچھ کھانا ان کی طرف پھینکا تھا۔

لیا۔

گھوڑی سخت آواز کوئی۔

○●○

"یاد آپ یہی کرتا ہو گا۔"

چاکر کو اس نے جیب سے سواگل فون نکالا اور نمبر ملائے لگا۔  
 "ہاں بھئی۔"

"آئی کوم۔ کنگ بات کر رہا ہوں۔ انیکلر جمشید کے بچے اور  
 لاسٹ اب تک یہاں نہیں پہنچے۔"  
 "ہاں کنگ۔۔۔ اب تک نہیں پہنچے۔"  
 "ہاں! نہیں پہنچے۔"

"سیرت ہے۔ وہ تو بہت دیر پہلے یہاں سے روانہ کر دیے گئے  
 تھے۔ فریش چیک کراتا ہوں۔۔۔ کہیں انہوں نے پھر کوئی پکرنہ چلا دیا  
 ہے۔ ایسے یہ لوگ ہیں بہت عجیب۔"

"ان کا عجیب پٹنا ہی تو آج نکالنے کا پروگرام ہے۔" کنگ ہنسا۔  
 "نہیں ابھی معلوم کراتا ہوں۔۔۔ اور فون پر اطلاع دیتا ہوں۔"

"آئی کوم کی بات سن کر اس نے فون بند کر دیا۔۔۔ اور ان کی  
 بات۔"

"انیکلر جمشید۔۔۔ بہت خاموش ہیں۔ اتنی خاموشی بھی اچھی  
 ہے۔"

"بوتے کا کوئی موقع آئے گا تو بولوں گا۔"  
 "اس سے بہتر موقع پھر آپ کو نہیں ملے گا۔۔۔ کیونکہ آپ کی  
 کارڈ گرام تو حسیب دیا جا چکا ہے۔" کنگ بولا۔

## سلاخ کا مڑا

انہوں نے نظروں اٹھائیں تو کنگ مسکرایا۔ اور فون  
 بولا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نایاب۔"  
 کنگ کے ساتھیوں نے دیکھا۔ کنگ کے سنی آئی انیکلر  
 بری طرح ہنسنے لگے پتے آرہے تھے۔

"کنگ ہم انیکلر جمشید کو بھی پکڑ لائے۔ آخر ہم نام۔  
 گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں! یہ میرے لیے بہت بڑی خوشی کی خبر ہے۔ اور  
 انعام بھی بہت بڑا ہو گا۔ لیکن بھئی۔۔۔ ابھی تک اس کے سنی  
 نہیں پہنچے۔ انہیں بھی ڈی کوم نے کھیر تو لیا تھا۔ اور یہی  
 روانہ کر دیا تھا۔۔۔ میرے حساب کے مطابق۔ ان لوگوں کو بھی  
 تک یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

"اس بارے میں ہم کیا کر سکتے ہیں کنگ۔۔۔ ویسے آپ ان  
 سے کیوں نہیں معلوم کر لیتے۔"

"اس بارے میں ہم کیا کر سکتے ہیں کنگ۔۔۔ ویسے آپ ان  
 سے کیوں نہیں معلوم کر لیتے۔"

"اس بارے میں ہم کیا کر سکتے ہیں کنگ۔۔۔ ویسے آپ ان  
 سے کیوں نہیں معلوم کر لیتے۔"





نہ دیتی بھی تو تم سے اگلا سکتے ہیں۔

”نہیں۔ ہرگز نہیں اگلا سکتے۔“

”میں ابھی اگلا کر دکھاؤں گا۔“ کنگ غرایا۔ پھر اس نے بازو اڑا دیں۔

”بارڈن۔ انسپکٹر جمشید سے اگلا دیا جائے۔ ہمارے کس کارکن نے مجھ سے غداری کی ہے اور ان سے سونے بازی کی ہے۔“

”میرا خیال ہے کنگ۔۔۔ انسپکٹر جمشید بے پر کی اڑا رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”انہیں بے پر کی اڑانے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔۔۔ جب کہ ایک واضح اشارہ بھی دے رہے ہیں۔۔۔ دوبار میں موجود ایک کارکن بول اٹھا۔“ شاید وہ بارڈن سے جتنا تھا۔

”کیا مطلب۔ واضح اشارہ۔ کون سا واضح اشارہ دے رہے ہیں؟“ بارڈن چونکا۔

”آخر انہیں یہ کیسے پتا چلا کہ کنگ نے ان پر جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔ کنگ کیا ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ کیا آپ نے جاسوس مقرر نہیں کیے تھے؟“

”بالکل کیسے تھے۔“ کنگ نے فوراً کہا۔  
”تب پھر۔۔۔ اگر انسپکٹر جمشید نے آپ کا کوئی جاسوس نہیں مقرر کیا۔ اور اس سے معلومات حاصل نہیں کی تھیں۔ تو انہیں کس طرح

پتا چلی گیا کہ آپ نے ان کے لیے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں۔“

”ہاں واقعی۔ بارڈن۔۔۔ اس بات کا جواب دو۔“

”بارڈن کا رنگ اڑ گیا۔۔۔ وہ چند لمحے تک سوچتا رہا۔۔۔ پھر بولا۔

”ٹھیک ہے کنگ۔ انسپکٹر جمشید کی بات ہی درست ہے۔“

”بلو تم نے بات تسلیم تو کی۔ اب ان سے اگلاؤ۔ ہمارے کس کارکن نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے۔“

”سمت بہتر کنگ۔۔۔ یہ اٹھیں گے۔۔۔ اور فر فر اٹھیں گے۔“

”اب تسمادی ہی کاری کری دیکھنا چاہتا ہوں۔“ کنگ ہنسا۔

”انسپکٹر جمشید کو باغیہ دیا جائے۔“

انہیں بری طرح پکڑ دیا گیا۔ اور ایسا ایک کمری پر بٹھا کر کیا گیا۔

”کوٹے۔۔۔ ستنی دوئے کوٹے۔“ بارڈن جھانپا۔

جلد ہی کوٹے لائے گئے۔ ان میں دو سلاخیں دھک رہی تھیں۔ بارڈن نے ایک سلاخ اٹھا لی۔ اور انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہاں تو انسپکٹر۔۔۔ ہائیں۔۔۔ وہ کون ہے جس نے کنگ سے غداری کی تھی۔ اور آپ کے ساتھ مل گیا تھا؟“

”افسوس۔۔۔ فی الحال نہیں بتا سکتا۔“ وہ بولے۔

”تجربہ نہیں تو اسی صورت میں پوچھتا ہے۔۔۔ اگر نہیں بتاؤ گے

تو یہ صلاح... انگورس کی طرح دھکتی ہوئی صلاح تمہاری پنڈلی ٹاٹ دے گی اور اس وقت تک نہیں بچے گی جب تک یہ مر جائے۔ پھر اس صلاح کو تو گولوں پر رکھ دیا جائے گا... دوسری صلاح

جائے گی اور دوسری پنڈلی کے ساتھ لپی گیا جائے گا۔

"تو اس کے بعد..." انسپکٹر جیشہ مسکرائے۔

"کیا مطلب اس کے بعد کیا؟" ہارڈن نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کے بعد کیا کرنے کا پروگرام ہے؟"

ہارڈن کو ایک جھٹکا لگا... وہ دھک سے رہ گیا۔ پھر کہہ

کھوئے انداز میں بولا۔

"نہیں... نہیں... تم اس قدر دیر نہیں رہ سکتے کہ صلاحوں کی تکلیف برداشت کر جاؤ۔"

"تپ پھر آزمائش شروع کر دو۔" وہ بولے۔

"ہاں! ضرور۔ کیوں نہیں۔ اس کے بعد بھی یہ کہتے رہ

نہیں جائیں گے اور تمہارا جسم بھی ہلتی ہو گا... لہذا عمل جاری رہ

گا۔"

"چلو خیمہ دیکھتے ہیں۔"

پھر ہارڈن ایک ایک قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

تک کہ بالکل نزدیک پہنچ گیا۔

"اب بھی وقت ہے اپنی پنڈلی کو بچاؤ۔" ہارڈن پرانا۔

نہیں... کیا اس کے بعد تم لوگ ہمیں چھوڑ دے گے۔ آخر پھر تم نہیں جوت کے گھاٹ اتارنے کا پروگرام رکھتے ہو۔ تب پھر ہمارے اس کا نام بتاؤں۔ جو میرے کام آتا رہا ہے۔"

"مختلف صلاح کا مزہ چکھو۔"

یہ کہ کر اس نے صلاح پنڈلی سے لگا دینا چاہی۔ لیکن اس وقت

پنڈلی آواز کو نہ تھی۔

"نہرو!"

"وہ سب چونک اٹھے۔ انہوں نے دیکھا۔ پٹانے والا جانیٹا تھا۔

"کیا ہوا جانیٹا... بہت دور دوری ہے انسپکٹر جیشہ سے؟" کنگ نے

پوچھا۔

"بال۔ بہت۔" وہ بولا۔

"کیا مطلب؟" کنگ چلا اٹھا۔

"صلاح۔ لگا نہیں۔ اس کا نام تو میں بھی جانتا سکتا ہوں۔" بتایا

ایک الفاظ مسکرا کر کہے۔

"یائیں۔ کیا واقعی؟" کنگ کے لیے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"اور نہیں تو کیا؟"

"تب پھر تم سنو وہ... جس نے خدا ہی کی ہے۔" کنگ غرایا۔

"آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا۔"

"ہارڈن... اب اس خدا کو سزا دو۔" انسپکٹر جیشہ نے پاری بعد

میں آئے گی۔

"یہ۔ یہ کیا کام نے مسفر جانی؟" انکیز جشید بولے۔

"اور میں کیا کرتا۔۔۔ آپ میری خاطر خاموش رہے تو ان لوگوں کا مزا کیوں چکیں۔"

"یہ لوگ کون سا ہیں معاف کر دیں گے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"یہی بات میں بھی کہتا ہوں۔۔۔ جب یہ ہمیں چھوڑیں گے تب تو ہم انہیں بتا دیں گے کہ ہم کون ہیں۔ کیا ہیں۔" جانیہ مسکرایا۔

"ہارڈن۔۔۔ اب میری برداشت کا مادہ ختم ہونے کو ہے۔ جلدی کر۔۔۔ سب سے پہلے جانیہ کو چھٹی کرو۔" نگ نے گرج کر کہا۔

"میں کیا خاک مزا آئے گا۔" جانیہ ہنسنا لگا۔

"میرا مطلب ہے۔۔۔ میں بددعا ہوا ہوں۔ گولیاں کھاتے سے پہلے اپنے آپ کو بچانے کی ایک کوشش بھی نہیں کر سکتا۔" نگ نے منہ نہیں سکتا۔

"اوہ! یہ بات ہے۔۔۔ اسے کھول دو۔" نگ نے کہا۔

"اسے فورا کھول دیا گیا۔ نگ اسے دیکھ کر ہنسا اور بولا۔

"تو۔۔۔ اب خود کو بچا کر دکھاؤ۔ میرے یہ نشانے باز اپنا کاروبار شروع کرتے ہیں۔"

"ایک منٹ۔" جانیہ نے چلا کر کہا۔

"اب کیا رہ گیا ہے؟"

"بہتر ہو گا۔۔۔ آپ انکیز جشید کو بھی کھول دیں۔۔۔ مزا رہے گی۔"

"نہیں نکلیں۔ ہم انکیز جشید کو کھولنے کا خلو مل نہیں لیں گے۔ ہم انہیں یہ دھارتے قابو میں کس طرح آگے۔۔۔ ہم یہ شہری

ختم نہ کرنا پسند نہیں کرتے۔" ہارڈن نے فوراً کہا۔

"اوکے۔۔۔ ہارڈن۔۔۔ میں تمہاری یہ بات ضرور مانوں گا۔ انکیز جشید کو کھول دیا جائے گا۔"

"تب پھر میرے ساتھیوں کو آپ اپنے دوستوں کی عدم موجودگی کے بارے میں آ رہا۔"

"انہیں بہت پہلے یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔۔۔ پکڑے تو وہ جا رہے ہوں گے۔ اور انہیں میری طرف روانہ بھی کیا جا چکا ہے۔"

"نہیں تو پھر۔۔۔ انتظار کر لیں۔"

"جانیہ۔۔۔ وہ کب آتے ہیں۔۔۔ آخر ہم کب تک ان کا انتظار کریں گے۔ پھر ہمیں اس سے کیا عرض کہ تم لوگوں کو مزا آتا ہے یا نہیں۔" ہارڈن نے ہراساں بنا کر کہا۔

"یہاں تک۔۔۔ آپ کیا کہتے ہیں؟"

"نہ ہارڈن کہتا ہے۔ یہ میرا دایاں باز ہے۔"

## قار

"آپ کی مرضی کنگ۔ ہم تو آپ کو ذرا زیادہ پر لطف قلم  
دکھانا چاہتے تھے۔ مگر آپ انہیں مانتے تو نہ سہیں۔ آپ نے کنگ  
کھول دیا۔ یہی بات ہے۔ میں اننگیز ہشید کو نہ دیکھا ہوں اور  
بیانیہ نے بے لکڑی کے عالم میں کہا۔

"پانگ ہو گئے ہو کی؟" کنگ بنا۔

"ہوا نہیں۔ لیکن شاید ہو جاؤں۔"

"کیا مطلب؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"میرے کانوں میں کچھ آوازیں آرہی ہیں۔ گیب و ٹریو۔

"آوازیں۔ یہ آوازیں کچھ یہ لہو ٹھیک آرہی ہیں۔"

"کنگ۔ کیسی آوازیں۔"

"کچھ لوگوں کے آنے کی آوازیں اور ضرور میرے ساتھیوں کی۔

"آوازیں ہیں۔ آپ کیا چند منٹ کے لیے بھی نہیں ٹھہر گئے۔"

"تمہیں وہم ہو گیا ہے۔ یہاں دور دور تک تمہارا۔"

"کا نام روشن تک نہیں ہے۔"

"دوسرے وہ دیکھتے۔ سنیں۔ سنیں۔"

"جائیا پر جوش انداز میں بولا۔

○ ○ ○

"شہزادہ۔ کیا مطلب۔۔۔ آپ انہیں کس بات سے خبردار کر  
رہے ہیں۔" قاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اپنی، یمن کو روکنا۔۔۔ وہ یہ کھانا جانوروں کے آگے نہ ڈالے۔"

"اس وقت تک وہ جانوروں کے آگے کھانا ڈال چکی تھی۔ اور

کھانے کی لگ گئے تھے۔"

"ارے ارے۔۔۔ بھگاد انہیں۔" انیس نے چیخ کر کہا۔

"لیکن اب انہیں بھگانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ کھانا شروع

کرتے تھے۔"

"اچانک ان کے منہ سے تلخ آوازیں نکلنے لگیں۔۔۔ وہ

بہانے ہوئے گئے۔"

"جیسے یہ انہیں کیا ہوا؟" قاروق کانپ گیا۔

"وہی۔۔۔ ہو نہیں سکتے والے تھے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"وہ نہیں۔" وہ چلائے۔

"ہاں! ان لوگوں کا ہر گرام تھا۔ ہمیں کنگ کے ماتھے پر

اب کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو جائے۔

"اس کے آگ بگولا ہونے نہ ہونے سے ہمیں کیا فرق پڑ جائے  
بالکل تو صرف یہ بتا دیں۔"

"اس صورت میں وہ زیادہ خوفناک سزا دے سکتا ہے۔"

"اس سے ہمیں کیا فرق پڑ جائے گا۔" فاروق نے منہ ہٹایا۔

"ہمارا دماغ نہ طاقت کنگ ہی سے پوچھ لیتا۔"

"تو چلو۔ اس کے پاس۔"

ان کا سفر پھر شروع ہو گیا۔

"اس کیس میں ہمیں سب سے زیادہ حیرت لیبلین پر ہے۔"

"اوہ اب تک کہاں ہیں۔ کیا اس وقت میدان میں آجائیں گے۔"

"اب تک ہمیں پھانسی دے گا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن۔ اس سے تھوڑی دیر پہلے آئیں گے۔" فاروق

نکڑا۔

"جیسے کیسے معلوم؟" خان رمان نے چونک کر کہا۔

"ان کی حالت کا تو ہمیں پتا ہے نا۔" فرزانہ نے کہا۔

"انکیز جیسا اب تم لوگوں کی مدد کے لیے نہیں آئیں گے۔"

عاش سے ایک نے کہا۔

"دیکھا جائے گا۔" فرزانہ نے منہ ہٹایا۔

آخر وہ اس ملاقات کے باہر پہنچ گئے۔ جس میں کنگ کا دوبارہ آگ

ہوشی کی حالت میں یا مردہ حالت میں پہنچاتے۔ تاکہ ہم کسی صورت  
بھی زندہ نہ بچ سکیں۔ لیکن جسے اللہ رکھے، اسے کون کچھے۔" وہ  
تک کہ کردہ خاموش ہو گئی۔

"اب تم لوگ کیا کہتے ہو۔ کیا ایسا حکم کنگ نے دیا تو؟"

"نہیں۔ ہم نے سوچا۔ کیسے تم راستے میں پریشان نہ کرو۔"

"لے آئیں۔ اس حالت میں لے جائیں۔ کہ تم کچھ بھی نہ کر سکو۔"

"یہ طریقہ درست نہیں۔ ہمیں ہوش کی حالت میں لے کر

چلو۔ ذرا ہم بھی تو کنگ کی طاقت کو دیکھیں۔"

"کنگ کی طاقت دیکھنا آسان کام نہیں۔" آفیسر نے کہا۔

"کنگ اس قدر طاقت ور ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"ہمیں سوچنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

"لیکن اس کے باوجود وہ طاقت ور ہے۔"

"ہو گا۔ اب ہم یہ کہنا تو کھائیں گے نہیں۔ لہذا اسی طرح

اس تک پہنچا دیں۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ چلو۔"

"ایا پھر ایک دوسری ترکیب ہے۔۔۔ یہ کہ آپ ہمیں دہرا لے

دیں۔۔۔ جس میں ہے ہوشی کی دوا نہ شامل ہو۔" پروفیسر بولے۔

"ایسا کہنا لانے میں دیر لگ جائے گا۔۔۔ اور کنگ کی لڑائی

میں لیتا پڑے گی۔۔۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔ بس آپ وہاں پہنچیں۔"

ہوا تھا۔ دوڑا آئے پر سہل پر سہل وار موجو تھے۔

"تمہارا حالات کیا ہیں؟"

"بالکل ٹھیک ہیں۔" ایک پہرے دار نے کہا۔

"ہم ان لوگوں کو لے آئے ہیں۔ اس وقت تک انہیں جی

پکڑے گئے ہیں یا نہیں؟"

"ہاں! ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی لایا گیا ہے۔" پہرے دار نے

کہا۔

"کیا نہیں؟" وہ ایک ساتھ چلا۔

"تم تو دعویٰ کر رہے تھے کہ وہ قلاب میں نہیں آئیں گے۔"

میں سے ایک ہنسا۔

اب وہ گنگ ہو چکے تھے۔ جو اب دینے کوئی نہ چاہا۔

"اب اندر چلو۔ مڑا آئے گا۔" اسی نے کہا۔

اور پھر وہ اندر داخل ہو گئے۔ انیس نے سیدھا اس گلی

طرف لہا گیا۔

"دیکھا گنگ۔۔۔ میں نے ٹھیک کہا تھا نا۔ کچھ لوگ آئے

ہیں۔ میں ان کے آگے کی تواریں سن رہا ہوں۔ دیکھ لیں۔ آگے

لوگ آگئے۔"

"لیکن یہ لوگ۔۔۔ تو انیسٹر جمیڈ کے ساتھی ہیں۔ ہلکا

تمہارے ساتھی کب ہیں؟"

"پہلے ٹھیک۔ کوئی بات نہیں۔ میرے ساتھی بھی آتے ہی ان

کے۔ اور وہ آکر یہاں سب کچھ الٹا پلٹ کر دیں گے۔ انہوں نے

انسٹر جمیڈ کی آواز سنی۔

"میں لوگ ابلا وقت ضائع کر رہے ہیں گنگ۔ میں نے تا

ہم سب یہ پتے ہوئے ہوتے ہیں تو اپنے دشمنوں کا وقت ضائع کر

کے۔ نہ کچھ کرنے کی مہلت کے چکر میں رہتے ہیں۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔ اب جب کہ انیسٹر جمیڈ کے سب

داخل آچکے ہیں۔ تو پہلے ان لوگوں کو تو لٹکانے لگا دیا جائے۔" گنگ

نے کہا۔

"بالکل ٹھیک گنگ! یہ آپ نے درست بات کہی۔"

"کیا مطلب۔ کیا اس سے پہلے گنگ ہر بات غلط کہتے رہے

ہیں؟" انا نے چونک کر کہا۔

"کیا مطلب؟" گنگ فوراً سے اچھلا۔ اس کا چہرہ غصے سے تپ

نہا۔

"مہ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

"تو کہ۔ تم کیا کہنا چاہتے تھے؟" گنگ نے جیسے اس کی بات

سنی تھی نہیں۔

"آپ کے اس غلام نے۔ غلام ہی ہو گا نا۔ کچھ اور ہے؟"

انا نے شہر آواز میں کہا۔ باقی مسکرا رہا۔

"ہائل ٹھیک! یہ میرا غلام ہے۔" نگہ جھوم کر بولا اور ہارڈن آ  
رنگ اڑ گیا لیکن وہ کہہ نہ سکا۔

"اس نے کہا ہے۔ ہائل ٹھیک نگہ! اب آپ نے درست  
بات کہی۔ گویا پہلے آپ درست باتیں نہیں کہتے رہے۔ اب آپ  
اپنے اس غلام سے پوچھئے۔ آپ نے اب نگہ کون کون سی غلط باتیں  
کہا ہیں۔ اور اگر ایک بات بھی غلط نہیں کہی تو پھر پہلے اسے چھانی پڑ  
جئے۔" ہم کوئی بھاگے جا رہے ہیں۔

"بات معقول ہے۔" نگہ نے خوش ہو کر کہا۔

"نہیں نگہ۔ بات معقول نہیں ہے۔" ہارڈن نے چلا کر کہا۔  
"لیجئے۔ یہ اس نے آپ کی ایک اور بات غلط قرار دے دی۔  
ابھی ابھی اس نے کہا ہے۔ نہیں نگہ! یہ بات معقول نہیں ہے۔  
جب کہ آپ کہہ رہے ہیں، بات معقول ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔  
"اے ہارڈن۔۔۔ اب تم نے چھانی کو ایسا مقدور بنا لیا۔۔۔ مگر +  
ہارڈن کو۔"

"اے اے۔۔۔ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا آپ پاگل ہو  
گئے ہیں۔۔۔ میں ہارڈن ہوں۔۔۔ آپ کا دایاں بازو۔ یہ جو ہے۔ نگہ  
پکڑیں گے بھلا۔۔۔ تو الٹا مجھ سے مارے خوف کے پانی ہو جائیں  
گے۔" ہارڈن پوری قوت سے دھاوا۔  
"اگر تمہارے کہنے کے مطابق۔ یہ خوف کے مارے پانی ہو گئے

تو کہ تم سے مقابلہ کروں گا۔" فاروق نے بلند آواز میں کہا۔  
"بہت خوب! مزا آئی۔۔۔ میرے ساتھیوں کو ہارڈن کو چھان میں  
رہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ پہلے میں ان دونوں کا مقابلہ کراؤں گا۔"  
نگہ ہنسا۔

"جیسی تو میں چاہاؤں گا کیا۔" ہارڈن بولا۔  
"بہت مشکل سے گلوں کا تمہارے معدے میں۔" فاروق نے  
انہ بولا۔

"کیا کیا۔۔۔ ہائل۔" نگہ ہنسنے لگا۔

اوسر ہارڈن نے پاگلوں کے سے انداز میں فاروق پر چھلانگ  
لگائی۔ اور سیدھا قمرش پر اونٹھے منہ کرا فاروق دور کھڑا نظر آیا۔  
"آپ نے دیکھا نگہ۔ آپ کے دائیں بازو کا نشانہ کس قدر  
قرب ہے۔ یہ تو دشمن پر چھلانگ بھی درست نشانے پر نہیں لگا  
سکتا۔ اور بنا پھرنا ہے۔" ہارڈن نے۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔  
"ہارڈن نہیں۔۔۔ ہارڈن۔" محمود نے جمل کر کہا۔ اسے فاروق  
پر پیاد بھی آ رہا تھا اور غصہ بھی۔ کہ ایک جملہ کہ کر صورت حال کا  
ایسا کن کیا۔

"ہارڈن یہ کیا؟" نگہ کی آواز ابھری۔  
"میں غلطی سے مار کھا گیا میں اسے اس قدر پھرتا لیں سمجھ  
تھا۔" ہارڈن نے جھلا کر کہا۔

”تو پھر تم مجھے اس قدر پھر پھلا سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“

”کیا تم نے؟“ فاروقی نے محمود اور فرزانہ کی طرف گھبرا کر

”دیکھا نہیں۔ سنا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟“ محمود جمل بھی کر

”میں تم سے پہلے ہی کتنا تھا۔ کیسے اس طرح ہم بھینک موت

لا رہے ہو جاؤں۔ لیکن تم نہیں مانتے۔“ فاروقی نے جلدی جلدی

”کیا نہیں مانتے۔“

”جہاں پتا نہیں۔ کیا نہیں مانتے۔“ فاروقی بولا۔

”کیا کتنا گھٹس۔ یہ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ کپ اجازت

میں گولیوں سے انہیں ہمیں بھون ڈالا جائے۔“

”اٹل۔ لیکن۔ لوگ کیا کہیں گے۔“

”مومن سے لوگ۔ پہلے تو یہ جانتیں۔ یہ سب تو سب اپنے

”جانتے۔“

”غلط۔ بالکل غلط۔ ہم کیوں ہوں گے تمہارے۔ ہم تو اپنے

”جانتے۔“ خان رحمان نے جمل کر کہا۔

”مہ ہو گئی۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں کنگہ۔ کوئی

لالہ سیرک۔ کہ میرے دربار میں لوگ بھی مذاق کر سکیں۔“

”تمہاری تو ویسی کی تھی۔“ یہ کہ کر ہارڈن پوری قوت سے اس

کی طرف دوڑ پڑا۔ اور اپنے ہی زور میں دیوار سے جا ٹکرایا۔ کہ

فاروقی تو بلا کی تیزی سے ایک طرف ہو گیا تھا۔ اس کے دیوار سے

ٹکرائے جانے کی زوردار آواز پیدا ہوئی۔

”یہ کیجئے۔ اور سنئے۔ اب انہوں نے دیوار کا نشانہ لے لیا۔

ہے کوئی تک۔“ فاروقی چکا۔

”سنئے نہیں۔ دیکھئے۔ فرزانہ نے گویا اس کا جملہ درست لہ

فی ”نہیں۔ سنئے ہی ٹھیک ہے۔ کیا دیوار سے ٹکرائے کی ٹھار

تمہارے کانوں میں نہیں آئی۔“ فاروقی نے برا سانس بٹایا۔

”اوہ ہاں۔۔۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔“

”ہارڈن۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔ اسے ایک وار میں ختم کرو۔“

”تب پھر میں اسے گولی ہی مار دیتا ہوں۔“ ہارڈن نے جھٹکا کر لیا

اور پستول نکال لیا۔

”نہیں۔ یہ غلط ہے۔ ہاتھوں پیروں سے مقابلہ کرو۔ اور

اسے ایک وار میں مار ڈالو۔ تم ہارڈن ہو۔ کوئی اسے ٹھیک

نہیں۔“ کنگہ نے مز بٹایا۔

”سمت اچھا کنگ۔ اب یہ میرے ہاتھوں سمیت بھینک موت



"یہ کام ان لوگوں نے شروع کیا۔ ان کی آمد سے پہلے تو ہر ایک بات بھی ایسی نہیں ہوئی۔ یہ جہاں جاتے ہیں۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"لیکن ہارڈن۔ تمہیں اس سے ہاتھ دیر سے ہی مقابلہ کرنا پڑا۔"

"او کے کنگ۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اسے کس طرح اٹھا کر فوج دیا ہوں۔ اس کے بعد یہ اٹھ نہیں سکتا۔"

"بہت خوب۔ یہ ہوئی بات۔" کنگ خوش ہو گیا۔  
"ابھی بات کہاں ہوئی ہے۔ ابھی تو بات صرف کہی گئی ہے۔ تم جلدی نے حیرت ظاہر کی۔"

"مارو ہارڈن۔ اسے مارو۔" کنگ حتمی کر بولا۔  
ہارڈن نے اس بار چھانک نہیں لگائی۔ نہ فاروق کی طرف نہ لگائی۔ بلکہ ایک ایک قدم اس کی طرف بڑھنے لگا۔  
"اب کیسے بچو گے بچے؟"

"بچو کا مطلب ہی بچتے والا ہے شاید۔ لہذا ان شاہ اللہ۔"

"کا۔" فاروقی بولا۔  
وہ اس کی طرف بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ صرف دو قدم دور گیا۔ اس وقت فاروق نے ہنس کر کہا۔

"آپ سب خطر میری زندگی میں آ گئے۔ یہ سوچے کیجئے بغیر کہ۔"

"کیا سوچے کیجئے بغیر؟" ہارڈن نے چلا کر کہا۔  
"یہ سوچے کیجئے بغیر کہ کیا میں آپ پر حملہ نہیں کر سکتا۔ جیتا رہتا ہوں۔ یہ لیں۔ اس بات آپ میرا وار سنبھالیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فاروق اونچا اچھلا اور اس کے دونوں ہاتھوں کے بیچ پر بھرپور انداز میں گئے۔ وہ فوراً الٹ گیا۔ اور مارا بھی گرا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سیدھا کھڑا نظر آیا۔  
اب کہ ہارڈن میں فوری طور پر اٹھنے کے آثار نظر نہ آئے۔

"ہارڈن۔ یہ کیا۔ کیا اب تم نہیں اٹھو گے۔ کیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ لیکن فوج کے آنے کا مطلب تو تم سمجھتے ہی ہو گے۔"

"نہیں نہیں کنگ۔" ہارڈن کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی۔  
"کنگ۔ کیا بات ہے مسٹر ہارڈن۔ آپ یک دم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو گئے؟" فاروق نے کاہل کر کہا۔  
"کنگ۔ فوج۔ فوج۔" وہ ہلکایا۔  
"ہاں ہاں۔ فوج۔ آگے کہتے۔"

"کنگ۔ کچھ نہیں۔" یہ کہتے ہی وہ فاروق پر اچانک ٹوٹ پڑا۔  
انہی دنوں اس نے لاکھوں اور گھونٹوں سے حملہ کیا تھا۔ فاروق بھی ہاتھ

اور جو استعمال کرتے ہیں آگیا۔ اس کے ہاتھ پر بجلی کی طرح جلتے نظر آئے۔ اور اس نے دو تین گئے اس کی ٹھوڑی پر اچھل اچھل کر آئیے۔ البتہ تاک وہ بچا گیا۔ ورنہ اس وقت وہ زمین پر پلٹا نظر آتا۔

"بہت خوب! بہت خوب!" گنگ نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب گنگ۔۔۔ آپ نے کس کی تعریف کی ہے؟"

بارڈن کی۔ جو بری طرح مارا گیا رہا ہے۔" درباریوں میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں۔" گنگ زور سے دہرایا۔

دربار پر موت کا سناٹا چھا گیا۔

"کیا ہوا گنگ؟" ایک درباری نے دڑتے دڑتے کہا۔

"میں نے بارڈن کے لیے بہت خوب تمہیں کہا تھا۔"

"تو پھر؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"اسپیکٹر جمشید کے اس بیٹے کی تعریف کی تھی۔ ایک بڑے بارڈن جیسے پٹاڑا کس ولیری سے اور حروان وار مقابلہ کر رہا ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ ایک اور نے کہا۔

"اور بارڈن۔۔۔ جسے میں نے مار کھلا کھلا کر پالا ہے۔ آج تو

قدر ناکارہ ثابت ہو رہا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے۔ میں خود اسے کھلا

دوں۔"

"تو مار دیں گنگ۔۔۔ یہ لیجئے۔ میں ایک طرف ہو جاتا ہوں۔"

شاہنشاہی لاداق نے ایک طرف پھٹک لگا دی۔

وہ گنگ نے غائب کیا۔

○ ☆ ○

"کمال تو آپ کو میں بھی دکھا سکتا ہوں۔ تو کیا آپ مجھے بھی لے لیں گے؟"

"نہیں۔ کیا کمال۔ تم اور یہ کمال دکھا سکتے ہو۔ قلند۔ بالکل۔"

"تو قلند کو آری کیا۔ تجویز کر لیں۔"

"یہ بات قلند کو آری۔ کیا ہوتا ہے؟"

"ملا رہا ہوتا ہے۔ یا پھر ضرب الملل ہوتی ہے۔ ہم ان دونوں کمال سے ہی فرق کر سکتے ہیں۔"

"ان دونوں میں؟" "نگ نے برا سامنہ بنایا۔"

"ملا رہے اور ضرب الملل میں۔"

"آپ کو باتوں میں الجھا رہے ہیں کنگ۔" ایک دہاری نے

"نہیں۔ تم نہیں جانتے۔" کنگ مسکرایا۔

"جانتے ہیں کنگ؟"

"یہ بات کہ مجھے یہ نہیں۔ میں انہیں الجھا رہا ہوں۔ بلکہ"

"ہاں۔"

"داری سمجھ میں تو آئی نہیں۔" ایک اور دہاری نے حیران ہو

"بہر منت فہم جات۔ ابھی سمجھ میں آ جائے گی۔" کنگ

## نن نہیں

ہاؤن بلا کی تیزی سے گرا اور لڑھکھا چلا گیا۔ وہ کنگ کی کار  
دار صاف چا گیا تھا۔ کنگ نے دوسرا وار کیا۔ وہ پھر لوٹ گیا  
آخر کنگ نے پے در پے قازنگ کر کے پستول خالی کر دیا۔

"نہیں ہے وہ وجہ۔ جس کی بنا پر میں ہاؤن کو پتہ کرتا جاں  
اب شاید ہاؤن اپنی اصلی حالت میں آ گیا ہے۔ میری ہانک  
اسے جگا رہا ہے۔ کیوں ہاؤن؟"

"آپ نے ٹھیک فرمایا کنگ۔"

"جاؤ۔ میں نے تمہارا قصور صاف کیا۔"

"شکریہ کنگ۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"اس لوٹے کو جان سے مار دو۔"

"مرد کنگ۔ کیوں نہیں؟"

"یہ کہ ہاؤن پھر فاروق کی طرف چلے گا۔"

"تو آپ اس کمال کی وجہ سے مسٹر ہاؤن کو پتہ کرتے ہیں؟"

"ہاں! بالکل۔"

مکرایا۔

"جیت اچھا لنگ۔" سخی آوازیں ابھریں۔

"اس کا مطلب ہے۔ لنگ ہم سے کوئی حال پہنے کے ہے۔" پرو فیروزہ نے چونک کر کہا۔

"کوئی بات نہیں اٹکل۔ یہ خود اس حال میں گھر فرزانہ نے بے فکری سے کہا۔

"کیا کہا۔ حال میں کرنے گا۔ یہ حال میں گڑھا ہوتا میں گریاے گا۔"

"حال میں ایک گڑھا ہوتا ہے۔ جو بڑی قیمت سے بنا خود اس حال کے گڑھے میں گرتا ہے۔" محمود نے کہا۔

"حال کا گڑھا۔ ارے باپ دے۔" فاروق پوچھا تھا۔

"کیوں۔ تمہیں کیا ہوا؟"

"یہ۔ یہ تو کسی نال کا نام ہو سکتا ہے۔"

"نہ ہو سکی۔ ان حالات میں بھی ان صاحب کو نال۔"

سوچ رہے ہیں۔"

"کیا کہ رہے تھے تم لوگ۔ یہ کمال تم بھی دکھانے

لنگ نے اسے گھورا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ لیکن میں ڈرا تھا کیا ہو۔"

بچائے اس وقت یہ کمال میرا بھائی دکھائے گا۔"

"جس یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" اس نے کھوٹے کھوٹے انداز میں

"آپ کو شاید معلوم نہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کیا معلوم نہیں؟" اس نے منہ بنایا۔

"یہ کہ ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"نہ ہو سکتی۔ چلو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں فخر کرنے لگا ہوں۔"

"میں میدان میں آ رہا ہوں۔" محمود نے اعلان کیا۔

"فاروق تو اچھے بہت کیا۔ اس لیے کہ وہ واقعی حتمی حصوں کر رہا تھا۔ اگرچہ ابھی تک اس نے اس قدر بجاکا ہوڑ نہیں کی

کہ اور اس کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی۔"

"اٹکل! میں حتمی کیوں حصوں کر رہا ہوں؟" اس نے پرو فیروزہ

"نہ لڑا کہ جا کر سرکوشی کی۔"

"اور۔ بالکل یہی بات میں بھی سنوں کر رہا ہوں۔" پرو فیروزہ

کہا۔

"جب پھر۔ محمود گولیاں کس طرح بچا سکتے گا۔"

"اور۔ اور۔" وہ بولے۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ محمود بھی حتمی حصوں کر رہا ہو۔"

"پوچھ لو۔ بلکہ آواز میں پوچھ لو۔ کوئی حرج نہیں۔ اس

طرح کم از کم ہم خطرے سے باہر تو ہو جائیں گے۔"

"اوہ ہاں... بالکل ٹھیک۔"

"محمود... کیسے تم بھی فاروق کی طرح تھکن تو محسوس نہیں کرتے؟"

"نہیں... اسے ہاں... کسی قدر محسوس کر رہا ہوں... ابھی ابھی احساس ہوا ہے۔"

"ارے باپ... تب تو یہ صورت حال خطرناک ہے۔"

"اف ٹالک... اب ہم کیا کریں؟" خان رحمان بولے۔

"مجھے کھول دفت میں دیکھ لوں گا۔" ایسے میں ان پتلا بیٹے بولے آگے۔

ان کی آواز میں کردہ چونک اٹھے۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ ابھی تک ان کی وہاں موجودگی سے بے خبر رہے ہوں۔

اب وہ سب ان کی طرف گھوم گئے۔

"ٹھیک ہے... ہم آپ کو ضرور کھولیں گے۔"

محمود نے کہا اور ان کی طرف چلا گیا لگا دی۔

"خبردار... تم میں سے کوئی بھی غلط حرکت نہ کرے۔" ٹنگ نے گرج وار آواز میں کہا اور اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پتول نظر آیا۔

وہ چونک اٹھے... اور گئے ایک دو مرے کی طرف دیکھنے لگے۔

محمود نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"اب ہم آپ کو محسوس طرح کھولیں۔"

انہما دہتے دہتے... کوئی موقع آئے گا تو کھول دیتا۔" انہوں نے

لیکن ہم سب تھکن میں محسوس کر رہے ہیں۔ ہم نے تو طرح لگی تھکن محسوس نہیں کیا۔"

"اس کی کوئی وجہ تو ضرور ہوگی۔" ان پتلا بیٹہ بولے۔

"نہیں تم پر فائر کرنے لگا ہوں... ہارڈن کی طرح بچ کر دکھاؤ۔"

لیکن فورا جلدی کریں... کیسے یہ تھکن بڑھ نہ

گئے نے فائر کیا۔ محمود نے فائر خالی دیا۔ ٹنگ کی آنکھوں میں

لگے۔ انہوں نے اس نے پھر فائر کیا۔ محمود ایک طرف گھبرا نظر آیا۔

انہوں نے رگے بغیر فائر کیے۔ اور پتول خالی کر دیا۔ محمود اب بھی

لڑ رہا تھا۔

"حیرت انگیز... تم نے دیکھا ہارڈن؟"

"ہاں! دیکھا... اور حیرت بھی ہوئی۔"

"ابھی اور ہوگی... اب دو آدمی مجھ پر ایک ساتھ فائر کریں۔"

ٹنگ نے بولنا شروع کیا۔

"نہیں... نہیں... ٹنگ نے بولنا شروع کیا۔"

"اگر یہ ممکن نہ ہوتی تو ہم آپ کو اور ٹھیل دکھاتے۔"

"ہیں... میں ٹھیل دیکھوں گا۔ ممکن دو کر رہا ہوں۔"

نے کسی ایسے آدمی سے کہا جو ٹھکر نہیں آ رہا تھا۔ یعنی مرنے کی طرف دیکھ کر کہا۔

جواب میں کسی کی آواز سنائی نہ دی۔ لیکن اچانک انہیں لگا جیسے ان کی ٹھکن میں کئی ہونے لگی ہے۔

"ٹھکن کم ہو رہی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے۔ کمرے میں۔ ٹنگ کا کوئی اثر نہیں ہے۔"

ایسی کیس چھوڑ رہا تھا۔ جس سے ہم ٹھکن کا شکار ہونے لگے۔

خان رحمان بولے۔

"اب پھر۔ کیا ٹنگ کے ساتھی ٹھکن کا شکار ہیں اور ہوں گے۔"

"ہمیں۔ انہیں پہلے ہی اس کیس کا اثر نہ ہونے کی اطلاع ہو گئی۔"

"ادھان! ضرور ایسا ہی ہے۔"

"ایسا ہے یا نہیں۔ اس بات کو چھوڑو۔ اور اب دو آدمی کی فائرنگ سے بچ کر دکھاؤ۔ میں اور ہارون قاتل کریں گے۔"

"نہیں محمود۔ یہ تمہارے لیے خطرناک ہو گا۔ یہ ہمارے ساتھی جانیبا کریں گے۔" اسپیکر ہشید بولے۔

"اتن نہیں۔ جانیبا یہ حکم کیسے کر سکے گا۔ اور یہ تمہارا ساتھی بہت ہو گیا۔ تم تو اس طرح کہ رہے ہو۔ جیسے ایک دست سے تمہارا ساتھ چلا آ رہا ہے۔"

"ایسا ہی ہے سٹرنگ۔" اسپیکر ہشید مسکراتے۔

"ایا مطلب؟"

"اسے ایک دست پہلے تمہارے ساتھیوں میں شامل کر دیا گیا تھا۔"

"نہیں نہیں۔ نہیں۔" ٹنگ بچا۔

○ ☆ ○

دوڑے۔ مجھ سے ملاقات کی۔

”کیا جی... آپ نے ہمیں یہ بات پہلے نہیں بتائی؟“ محمود چلا

اٹھا۔

”کچھ باتیں غیر بھی رکھنا پڑتی ہیں۔۔۔ یہ بات میں نے پورے ملک میں کسی کو نہیں بتائی اور وہ لوگ بھی چند ماہ کے دوپ میں آئے تھے۔۔۔ ظاہر ہے۔۔۔ ان کی طرف کون تو یہ دیا۔۔۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ اس بات کا سراغ میں لگا کر دوں گا۔۔۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر یہ کوشش شروع کر دی۔۔۔ اور آخر اپنی خفیہ فوری کے ذریعے میں نے سراغ لگا لیا کہ ان سب گرفتار شدگان کو کنگ کے ہاؤس لے کر دیا جاتا ہے۔۔۔ جو کہ ریاست شون کا والی ہے۔۔۔ اس کی ریاست چونکہ دو دوسری ریاستوں کے درمیان گھری ہے اور پناہوں کے درمیان ہے۔۔۔ اس لیے طالب علم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔۔۔ مطلب یہ کہ اس بات کا سراغ لگ جانے کے بعد بھی طالب علم اس خطے میں کچھ نہ کر سکے۔۔۔ تب میں نے پروگرام بنایا۔۔۔ کہ یہ کلام میں ہی کہوں گا۔۔۔ خفیہ فوری کے ذریعے میں نے ان کا ایک آدمی اغوا کر لیا۔۔۔ اس کا نام بیانیا تھا۔۔۔ اس کی جگہ میرے اس آدمی نے لے لی۔۔۔ اور اس وقت سے لے کر اب تک بیانیا کے دوپ میں یہاں سیرا آدمی قائم کر رہا ہے۔“ انکیز جیشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہن نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے ان باتوں کا یقین نہیں آیا۔“ کنگ

## لیکن انکیز جیشید

اب کنگ کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو ایک بار ہاتھ۔۔۔ پھر اس نے جھٹک کر کہا۔

”یہ تو کیسے سکتا ہے۔۔۔ مدت پہلے سے کیا تم میرے خلاف کوئی پروگرام بنا رہے تھے؟“

”ہاں! ایسا کرتا میری مجبوری تھی۔“ انکیز جیشید بولے۔

”کیا مطلب۔۔۔ کیسی مجبوری؟“ اس بار خان رحمان چونک کر بولے۔

”جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔۔۔ ہمارے پڑوسی ملک میں آٹا کل اسلامی جہاد شروع ہو چکا ہے۔۔۔ لیکن اس کی ابتدا آج نہیں۔۔۔ کافی مدت پہلے ہو چکی تھی۔۔۔ اس وقت سے جب بھی طالب علموں کا کوئی جنگی آفیسر گرفتار ہو جاتا۔۔۔ تو ہمارے یہ طالب علم اس کا سراغ نہیں لگا پاتے تھے۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر وہ سراغ لگا لیں تو انہیں چڑا دینا ان کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔۔۔ اصل مشکل یہ ہے کہ وہ قید گاہ کر دیتے ہیں۔۔۔ تب یہ معاملہ ان سے حل نہ ہوا تو ان کے ایک خلیفہ

"یقین نہیں آیا تو جانا سے پوچھ لو۔"

"اب میں اس سے کیا پوچھوں۔ یہ تو پہلے ہی تواریفیت اور چکا ہے۔"

"تب پھر میری بات کو درست ماننا ہو گا۔"

"اچھا جی۔ پھر کیا ہو گا؟"

"پھر کیا ہونا تھا۔۔۔ جانا کے ذریعے میں تمام معصیات حاصل کرنا وہاں اور اس نتیجے پر پہنچا کہ تنگ کا کاٹنا کالے بغیر کام نہیں چلے گا۔ اس کی جگہ ریاست ہمارے قبضے میں ہوگی تو بات جتنے کرے۔ چنانچہ طالب علموں سے مشورہ لے رہی تھیں۔ اسے بھی یکن واسطہ دیا۔ اور یہ کام میرے ہی سپرد کر دیا گیا۔ لہذا صبراً تنگ۔۔۔ میں تو یہاں اپنے پروگرام کے عین مطابق موجود ہوں۔"

"نہ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟" فاروق نے کھوئے کھوئے ان میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔۔۔ ہوئے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔۔۔ جی۔۔۔ نے اسے گھورا۔

"لیکن۔۔۔ شادون آیا کا پروگرام تو ہم نے بنایا تھا۔"

"وہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔ دراصل وہی میں تنگ سے مقابلے کی تیاریاں میں مصروف تھا۔ اس پر یہ وار تو ابھی کرنا تھا۔"

"ہاں پروگرام شادون آیا کا بن گیا۔۔۔ شادون آیا کا نام سن کر میں نے کہا۔۔۔ کیونکہ مجھے بنایا کی طرف سے یہ اطلاع ملی تھی کہ تنگ نے شادون آیا کو اکثر آتا رہتا ہے اور وہاں کے ہوٹل آٹار میں ٹھہرتا ہے۔۔۔ اب آپ تم نے شادون آیا کا نام لیا تو میرے ذہن میں فوراً تنگ آ گیا اور ہوٹل کا نام بھی ذہن میں آ گیا۔ اس وقت میں نے سوچا کہ شاید یہ بات اب اس راستے سے اس پر وار کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے خیال فیور کر دیا کہ ہم شادون آیا آ رہے ہیں۔ اس نے بتایا کہ وہاں تنگ بھی شادون آیا میں ہے۔ اور ان دنوں کیلک۔ اس کو تو وہاں میں سمجھ لو۔۔۔ وہ تو کا آتا جاتا ہے۔ اس طرح یہ سب ہوا۔"

"یقین۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ ہوٹل سے خوف زدہ ہو کر کیوں بھاگے۔"

"سوچے کچھ بغیر خوف زدہ ہو گیا اور بھاگ نکلا۔ یہ دیکھنے کے لیے اب تنگ گیا کرتا ہے۔ اور مجھے خوف زدہ دیکھ کر تنگ جوڑا ہو گیا۔ اور یہ خیال کر بیٹھا کہ ہم اس سے بہت خوف زدہ ہیں۔ اس طرح اس میں اور ہوا بھڑکی۔ اور جب انسان میں ہوا بھڑکی ہے تو بے شک اس کا مقصد نہن جاتی ہے۔"

"لیکن الیکٹر جیڈی؟" تنگ کی آواز کوئی۔

"لیکن کیا؟" الیکٹر جیڈی بولے۔

"صورت حال تو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ تم چن لوگ۔"



کیا کرو گے۔ یہ پورا دوبار میرے ساتھیوں سے بھرا ہوا ہے۔  
فوج۔ ریاست کی فوج اس وقت تک اس پورے علاقے کو گھیر لے چکی ہے۔

انسپکٹر جشیہ ذرا بھی نہ چوٹے۔ بلکہ پرسکون انداز میں اس طرف دیکھتے رہے۔ اس بات سے کنگ اور حیران ہوا۔  
"انسپکٹر جشیہ! تم یہ بات سن کر حیران نہیں ہو سکتے۔ پریشان نہیں ہوئے۔"

"جی نہیں۔ میں حیران ہو کر اور پریشان ہو کر کیا کر رہا ہوں۔  
جب کہ یہ بات مجھے پہلے ہی معلوم ہے۔"

"اچھا کمال ہے۔ لیکن اب تم کیا کرو گے؟"  
"پہلے آپ اپنا پروگرام کر لیں۔ جانیائو پروڈکٹوں کے آدھے  
فائٹنگ کرا کے مزے لوٹ لیں۔" انسپکٹر جشیہ مسکرائے۔

"نہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔"  
"تپ کی مرضی۔ پھر اب ضرورت کس کی ہے؟"  
"ہاں! اب میں فوج کو چلاتا ہوں۔ وہ خود تمہیں قابو کر لے گی۔"

"مجھے افسوس ہے۔ تم ایسا بھی نہیں کر سکو گے۔"

"کیا مطلب۔ میں کیا نہیں کر سکتا۔"

"فوج کو نہیں بلا سکو گے۔"

"آخر کیوں؟"

"اس وقت یہاں اصل جانیائو سرے سے نہیں ہے۔ جو فوجی ہم  
یہاں پہنچے۔۔۔ جانیائو کی جگہ کسی اور نے لے لی۔ یعنی میرے ایک ماتحت  
بلکہ خفیہ فورس کے ایک رکن نے۔"

"تب پھر اس سے کیا ہو گیا۔۔۔ فوج تو باہر موجود ہے۔"  
"ہاں! فوج باہر موجود ہے۔۔۔ تمہارے چلانے پر فوراً اندر آ  
جائے گی اور ہمیں گرفتار کر لے گی۔ لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا؟"  
"لیکن۔۔۔ اصل جانیائو اس وقت ہمارے جگ میں آرام کر رہا  
ہے۔ اور اس کی جگہ میری خفیہ فورس کے ایک آدمی نے لے لی۔"  
"اوہ۔۔۔ یہ بات تو تم ابھی ابھی بتا چکے ہو۔ یہ ایسی کون سی  
عملی بات ہے۔"

"فحاش بات اس میں یہ ہے کہ تم فوج کو اندر نہیں بلا سکو  
گے۔ بلکہ فوج کو ہدایت ملے گی کہ وہ واپس سرحد پر پہنچ جائے۔۔۔  
یہاں ہر طرح خیریت ہے۔"

"یہ کیسے ہو گا؟"  
"کنٹرول روم میں اس وقت میرا ایک آدمی موجود ہے۔ یعنی  
ہیڈ کوارٹر ایک اور ساتھی۔۔۔ مطلب یہ کہ میری خفیہ فورس کا ایک آدمی  
آئی۔"

”کیا کراہ“ کنگ چلا اٹھا۔

”بہی جی جی ہی بات ہے۔ اگر ایک آدمی آپ کے ساتھیوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ تو وہ کیوں نہیں کیے جاسکتے۔“

”ف! یہ میں کیا سن رہا ہوں۔“

”اب یہاں سے آپ کنٹرول روم کو پیغام دیں گے۔ کنٹرول روم میں بیٹھا میرا آدمی فوج کو ہدایت دے گا۔ تب وہ اندر آسکے۔ لیکن... وہ کیوں دے گا یہ ہدایت... جب کہ وہ میرا آدمی ہے۔“

”نہیں... نہیں۔“ کنگ چلا اٹھا۔ پہلی بار اس کی آنکھوں میں خوف محسوس ہوا۔

”بلکہ... وہ تو فوج کو ہدایات دے بھی چکا ہے۔ اس نے انہیں پیغام دیا ہے کہ کنگ نے ایک لحاظ نہیں کیا۔ آپ لوگوں کو ہدایا تمہارے لیکن اب معاملہ فہم ہو گیا ہے... آپ لوگ والوں پر طے پا جائیں۔“

”تب پھر... فوج کو بلائے کی بھی کیا ضرورت تھی؟“ ڈرائیو نے اعتراض کیا۔

”دراستی مطلب؟“ انشپکٹر جیشہ اس کی طرف مڑے۔

”اگر آپ کا آدمی پہلے سے کنٹرول روم میں موجود ہے تو اس نے فوج کو ہدایا ہی کیوں... کنگ کی ہدایت سن کر وہ کچھ بھی کر سکتا۔“

”سچ تو ہوا ہے۔ ہم تو ذرا کنگ کو خوش فہمی میں مبتلا کر...

”ایک۔ نہیں۔“ کنگ دھاڑا۔

”اے گھر... آپ کو اس سے کیا فرق پڑ گیا۔ فوج آکر اگر یہاں آئے۔ یا سرے سے آئی ہی نہیں تو اس سے آپ کی صحت پر کیا ہائے گا؟“ نادوق نے حیران ہو کر کہا۔

”کئی دالک۔ اس طرح کوئی اثر نہیں پڑے گا۔“

”اب آپ تم پر دو آدمیوں کے ذریعے ہارنگ کرانا ہی ہو۔“ کنگ نے سربراہٹ ذرا آواز میں کہا۔

”ایسا ضرور کرو۔“

”ہارڈن تم اور جوزف... ایک ہی وقت میں اسے نشانہ بنا۔“ کنگ غرایا۔

”اور اگر یہ دونوں مل کر مجھے نشانہ نہ بنائے تو؟“

”یہ خود میری گولی کا نشانہ بن جائیں گے۔“ کنگ نے سر ہلایا۔

”نہیں۔ نہیں۔“ ہارڈن نے پوچھا کر کہا۔

”سٹر باؤنڈ۔ اب تمہارے کنگ کا سورج غروب ہونے والا ضروری نہیں کہ تم اس کا ساتھ دو۔ اگر تم سب میرا ساتھ دو تو تم لوگوں سے نرم سلوک کرنے کا وعدہ کرنا ہوں۔“ انشپکٹر جیشہ

”اور اسی۔“

"ایکسٹریجیٹ۔ تم بلاوجہ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہو۔  
ہندے ہوئے ہو۔ وہ سیک۔ یہ تمہارا ساتھی جانیو۔ یہ اکیلا  
گا۔ اور یہ تمہارے بیٹے۔"

"یہ تو اب تمہیں معلوم ہو گا کہ ایک جانیو اور یہ بیٹے کی  
جانیو سکرایا۔"

"اس پر فائر کس۔ یہ چند منٹے لوگ یہاں کچھ نہیں آلائے  
ان سے بیٹے کے بعد کتھول دوم میں بیٹھے ان کے ساتھی لائیو  
کے۔ چلو ہاؤن۔"

"تب پھر پہلے صرف مجھے نشانہ بنایا جائے۔ مزا مہے گا۔  
یو۔"

"مذہور کیوں نہیں۔ ہمارے اصل دشمن تو تم ہی ہو۔ بلا  
فرایا اور ساتھ ہی اس نے اور اس کے ساتھی نے ایک ایک فائر کر دیا۔

دو گولیاں ایک ہی وقت میں جانیو کی طرف گئیں اور وہ  
میک۔ لیکن فوراً اٹھ کر نظر آیا۔ وہی وہ پوری اٹھا نہیں تھا کہ  
نے پھر فائرنگ شروع کر دی۔

اس وقت ان سب نے ایک حرمت انگیز منظر دیکھا۔  
○ ☆ ○

## مینجر

جانیو پر اندھا دھند دو آدمی فائر کر رہے تھے۔ اور وہ بجلی کی  
ان کی کوڑ کر رہا تھا۔ یہاں کے۔ انوں پر متول خالی ہو گئے۔  
پلی ٹکسین پٹی کی پٹی وہ گئیں۔

تو اس کے۔ ہم شاید خواب دیکھ رہے ہیں۔" ٹنگ کی آواز

"اگر یہ خواب ہے۔۔۔ اب اس خواب کی تعبیر شروع ہونے  
پڑے۔" جانیو نے مسکرا کر کہا۔

"یہ مطلب؟" ٹنگ نے چونک کر کہا۔

"اب آپ طالب علموں کی قید میں جا رہے ہیں۔۔۔ وہ یہاں کے  
اور گئے۔ اور اندر ہی اندر ان قبول رہا ستوں پر قبضہ کر لیں

اس کے بعد ہم دیکھیں گے۔۔۔ آپ طالب علموں کے قیدیوں کو  
گئے ہیں۔ اور مسٹر ٹنگ اب آپ بہت جلد سنیں گے۔

مقامات سے نکل کر بازو نطان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میری  
کہ آپ یہ خبر سننے پر تعجب نہ کریں۔"

"آواز تو جانتا کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ بانی کی آواز میں کوئی اندیشہ ہو۔" بانی کی آواز سنائی دی۔۔۔ پھر وہ اٹھ کر نظر آیا۔

"ارے۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ یہ کج گیلی۔ بھون ڈالو۔ اسے بھون ڈالو۔"

"لیکن کیسے۔۔۔ سب کے ہسپتال تو خالی ہو چکے ہیں۔" ہارڈن نے ہلکا کر کہا۔

"اؤ۔۔۔ تو ہاتھوں پیروں سے کام لو۔۔۔ تم ہارڈن ہو ہارڈن۔"

"ارے ہاں! میں تو بھول ہی گیا کہ میں ہارڈن ہوں۔ اور انہیں ہاتھوں سے بھی پٹنی کی طرح چوس سکتا ہوں۔"

"پٹ۔۔۔ فی۔" پرو فیرو واؤ نے کھوئے کھوئے آواز میں کہا۔

"لگ۔۔۔ کیوں۔۔۔ آپ کو کیا ہوا؟"

"مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ پٹنی کی بھوک۔"

"بھجے۔۔۔ پٹنی وہ ہمارا بنا رہے ہیں۔۔۔ اور انکل کو بھول لگ گئی ہے پٹنی کی۔" فاروقی نے حیران ہو کر کہا۔

"بھجی بھوک کا کیا ہے۔۔۔ بھوک تو کسی بھی چیز کی لگ سکتی ہے۔" محمود مسکرایا۔

"سید ہو گئی۔۔۔ وہ دیکھیں۔۔۔ ہارڈن آ رہا ہے۔" فرزانہ چلائی۔

"ارے! یہ۔۔۔ یہ تو سب ہاتھیں کرنے لگے۔ ہارڈن۔۔۔ یہ تم

نے فاروقی کی تھی؟" تنگ گرایا۔

"پتا نہیں کیا اوت پانگ ہاتھیں کر رہے ہیں آپ۔"

اسنے کم لوگ بھی نہیں ہیں کہ وہ سب مل کر آپ لوگوں کو

کریں اور آپ اسے بہت سے لوگوں کی فائرنگ سے بھی بچ جائیں

ایک یا دو آدمیوں کی پے در پے فائرنگ سے بچ جانا تو کئی

نہیں۔ اگر ایک آدمی کی فائرنگ سے ہارڈن بچ سکتا ہے تو کم

تو بہت مشہور ہو۔۔۔ دو یا تین آدمیوں کی فائرنگ سے نہ تو بچا

ہو۔۔۔ لیکن جب اسے بہت سے لوگ ایک فائر تم پر فائر کریں گے

اس وقت کیا ہو گا۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا۔ بس اتنا ہو گا کہ ہم ہاں ہاں کا

ہے۔"

"دوستو! میں اب ان کی باتیں نہیں سن سکتا۔ ان سے

میں اسی جگہ میرے سامنے بھون ڈالو۔" تنگ نے اہانگ کہا۔

اس کے ساتھ ہی گمن میں ڈیڑھ فائرنگ شروع ہو گئی

ادھر ادھر گرتے چلے گئے۔۔۔ لڑھکتے چلے گئے۔۔۔ سب ان سے

ہسپتال خالی ہو گئے تو تنگ کا بندہ قتلہ سنائی دیا۔ کیونکہ اب

ساعت چار نظر آ رہے تھے۔ "وہ مارا۔۔۔ آخر ہم نے ان

تمام کر دیا۔ بہت پیچہ پڑا کر ہاتھیں بنا رہے تھے۔"

"وہ مارا نہیں۔۔۔ وہ مار کھائی۔" ایسے میں ایک آواز اٹھی

"لگ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ کون ہوا؟" تنگ گرایا۔

"تنگ صرف میں نے نہیں... ان سب نے بھی"۔ وہ جلا  
اٹھا۔

"گولیوں کے میدان میں تم ہلکام ہو گئے۔ اب ہاتھوں اور  
پروں سے ان کا وہ حال کدو گولیوں سے بھی نہیں ہو سکتا تھا۔"  
"آپ فکر نہ کریں۔ یہ لوگ ہیں کتے... ان کے لیے تو میں  
تھا کافی ہوں۔"

"بہت بڑی بھول میں ہو اب تک... کم از کم تمہیں اتنی ہی  
بھول میں نہیں رہنا چاہیے۔ میرا مطلب ہے 'اٹا کچھ دیکھ کر بھی'۔"  
"اٹتا کچھ دیکھ کر بھی... ابھی تم لوگوں نے دکھایا ہی کیا ہے؟"  
بارڈن نے منہ ہٹایا۔

"بائیں... کیا کہا... ابھی تک ہم نے کچھ دکھایا ہی نہیں۔"  
"نہیں... بالکل نہیں۔"

"تو پھر آؤ... اور دیکھ لو اپنی آنکھوں سے اپنی مرمت ہوئے  
تم سے صرف میں مقابلہ کروں گا۔" جانیا کی آواز سنائی دی۔

"ارے ہم نے اب تک ایسا جان تو تو گھولا ہی نہیں۔"  
"گوئی ضرورت نہیں۔ میں گھلا گھلایا ہوں... ہاں۔ جانیا کو  
گھول دو۔"

"جی۔ کیا فرمایا... جانیا کو گھول دیں... جانیا تو پہلے ہی گھلے  
ہوئے ہیں۔" فرزانہ نے چوک کر کہا اور پھر بہت دور سے اچھلے۔

"ارے باپ رے۔" اس کے منہ سے نکلا۔  
"اب کیا ہوا... کیا تمہیں بھی پٹنی کی بھوک لگ گئی۔" فاروق  
اٹ گیا۔

"نہیں... یہ... یہ جانیا نہیں... ابا جان ہیں۔"  
"کیا!؟" وہ ایک منہ چلائے۔

"کیا!؟" تنگ اور اس کے ساتھی بھی چلائے۔  
"بہت دیر کی یہ بات جاننے میں۔ عہ ہو گئی۔" اسپیکر جیشید  
نے تھوڑا کرنا جو جانیا کے روپ میں تھے۔

"اف مالک۔ تو اب تک آپ بالکل آزاد تھے... ذرا دیر کے  
لے بھی گرفتار نہیں ہوئے۔"

"نہیں... جانیا جو میرے روپ میں ہے۔ میرے ہی اشارے پر  
کر آ رہا ہوا تھا... ورنہ یہ لوگ اسے بھی گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو گیا... بارڈن۔" تنگ غرایا۔  
"اس میں میرا کوئی قصور نہیں... جانیا آپ کے آویں میں  
سے پہلے ہی اسپیکر جیشید کا آدمی بن چکا تھا... اصل نڈاری اس کی  
ہے... یہ کام اس سے شروع ہوا تھا۔"

"خیر... اب بھی تم ان کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو... لفظ  
اٹ پڑو ان سب پر... اور پیس ڈالو انہیں۔"

اس وقت تک جانیا کی رسیاں بھی کالی جا چکی تھیں۔ اور پھر

وہاں محسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ کنگ نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی تھی۔ وہیں جوں کا توں بیٹھا رہا تھا۔ اور بلور لڑائی دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔ ایسے میں فرزانہ نے گواہی دے ان سب کو چٹکا دیا۔

"اے... وہ... وہ کہاں گیا؟"

انہوں نے چونک کر کرسی کی طرف دیکھا۔ اور دیکھنے کے بعد میں انہیں کچھ اور باتیں وصول کرنا پڑ گئیں۔ اور کنگ کرسی پر سے غائب تھا۔

"وہ بھی... تمہارا کنگ تو بھگوان نکلا۔ تمہارے بڑے بڑے ہاتھ کر رہا تھا۔ اور تم لوگوں کو مصیبت میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ افسوس!۔" انیسٹر جیڈ بلور آواز میں بولے۔

اس کے ساتھیوں نے جب کرسی خالی دیکھی تو حوصلہ ہار گئے۔ اور گئے اور رازہ رہا گئے۔ لیکن اب انیسٹر جیڈ اور اس کے ساتھی انہیں موقع دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اور بلور دن پورا کہ خدائی پلا۔ کنگ کے ساتھی ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ان خدا سے ایک بھی اپنے جوتوں پر کھڑا نہ رہ سکا۔ سب نے آخر میں ہلاکت کر... اس کے... جگہ جگہ سے خون بہا تھا۔

"افسوس! کنگ نکل گیا۔۔۔ اے... تمہارے... وہ نکلا نہیں طرف سے۔۔۔ بولی وودا وہ تو اب تک اندر سے بند ہے۔" فرزانہ

پہلی۔

"شاید اس کی کرسی کے نیچے کوئی خفیہ راستہ ہو گا۔" انیسٹر جیڈ سہمکرائے۔

زخمی دشمنوں کو پانہ پینے کے بعد وہ اس کی کرسی کی طرف بڑھے۔ کرسی ہٹائی گئی۔۔۔ میز کے نیچے انہیں سیڑھیاں ملتی نظر آئیں۔ ان سیڑھیوں پر سے اتر کر وہ عمارت کے پچھلی طرف جنگل میں نکل آئے۔ یہاں کنگ کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

"ایسے کسی موقع کے لیے اس نے انتظام کر رکھا تھا۔ وہ ایک... گاڑی کے ٹائروں کے نشانات۔ اب تعجب نہ کر کے اس عکس کا شک ہے۔۔۔ لہذا ہم یہاں کاسٹل کی دیوار خفیہ دروازے کے ذریعے کر کے واپس چلیں گے۔ اور اسی راستے سے واپس چلیں گے۔ جس راستے سے یہاں آئے تھے۔"

"کیا مطلب۔۔۔ وہ راستہ تو پھر شادون آباد کی طرف سے نہ کر رہا ہے۔" بارون چکا۔

"ہاں۔۔۔ تم لوگوں کا تقریباً چارو گرام درمیان میں رہ گیا تھا۔ اس لیے ہم پہلے شادون آباد میں چند دن گزاریں گے۔ اس کے بعد اسے فیر چلیں گے۔ اس پروگرام کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"اس سے اچھا پروگرام تو خیر ہی نہیں ملے گا۔ لیکن آپ

نے کنگ کو اپنے ذہن سے اس قدر آسانی سے کس طرح نکال دیا۔  
 "نکال نہیں دیا۔ اسے بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔  
 جی تو یہ ہے کہ میں شاید تیرا اسی کے سلسلے میں جبار ہوں۔"

"جی۔ کیا مطلب؟"

"ہاں! وہ ہوٹل آٹار میں ملے گا۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

ان کے چہروں پر حیرت دوڑ گئی۔ یہ بات تو ان کے دہم و گہن  
 میں بھی نہیں تھی۔

"کیا واقعی اہاجان۔۔۔ آپ مذاق کے سوز میں تو نہیں ہیں۔"

"نہیں جی۔ کیا تم بھول گئے۔۔۔ ہماری پہلی ملاقات اس سے  
 ہوٹل آٹار میں ہوئی تھی۔"

"وہ ہاں! لیکن وہ اب وہاں کیوں جانے لگا۔"

"اس کا خیال ہے۔۔۔ بھٹا محفوظ وہ ہوٹل آٹار میں ہے۔۔۔ اتفاقاً  
 وہ اپنی ریاست میں بھی نہیں ہوتا۔"

"آپ کو اس کا یہ خیال کیسے معلوم ہوا؟"

"جائنا کے ذریعے۔" وہ مسکرائے۔

"وہ ہاں! جائنا کو تو ہم بھول ہی گئے۔۔۔ آپ نے یہ عیون  
 دراصل جائنا کے ذریعے مارا ہے۔" محمود مسکرایا۔

"اس میں کوئی شک نہیں۔"

"بچے پھر۔۔۔ اب تو ہماری سب جگہیں اور بچہ مکی ہے۔"

"اور اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم وہاں جا کر کوئی تفریح نہیں  
 دیکھیں گے۔۔۔ ہم تو کنگ کے چکر میں پڑ جائیں گے۔" فاروق نے منہ  
 ملا۔

"نہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ تفریح کے دوران اسے پکڑیں  
 گے۔"

"گویا آپ کو پہلے سے معلوم ہے کہ۔۔۔ وہ وہاں کس روپ میں  
 آگے۔ یا کس کے میک اپ میں ہوگا۔"

"اگر ضرور ہے۔ لیکن وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ تاہم اس  
 نے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کنگ پھر بھی وہیں ملے گا۔  
 بہت خوب! اب تو مزا آجائے گا۔"

اور پھر دوسرے دن وہاں خفیہ فورس بھیجی تھی۔ اس نے  
 راست کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس تبدیلی کا حرام کو بالکل  
 بے نہیں ملا۔ اس لیے کہ خفیہ فورس کے ایک آدمی کو کنگ کا روپ  
 لے دیا گیا تھا اس کی عادت اور سکنات کی شاید وہ پہلے ہی منتقل کر رہا  
 تھا۔

"لیکن یہ کیسے ہو گیا اہاجان۔۔۔ آخر ایک دم انہوں نے کس  
 لے کنگ کی اداکاری سیکھ لی؟"

"جیسی یہ پروگرام بہت پہلے سے جاری ہے۔۔۔ جیسا کہ جائنا کے

حلقے میں ثابت ہے۔ اسی طرح ان صاحب کو تک کی کارروائیوں کی  
کئی دلیلیں پیش انہوں نے بار بار دیکھیں ہیں۔۔۔ اس کے لئے انہوں  
بات کرتا۔ چلتا۔ پھرتا۔ اٹھتا۔ بیٹھتا۔ کھاتا۔ پیتا۔۔۔ سب کو اس  
نے مشق کی ہے۔۔۔ خدا تم فکرت کرو۔

"خیرت انگیز"۔ محمود کے منہ سے نکلا۔

"تمہارا جواب نہیں جلیہ"۔ شان رحمان بولے۔

"بالکل غلط۔ اللہ تعالیٰ کا جواب نہیں۔ یہ تعریف اس کے  
لیے ہے۔" انسپکٹر جشیہ نے فوراً کہا۔  
"ہو۔۔۔ بالکل ٹھیک۔"

پھر ان کا سفر شادیوں آباد کی طرف شروع ہوا۔۔۔ رات کے دس  
بجے کے قریب وہ وہاں پہنچے۔ ہوٹل کی مددگی اس وقت رخصت  
قابل تھی۔ گاؤں پر انہیں ساف کر دیا گیا کہ ہوٹل میں کوئی کمرہ خالی  
نہیں ہے۔

"آپ کو ہمیں وہ کمرہ دینا پڑیں گے۔ ورنہ یہ ہوٹل بند کر  
دیں گے۔" خان رحمان نے جمل کر کہا۔

"کیا کہا آپ نے۔ آپ ہوٹل بند نہ کریں گے۔ وہ کیسے  
"آپ انکار کر کے دیکھ لیں۔"

وہ تو جس پہلے ہی گرچکا ہوں۔  
"ہم سمجھے تھے۔ آپ زیادہ گریوہ وصول کرنے کے پھر میں

کر رہے ہیں۔" خان رحمان مسکراتے۔

"جی جیس۔۔۔ کمرے واقعی نہیں ہیں۔"

"ہوٹل کے میئنر یا مالک والا کمرہ ہمیں دے دیں۔" انسپکٹر جشیہ  
بولے۔

"کیا کہا؟" وہ حیران رہ گیا۔ شاید ایسا مطالبہ آج تک اس سے  
نہیں کیا تھا۔

"جو کہا ہے۔ وہ تو آپ من چکے ہیں۔ اب میں اس جملے کو  
نہیں دہراؤں اور اپنا وقت کیوں ضائع کروں۔" خان رحمان بولے۔

"اگل۔۔۔ آپ نے اتنا کہا جملہ بول کر کون سا وقت کو آباد کیا  
ہے۔"

"آپ اپنے میئنر کو بلائیں۔ وہ ہمارے کلارک دیکھ کر جھل کر  
ہیں گے۔"

محمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں دیں گے۔"

میئنر نے جمل کر جواب دیا۔

"تجربہ کر لیں۔" انسپکٹر جشیہ بولے۔

سب لوگ اب مسکراتے تھے۔ اور ان کی مسکراہٹ میئنر کا  
لی ملا رہی تھی۔

"جی بہت بہتر۔" اس نے جملے کہنے کے بعد کہا اور ایک جمل



وہ سب انتظار کرنے لگے۔ اور پھر چند ہی منٹ کے بعد  
 دیا پٹلا میجر رسوائی ان کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ ان پر فکر  
 پڑنے لگی وہ بری طرح چوٹا۔

○☆☆○

## قدوائی صاحب

"اے جناب۔۔۔ یہ آپ ہیں۔"

"ہاں! یہ ہم ہیں۔"

"نفس فرمائیے۔۔۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"دو کمرے۔۔۔ یا کم از کم ایک بڑا کمرہ۔"

"افسوس! ایک بھی کمرہ خالی نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"معاذیں اس بات کو۔۔۔ آپ اپنا کمرہ ہمیں دے دیں۔" اسٹیکلر

نے کہا۔

"کیا فرمایا۔۔۔ آپ نے؟" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"یہ کہ آپ اپنا کمرہ ہمیں دے دیں۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔"

"تو پھر ہو مل کے مالک کا کمرہ ہمیں دے دیں۔"

"کیا کہہ رہے ہیں جناب۔۔۔ وہ تو مجھے کھڑے کھاتے نوکری سے

لے رہے ہیں۔"

"کیا نام ہے نام کا؟" وہ فوراً بولے۔

"نہیں۔ نام "۳" وہ بکلیا۔

"ہاں نام۔"

"ان کا نام ہے۔۔۔ شیر علی خان۔" اس نے کہا۔

"ہیں ان سے طوائفیں۔۔۔ ہم ان سے کمرہ خدوے لیں گے۔  
اگر آپ اپنا کمرہ نہیں دینا چاہتے۔"

"وہ بھی نہیں دیں گے۔"

"جب کہ میرا خیال ہے۔۔۔ آپ بھی کمرہ لینے کی ہمت کریں گے اور وہ بھی۔ لیکن اس وقت ہم نہیں لیں گے۔ اب دیکھتے ہیں۔"

"جی ہاں۔ وہ سب۔" اس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

پھر وہ دوسری طرف کی بات مٹا دیا۔ آخر ریسپورڈر کہہ کر اس

"جب اب ان کا کہنا ہے کہ کوئی کمرہ جب خالی ہے ہی نہیں تو ہم اسے دے دیں آپ کو۔"

"اور اگر ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ فلاں خالی کمرہ ہے۔"

"ہم آپ کو ایسا کرنے کی اجازت کیوں دیں گے۔"

"اس لیے کہ اگر کمرہ خالی ہیں اور مسافروں کو نہیں دینے جا

تے تو یہ علی قانون کے مطابق جرم ہے۔ سیرا مطلب ہے کہ آپ

ام / تک کہتے ہیں۔۔۔ دائرہ پیچھے لینے کے لیے کمرے نہیں دیتے۔

۔۔۔ لاکھ پیسے دے کر کمرے لے لے دیتے ہیں۔ جس طرح لوگ

اس ایک کرتے ہیں۔۔۔ اور پولیس والے اسے پکڑتے ہیں۔ اب اسی

ان میں ویسے لوگوں کو پکڑوں گا۔"

"میں ایک بار پھر قذافی صاحب سے بات کر رہا ہوں۔" اس نے

"اپنا کام کریں۔۔۔ آپ ہوٹل میں زبردستی کمرہ نہیں لے سکتے۔"

"زبردستی نہیں۔۔۔ ہوٹل میں کمرے خالی ہیں۔ لیکن ہمارے

کمرے امتیاز دیے جاتے ہیں۔۔۔ جو منہ مالک کر لیتے ہیں۔ جتنی

شدہ کرائے سے بھی کمزور۔"

"یہ بات درست نہیں۔" اس نے جمل کر کہا۔

"اس لیے کہ رہا ہو لے کہ آپ مزبانی قزاق کہ ہوٹل کے مالک کو

کو بلا لیں۔"

"وہ مجھ پر بگڑیں گے کہ بلاؤجہ کیوں بلایا ہے۔"

"نہیں بگڑیں گے۔۔۔ میں خود ان سے بات کروں گا۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں۔"

پریشان ہو کر کہا۔

"تو آپ کے ہوٹل کے مالک کا نام قذافی ہے۔"

"ہاں ہے۔ کیا نام ہوتا بھی جرم ہے۔"

"ان سے کسی سے اپنا شناختی کارڈ بھی لے آئیں۔"

"جی ہمت! اس نے منہ بنایا اور ایک بار پھر خبردار لے کیا۔"

وہ مالک کو صورت حال بتاتا رہا۔ آخر میں اس نے کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ آپ آتے ہوئے اپنا شناختی کارڈ بھی لے آئیں۔"

اور پھر اس نے تحیر کر رہ کر دیا۔

"لجے جناب! آپ کی بات سن کر تو وہ آگ بگولا ہو گئے ہیں۔"

آندھی اور طوفان کی طرح آ رہے ہیں۔"

"اوہو اچھا۔۔۔ تب تو ہمیں اپنے بچاؤ کا انتظام کر لینا چاہیے۔"

"ضرور کر لیں۔ دو کاکس نے ہے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

وہ دس دس منہ ہاتے لگے۔ اور ہوٹل کے مالک کا اندھا

کرتے لگے۔ لیکن پانچ منٹ گزر گئے۔ قذافی نام کا کوئی آدمی

نہیں آیا۔

"نہ کیا جناب۔ آخر آندھی اور طوفان کی رفتار سے چل کر

کب یہاں پہنچیں گے۔"

"ہو سکتا ہے۔ کچھ تینویں گئے لگ گئے ہوں۔"

"ہا کوئی غیر قانونی چیز ادھر ادھر کرنے لگ گئے ہوں۔"

"غیر قانونی چیز۔۔۔ یہ آپ نے ایک اور الزام لگا دیا۔"

"اے تو کیا اس ہوٹل میں غیر قانونی چیز کا دوبارہ نہیں ہوتا۔"

اس نے آنکھیں لگا لیں۔

"جی نہیں۔ بالکل نہیں۔۔۔ چرگز نہیں۔" اس نے بھلا کر کہا۔

"اچھا یاد رہے نہیں نہیں نہ کہیں۔" فاروق نے تومہ بیٹایا۔

"اور آپ نے کیا کہا ہے۔" وہ جل کر

"آپ کی جی نہیں نہیں کا جواب دیا ہے۔"

"میں شاید پاگل ہو جاؤں گا۔" اس نے بال ٹوچ لیے۔

"جہ جاتیں۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"فاروق۔ اس بے چارے کو تھک نہ کر۔ یہ صرف میخبر

ہوٹل کے مالک سے بات کریں گے۔ جو آندھی اور طوفان کی

رفت سے آ رہا ہے۔" عیان رحمان ظفر انداز میں بولے۔

اور پھر ایک لمبا چوڑا "بھاری بھر کم آدمی تیز چڑ پٹا ان کی

آنکھ نظر آیا۔۔۔ اس شخص کو وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے۔

"کیا یہی قذافی ہیں؟"

"ہاں جناب! اب ان سے بات کریں۔ ہو کرنا چاہتے ہیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

اسے میں وہ بالکل نزویک آ گیا۔ اور پھر نکار کر بولا۔

"آپ انسپکٹر جشیہ ہیں؟"

"جی ہاں۔ بالکل ہوں۔"

"ہمیں تنگ کرنے کا آپ کس طرح حق رکھتے ہیں۔"

"ہمارا مطالبہ ایک ہفتہ یا دو چھوٹے سکروں کا ہے۔"

"لوگوں کا کہنا ہے کہ کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔ یہی بات ہے۔"

"بالکل... یہی بات ہے۔" وہ بولا۔

"آپ میرا کہنا یہ ہے کہ اگر اس ہوٹل میں کچھ کمرے خالی پڑے ہیں۔ تو ان میں سے ہمیں ملنا چاہیے۔ یہ ہمارا حق ہے۔"

"نہایت جا چکا ہے کہ کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔"

"اس صورت میں ہم اپنا اطمینان کریں گے۔"

"راہیں۔"

"آپ کون ہوتے ہیں۔ چیک کرنے والے۔"

"انسپکٹر جشیہ۔" وہ بولا۔

"ہوں گے۔ یہ کوئی سرکاری ہوٹل نہیں ہے۔ اس نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

"ہوٹل ہے۔ ہماری مرضی۔ ہم کمرے کرائے پر دیتے ہیں۔"

"بالکل غلط۔ اس میں آپ کی مرضی نہیں مل سکتی۔"

"موجود ہے۔ لہذا آپ کو کمرہ دیا ہو گا۔ یا پھر تلاش دیا ہو گا۔"

"وہ تو ان کی طرف مڑا اور پھر دوبارہ اچھلا۔ اس کی آنکھوں میں

"موجود ہے۔ لہذا آپ کو کمرہ دیا ہو گا۔ یا پھر تلاش دیا ہو گا۔"

"وہ تو ان کی طرف مڑا اور پھر دوبارہ اچھلا۔ اس کی آنکھوں میں

"یوں دکھائیں۔ وجہ؟"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس ہوٹل کا مالک... ہمارے ملک کا

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔"

"میں اس وقت ہماری قدموں کی آواز ابھری۔"

"کلب۔ انہیں بی صاحب... خوب موٹے جے آئے۔ مڑا آگیا۔"

"انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

"وہ دونوں کی طرف مڑے۔ انہوں نے ایک ایسے ہی کو چھو

اور فرزند صاحبان۔

"جی نہیں... ہمارے ساتھ پروفیسر دلاؤ اور خان دھانک نام  
موجود ہیں۔"

"اے آپ کی آمد ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے۔ مگر  
قدوائی آپ نہیں جانتے... یہ تو بہت شہرت یافتہ لوگ ہیں۔"

"میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں... لیکن یہ لوگ زندگی  
رہے ہیں۔"

"ارے ارے... کبھی یا تم کرتے ہیں قدوائی صاحب...  
لوگ تو ہرگز کسی کے ساتھ دیر نہ رہتے ہیں۔"

"تب پھر آپ جانتے ہیں۔ جب یہاں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے  
انہیں کس طرح دے دوں۔"

"اوہ ہاں... اتنی سی بات... آپ میرے گھر چلیں... ہاں ہاں...  
بڑھ کر آپ کو آرام ملے گا۔" ایس بی نے کہا۔

"جی نہیں... ہم ہوٹل میں ٹھہرنا پسند کریں گے۔"  
قدوائی صاحب! آپ ان کے لیے اپنا کمرہ خالی کر دیں۔

"مہ... میں... یعنی کہ اپنا کمرہ۔" اس نے چلا کر کہا۔  
"ہاں ہاں! یہ ہمارے اچھے بڑے اور مشہور آفیسر ہیں۔"

ان کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔" ایس بی صاحب بولے۔  
"نہیں مہ... انہیں کوئی کمرہ ہی دینا پڑے گا اور ایس بی

عزیزات بھی دکھانا ہوں گے اور ہوٹل کی سٹاف بھی دیکھائی دیں گی۔"

"لیکن یہ اتنی بہت سی باتیں کس لیے... میں آپ کو ان سے  
نہیں دلاؤ تو رہا ہوں... یہ اپنا کمرہ آپ کو دے دیں گے۔"

"اس سے پہلے شادی کا کارڈ اور ہوٹل کی سٹاف۔"

"جی ہاں... اچھا اس بات کو آپ یاد رکھیں کہ یہ قدوائی  
صاحب میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ آپ تو آپ درگزر کریں۔"

"آپ تو جانتے ہیں... قانونی معاملات میں ہم کسی کی کوئی  
رجسٹر نہیں کرتے۔"

"ہاں بالکل۔ لیکن یہ میرے دوست ہیں... بہت قریبی  
دوست۔"

"مگر یہ کوئی غیر قانونی کام نہیں کرتے تو سٹاف دینے میں اور  
دکانے میں کیا اعتراض ہے... یہ بھی تو فرمائیں۔"

"کیوں قدوائی صاحب... آپ کو کیا اعتراض ہے؟"

"میری کس قدر بے عزتی ہو گی... طرح طرح کی لوگ ہاتھ  
نہیں دے... اور ہوٹل کی سٹاف خراب ہو گی... کس قدر کاروباری  
تسمان ہو گا۔"

"لیکن آپ کے پاس تو خالی کمرے ہی نہیں ہوتے... ساتھ ہی  
خراب ہو جائے گی۔" قانونی نے طنز سے انداز میں کہا۔  
"خدا ہو گا... آپ تو بڑھتے جا رہے ہیں۔ بڑھتے جا رہے

ہیں۔" قدوائی نے کہا۔

"جلو بھی۔ میں ان کے ساتھ بیٹھتا ہوں۔ تم اس کمرے کی  
دراختہ میرا خیال ہے۔ صرف اس کمرے کی تلاشی لینے کی  
دراختہ پیش آنے کی۔"

"آخر آپ کیا تلاشی کرنا چاہتے ہیں۔ منشیات؟" قدوائی نے  
پوچھا۔

"جیسے۔۔۔ فکر ہمیں خاموشی سے یہاں کمرہ یا کمرے مل جاتے۔  
تم بہت اطمینان اور سکون سے اس ہوٹل کا جائزہ لیتے۔ اس  
کمرے اور چند اور کمروں کی تلاشی لیتے اور اس کے بعد حرکت میں  
آتے ہیں۔ آپ کی ضد کی وجہ سے ہمیں اب یہ کام ابھی اور اسی  
مکان پر کرنا پڑ رہا ہے۔"

"اچھا خیر۔ لیکن آپ یہ تو جانتے ہیں۔ آپ کو کس چیز کی تلاشی  
کرانی ہے۔"

"ابھی نہیں۔ پہلے تلاشی لیں گے۔"

"تب پھر کیا خبر۔ آپ جو چیز یہاں سے برآمد کرنا چاہتے ہیں۔  
اس کی بیرونی شکل خود ہی رکھ کر لائے ہوں گے۔" قدوائی نے فوراً کہا۔  
"ہاں! یہ اچھی بات تھی۔ پہلے آپ ہماری تلاشی لے لیں۔"  
"ابھی ہی صاحب۔ آپ ذرا ان کی تلاشی لیں۔"

"مہربان۔" وہ ہلکے سے  
ہلکے سے لہجے میں کوئی بات نہیں۔ انہیں۔ انہیں جوشید سکرانے۔

"ہم تلاشی لیں گے اور کافلات دیکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ تلاشی لے لیں۔ لیکن اتنے بڑے ہوٹل  
کی تلاشی آپ چند آدمی کس طرح لیں گے۔ اس میں تو بہت دقت  
لگ جائے گا۔"

"کوئی پروا نہیں۔ بلکہ وقت بہت کم گئے گا۔ ہم سب سے  
پہلے آپ کے کمرے کی تلاشی لیں گے۔ اور شاید وہیں ہماری تلاشی  
قسم ہو جائے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہمارا خیال ہے۔ بس ان کے کمرے کی تلاشی لے کر ہمارا کام  
چل جائے گا۔"

"قدوائی صاحب۔ آپ کمرہ دکھا دیں۔ اس میں آخر کیا چیز  
ہے۔" اس نے کہا۔

"ابھی بات ہے۔ آپ کہتے ہیں تو دکھا دیتا ہوں۔"

اور پھر وہ انہیں اونٹ لے چلا۔ اس نے اپنی اور اس کے ساتھی بھی  
ساتھ تھے۔ انہیں جیشی نے ان کی موجودگی پر کوئی اعتراض نہیں  
کیا۔ تیسری منزل کے ایک کمرے کے دروازے پر قدوائی رکھا اور بال  
سے بالا کھول ڈالا۔ پھر پہلے وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد باقی  
لوگ۔ یہاں بہت سی کرسیاں موجود تھیں۔ وہ ان پر بیٹھ گئے۔

اور ایسی بی بی نے بکھلائے ہوئے انداز میں ان سب کی  
لے ڈالی۔

"نہیں۔۔۔ ان کے پاس کچھ نہیں۔۔۔ بیویاں بھی یہاں ہیں۔۔۔  
جس۔۔۔ اور وہ ان کا قانونی حق ہے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ تو پھر اب یہ میرے کمرے کی تلاش بھی  
لیں۔۔۔ جو مل سکتا ہے۔۔۔ تلاش کر لیں۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔  
"شروع ہو جاؤ بھئی۔"

نعموہ فاروق اور فرزانہ کمرے کی تلاش پر بحث کئے۔  
جسیدہ خانم رحمان اور پرویسرہ اور وہیں بیٹھے رہ گئے۔

"بہتر تھا۔۔۔ آپ بتا دیجئے۔۔۔ آپ کو ان پر کیا شک ہے؟"  
"بہت عجیب و غریب شک ہے ہمیں ان پر۔۔۔ انہوں نے  
بہت اہم مجرم کو اپنے ہونٹل میں پناہ دے رکھی ہے۔"

"کھ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟"  
"پہلے ہم اسے تلاش کریں گے۔۔۔ پھر کچھ بتائیں گے۔"  
"اس وقت بتانے کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔۔۔ جیسیدہ۔"

وقت تو وہ شخص سامنے ہو گا۔۔۔ خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔  
"نہیں خان رحمان۔۔۔ سامنے ہوتے ہوئے بھی۔۔۔ وہ پھر نہ  
جائے گا۔۔۔ مجھے بنی پتا ہو گا کہ ہمارے سامنے جو شخص موجود ہے  
دراصل وہ کون ہے؟"

چھ نہیں۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے  
تھوڑی نے ابھرنے کے عالم میں کہا۔  
بہت بلند بنا چل جائے گا۔۔۔ وہ بولے۔

"مجھے تو یہاں سے ایسا کوئی شخص ملنا نظر نہیں آتا۔۔۔ کیا آپ یہ  
کہنا چاہتے ہیں کہ اس کمرے میں وہ آدمی نہیں چھپا ہوا ہے؟۔۔۔ لڑائی  
ہے۔"

"میں کیا سمجھتا ہوں اور کیا نہیں سمجھتا۔۔۔ یہ میں ابھی نہیں جانتا  
۔۔۔ انہوں نے منہ پھرایا۔

"خیر خیر۔۔۔ پہلے آپ اپنا کام کر لیں۔"  
"ہم نے اپنا کام پورا کر لیا ہے اب جان۔۔۔ یہاں ۵ خانے کا راستہ  
ہے۔"

"ایا!!!" قدوائی بہت زور سے اچھا۔



”لیکن یہاں راستا ہمیں نظر نہیں آ رہا۔“  
 ”وہ آپ کی نظروں کا قصور ہے۔ ان کا نہیں۔“ انپلر جیشید

مکراتے۔

”تب ہمیں دکھایا جائے۔“

”ہاں! یہ ٹھیک ہے۔۔۔ دیے ذرا آپ قدوائی صاحب کے چہرے  
 پر ایک نظر ڈال لیں۔۔۔ جسے خانے کا نام سن کر ان کے چہرے پر ڈلزلے  
 کے آثار نظر آ رہے ہیں یا نہیں؟“

”ابن نے قدوائی کی طرف دیکھا۔۔۔ اور حیران رہ گیا۔ وہاں نہ  
 صرف یہ کہ ڈلزلے کے آثار تھے۔ بلکہ وہ پورا ایسے میں ڈوبا نظر آ رہا  
 تھا۔“

”آپ۔۔۔ آپ کو کیا ہوا؟“

”کک۔۔۔ کچھ نہیں۔“ اس کے منہ سے نکلا۔

”یہ دیکھئے اگل۔۔۔ اس آتش دان کی راکھ کو بنانے سے راستا  
 بالکل صاف نظر آ رہا ہے۔ لیکن یہ وہ سروں کو نظر نہیں آتا تھا۔“  
 ”کیا مطلب؟“ ابن نے چونک کر کہا۔

”مطلب یہ کہ صرف راکھ بنانے سے یہ راستا نظر نہیں آتا۔  
 بلکہ ایک سوچے ہوئے کے بعد نظر آئے لگتا ہے۔۔۔ ہاں اس صورت میں  
 ”راکھ بنائی جاسکتی۔“

”اور۔۔۔ اور وہ سوچ کمال ہے؟“

## حملے کا آغاز

وہ سب ان کی طرف مڑے۔۔۔ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ  
 کھڑے نظر آئے۔۔۔ اور ان کے دوسری طرف روشن دان تھا۔  
 ”کک۔۔۔ کمال ہے وہ راستا۔ ہمیں تو یہاں کوئی راستا ہی  
 نہیں آ رہا۔“ ابن نے کہا۔  
 ”وہ مزیدیکہ آکر دیکھ لیں۔“ قادیق مسکرایا۔

وہ اٹھ کر ان کے پاس چلے گئے۔ لیکن اب بھی قریب  
 راستا نہیں نظر آتا۔  
 ”کیوں مذاق کر رہے ہیں۔۔۔ انپلر جیشید۔ کیا آپ کے بچوں  
 یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اچھے سے فراہم عمروں کا مذاق اڑائیں؟“  
 ”نہیں پہنچتا۔“ وہ فوراً بولے۔

”پھر یہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟“ ابن نے صاحب بولے۔  
 ”میرے خیال میں انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے صرف  
 اتنا کہا ہے کہ یہاں یہ خانے کا راستا موجود ہے۔۔۔ اور بس۔ اس  
 مذاق اڑانے والی کیا بات ہو گئی۔“



آئے تو دروازوں سے جا گئے۔ قدوائی اچلت بہت بنا وہیں کھڑا رہا۔  
 "آجائے آگے۔ کوئی خطرو نہیں ہے۔"

تاکیا مطلب... دروازہ کھولنے سے پہلے آپ نے یہ بات کیسے  
 کہی۔ "ایک" انصاف نے کہا۔

"ایسے کہ اگر بچے سے کوئی گولی آئے گا خطرو ہو گا... تو قدوائی  
 پہلے یہاں سے ہٹے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

قدوائی نے ایک قہقروہ نظران پر ڈالنے پر ہلکا۔

"مہم... میری طبیعت سخت خراب لگتی ہے۔ دل بیٹھا جا رہا  
 ہے۔ کہیں دل کا دورہ نہ پڑے والا ہو۔ یہ دورہ مجھ پر پہلے بھی پڑ چکا  
 ہے۔ گھبراہٹ میں جانے کی اجازت دیجیے۔"

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں... آپ کرسی پر بیٹھ جائیں۔  
 اسے تم ان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔" وہ بولے۔

"اس کی کیا ضرورت ہے؟" اس نے پوچھا تو کہا۔  
 "آپ بیمار ہیں نا۔ آپ کی خبر گیری کے لیے کوئی اور بھی تو  
 رہتا ہے۔"

"میں کسی جہرے کو چلا لیتا ہوں۔ مجھے آپ لوگوں کی خبر گیری  
 کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے تھکاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ کو نہیں ہے... ہمیں تو ضرورت ہے نا۔" محمود بولا اور  
 اس کے صبر پر جا کھڑا ہوا ہے... اس نے پتھول بھی نکال لیا۔

"اس دوا پر۔ لیکن وہ دیکھنے سے نظر نہیں آتے۔ ہاں  
 جب ہم دکھائیں گے تو نظر آئے گا۔ یہ دیکھئے... اس سفید رنگ کی  
 دوا پر یہاں سیاہ نقطہ ماحول ہو گا۔" محمود نے اشاری سے اشارہ کیا۔  
 "ہاں! سوچو۔ تو پھر۔"

"ہاں۔ کیا سوچ رہے ہیں۔ یہ دروازہ سے ابھرا ہوا نہیں ہے۔  
 دیکھنے میں یوں لگتا ہے جیسے لٹلی سے یہاں پر سیاہ نقطہ لگ گیا۔  
 لیکن یہ سوچ رہے ہیں۔ کیونکہ جب ہم نے اسے دیکھا تو راکھ میں لٹلی  
 سی ہوئی اور ہم جرات نہ کئے۔ آپ کو راکھ کی لٹلی مل دکھائیں اگل  
 ایس بی۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں ضرور۔" اس نے کھوٹے کھوٹے انداز میں کہا۔  
 محمود نے سوچ دیا۔ راکھ میں چند سیکنڈ کے لیے لٹلی مل جائے  
 ہوئی اور پھر مارت ہو گئی۔

"اب دیکھئے۔ راکھ کو جھاننے سے کوئی راستا نظر نہیں آئے  
 گا۔" یہ کہہ کر اس نے ہاتھ سے راکھ ہٹا دی۔ وہاں کوئی راستا نہیں  
 تھا۔ اب اس نے پھر سوچ دیا۔ راکھ پھر لٹلی جلی۔ اب اس نے  
 راکھ کو ہٹایا تو دروازہ صاف نظر آنے لگا۔  
 "تاکیا ہم اس کو اٹھا دیں؟"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔" یہ کہہ کر اسٹیکلز جمشید نے پتھول ہاتھ  
 میں لے لیا۔ اور باقی لوگوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ ایس بی کے

"یہ۔۔۔ ایس بی صاحب۔۔۔ دیکھئے۔۔۔ ایسی میں مجرم ثابت نہیں ہوا۔۔۔ اور مجھ پر پستول تان رہے ہیں۔"

"نہ جی۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ ایس بی بولے۔"

"اس کی ضرورت ہے جناب۔۔۔ کیا آپ نے تھر خانہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا؟"

"تھر خانہ ہونا کسی کے مجرم ہونے کی دلیل نہیں۔۔۔ جب تک کہ تھر خانے میں کوئی غیر قانونی چیز نہ ہو۔"

"او۔۔۔ ہاں! یہ ہے۔۔۔ لکچے میں نے پستول جیب میں رکھ لیا۔۔۔ یہ کہہ کر محمود نے ہاتھ جیب میں ڈال لیا، لیکن اس نے ہاتھ باہر نہ نکالا۔"

"ایس بی صاحب۔۔۔ ان سے کہیں۔۔۔ یہ ہاتھ جیب سے نکالیں۔۔۔" قدوائی نے پل کر کہا۔

"کیوں جناب! کیا میں اپنا ہاتھ جیب میں نہیں رکھ سکتا۔۔۔ کیا یہ قانون کے خلاف ہے؟" محمود نے طریقہ انداز میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ آپ ہاتھ جیب میں رکھ سکتے ہیں۔"

"ایس بی صاحب۔۔۔ آج آپ میرا ساتھ دینے کی بجائے ان لوگوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔۔۔ یہ بات یاد رکھئے گا۔۔۔ کیا آپ اگلے نہیں جانتے۔"

"جی۔۔۔ جانتا ہوں۔"

"آج پھر اس وقت پوری طرح میرا ساتھ دیں۔"

"میں آپ کا ساتھ پوری طرح دینے کے لیے کیا کروں۔۔۔ پہلے یہ بتائیں۔" اس نے ایس بی کے عالم میں کہا۔

"آپ ایس بی ہیں۔۔۔ یہ انسپکٹر ہیں۔۔۔ یہ اس وقت ہیں بھی آپ کے علاقے میں۔۔۔ آخر آپ کے علاقے میں ان کا کیا کام۔۔۔ یہاں ہر طرح کی گھٹیش، پوچھ گچھ آپ کے ذمے ہے۔۔۔ یا ان کے ذمے۔"

"میرے ذمے۔"

"تو پھر انہیں یہاں سے پھانک دیں۔۔۔ اور آپ خود تھر خانے کی حراست لیں۔"

"اس صورت میں بھی یہ میرے ساتھ رہ سکتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"فرض کیا۔۔۔ یہ میرے شہر میں آکر مجھ سے درخواست کریں کہ میرے شہر میں ان کا ایک بزم چھاپا ہوا ہے۔ میں اس کی تلاش میں ان کی مدد کروں تو قانون کی رو سے مجھے ان کی مدد کرنا ہوگی۔" ایس بی بولے۔

"لیکن۔۔۔ انہوں نے آپ سے ایسی کوئی درخواست نہیں کی۔ آپ کو تو میں نے بلایا تھا۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" اس نے تورا کہا۔

"تجربہ میں آپ سے بھی کچھ لانا کا۔"

"تو کیسے... ہم بہت پرانے دوست ہیں۔ آپ مجھے دھمکیاں تو نہ دیں۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ آپ کو بچاؤں۔"

"اگر ان کا جرم ثابت ہو گیا۔ صاحب۔ تو آپ انہیں ہرگز نہیں بچا سکیں گے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"چلئے پھر۔ پہلے تو جرم ثابت کریں۔" ایس بی نے منہ ہلایا۔

اور پھر وہ تھم غلٹے میں اتر گئے۔ تھم غلٹے میں غیر ملکی منشیات کے انبار لگے تھے۔ یہ انبار دیکھ کر ایس بی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی ہو گئیں۔ یہیں ان میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ بلکہ منشیات دیکھ کر ان کی پریشانی بڑھ گئی۔ وہ جلد ہی جلدی تھم غلٹے کی تلاش میں لے گئے۔

"اب آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ اتنا کچھ تو مل گیا۔"

"میں ایک اور چیز کی تلاش میں ہوں۔" اسٹیکو چمیلہ بڑبڑاتے ہوئے کہتا تھا۔

"اور وہ کیا؟"

"چند منٹ انتظار فرمائیں۔"

ان کے ہاتھ تیزی سے حرکت کرتے گئے۔ آخر ایک ٹھیکہ ملاری تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے جو ملاری کرکھلا تو اس میں ایک فائل موجود تھی۔

فائل پر نظر ڈالتے ہی وہ خوش ہو گئے۔ اس وقت ایس بی اور

اس کے ساتھی منشیات کو دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔ لڑائی انہوں نے فوراً فائل کو چھپا لیا۔

"آئیے چلیں۔۔۔ پولیس اور۔۔۔ وہ بولے۔"

"کیا مطلب... کیا آپ کو کوئی چیز مل گئی؟" ایس بی نے پوچھا۔

"نہی کچھ نہیں... مل ہی گئی۔"

"اور وہ کیا ہے؟" اس نے فوراً کہا۔

"اور وہی کچھ نہیں گئے۔"

وہ اب اس کے محمود بالکل بچہ کس کھڑا تھا۔ جب کہ قدانی سر ہولنے بیٹھا تھا۔

"کیا رہا ایسا جان؟"

"کامیابی... اللہ کی مہربانی سے۔" وہ بولے۔

"وہ... مزا آگیا... کیجئے۔۔۔ قدانی صاحب۔ اب اتنا کچھ ملنا سننے کے لیے تیار ہو جائیے۔" محمود نے شوخ آواز میں کہا۔

"سسر قدانی... آپ تو کہتے تھے۔۔۔ آپ منشیات کا کاروبار نہیں کرتے۔" ایس بی نے ہاتھ ہٹوا کر لہجے میں کہا۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اب تو ہم آپ کو گرفتار کر سکتے ہیں نا۔" ایس بی بولے۔

اس نے اب بھی جواب میں کچھ نہ کہا۔

"کیا معلوم نہیں۔"

"ہم میں فی الحال یہاں نہیں سکتا۔"

"ارے ہاں... وہ آپ کو کوئی اور چیز ملی تھی۔"

"اس کے بارے میں بھی... آپ کو کچھ معلوم ہو سکے گا۔"

"ہاں۔"

"لیکن میں اپنے علاقے کے مجرم کو کیسے لے جائے گا۔"

"تک کہ دارالحکومت کی طرف سے مجھے حکم نہ ملے۔"

"میں حکم ابھی دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا مطلب... کیا آپ حکم پہلے ہی لے کر آئے ہیں۔"

"جی ہاں! یہ وہ حکم۔"

"اور انہوں نے اپنا خصوصی اجازت نامہ اس کے سامنے کر دیا۔"

"وہ کو پتہ کر لیں گی کی حالت غیر ہو سکتی... اس نے مجھے تھکے ادا کر دیے۔"

"نہاں۔"

"تھکے ہیں... لے جائیے۔ لیکن تجزیہ لکھ دیں۔"

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔"

"تجزیہ لکھ کر وہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ ہوئی سے وہ چلے"

"والے سے نکلے تھے... اور پھر ان کا سفر دارالحکومت کی طرف شروع"

"اے ایسے میں فاروق نے چونک کر کہا۔"

"ارے... وہ تو وہی گئی۔"

"الیں بی صاحب... آپ یہاں اخباری رپورٹر کو اور ایک"

مجموعہ کو بلا لیں۔ یہ شخص عدالت میں جا کر انکار کرے گا۔"

"اس قدر منشیات برآمد ہونے کے بعد بھی... اور اس قدر"

اسلحہ یہاں موجود ہونے کے باوجود بھی۔"

"ہاں! آپ نہیں جانتے۔"

"اچھی بات ہے۔ اس نے کہا اور فون کرنے لگا۔"

جلد ہی وہاں اخباری رپورٹر اور مجموعہ پہنچ گئے... انہیں جب"

منشیات اور اسلحہ کی اس قدر بڑی مقدار کے بارے میں بتایا گیا تو انہیں"

یقین نہ آیا۔ لیکن جب انہیں تہ خانے میں لے جایا گیا تو ان کی"

آنکھیں کھلتی پھٹتی رہیں۔ اور دھڑا دھڑا تھوڑی جگہ پر گئیں۔"

"اب ہمیں اجازت دیں... انہیں دارالحکومت لے جایا جائے"

گا... یہ انہیں یہاں کا نہیں ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔"

"کیا مطلب... آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ کیوں یہاں کا"

نہیں ہے۔" الیں نے چونک کر کہا۔"

"مکمل کے اخبارات میں تفصیلات پڑھ لیجئے گا۔"

"جی نہیں۔ آپ مجھے ابھی اور اسی وقت جانیں گے۔ وہ"

قدانی یہاں کی حوالات میں رہے گا۔ اور پھر ہمیں کی مثال میں سمجھا دیا"

جائے گا۔"

"آپ کو ابھی کچھ معلوم نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے منہ ہلایا۔"

"گنگہ... کیا رہ گئی؟" فرزان نے پوچھا کر کہا۔  
 "جیسے... تقریباً۔ جس کے لیے ہم گھر سے نکلے تھے۔ اور وہ  
 ہمیشہ وہ جاتی ہے۔" قادیان نے جے کے انداز میں کہا۔  
 "خدا ہو گئی۔" محمود نے من کر کہا۔  
 "تو راجہ کس رہنا چاہتی ہے۔ ہم پر حملہ بھی ہو گا۔"  
 "گنگہ... کیا مطلب... حملہ بھی ہو گا... یعنی آپ کو بھیج  
 ہے۔"  
 "ہاں بالکل... بلکہ تم اپنے پستول لگا لے لو اور تھانوں طرف  
 ٹالیں کیے رکھو، نہ جانے کس طرف سے حملہ ہو۔"  
 "بہت بھتر۔" وہ بولے۔  
 "بفر جا رہی رہا... کافی دیر گزر گئی۔"  
 "میرا خیال ہے ابا جان... آپ کا یہ اندازہ غلط ہو جائے گا۔"  
 "گنگہ... کون سا اندازہ؟" وہ چوہے گئے... گاڑی اس وقت دنا ہوا  
 رہے تھے۔  
 "گنگہ... راستے میں حملہ ہونے والا اندازہ۔"  
 "ابھی ہم اس جگہ نہیں پہنچے... جس جگہ حملہ ہو گا۔"  
 مسکراتے۔  
 "کیا مطلب... کیا حملے کی جگہ بھی ملے ہے۔"  
 "ہاں... یہی سمجھ لو۔" وہ مسکراتے۔

"تب پھر ہم اس طرف کیوں جا رہے ہیں... ہمیں کیا ہے۔"  
 ہم کسی اور راستے سے نکل جائیں... دارالحکومت پہنچنے کا ایسا کئی ایک  
 راستہ تو نہیں ہے۔"  
 "مجبور ہی ہے۔ ہمیں اسی راستے سے جانا ہو گا۔" انہوں نے  
 کہا۔  
 "لیکن کیوں... یہ بھی تو بتائیں نا۔"  
 "میں ابھی وجہ نہیں بتا سکتا۔" وہ مسکراتے۔  
 "ابا جان کا رویہ اس پورے کس میں بے حد برا رہا رہا ہے۔"  
 لادروں نے مدد نہ کر کہا۔  
 "ایسا لگتا ہے... جیسے آپ اس بار ہم سے بہت کچھ بچا رہے  
 ہیں۔" فرزانہ بولی۔  
 "شاید یہی بات ہے... اور وہ ساری بات ہم اس جگہ کے نزدیک  
 پہنچنے کے ہیں۔ جہاں ہم پر حملہ ہونا ہے۔ جانتے ہو... حملہ خود کر  
 جائے گا۔"  
 اسکیلر جھیلے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "یہ بھی آپ ہی بتا دیں... اگرچہ ہم اندازہ لگا چکے ہیں۔"  
 فرزانہ مسکرائی۔  
 "تب میں بتاتے کی بجائے تمہارا اندازہ سنوں گا۔"  
 "تو پھر سنئے... وہ ہم سے قعدانی کو جھین لینا چاہتے ہیں۔"

”بہت خوب۔ تم تینوں واقعی۔“

ان کے الفاظ درمیان میں وہ گئے۔

میں اس وقت ان کی گاڑی کے چاروں غائبہ آواز سے پہلے

تھے۔

○ ☆ ○

نہیں مسٹر

وہ اگر فوری بریک نہ لگاتے تو گاڑی الٹ گئی تھی۔ جو نہی  
گاڑی رکی۔ انہوں نے دیوانے ایکدم کھول دیے۔ اور باہر کی  
طرف چھلانگیں لگا دیں۔ کیونکہ گاڑی کو تو کسی بھی وقت بھی آگ  
لگ سکتی تھی۔ ادھر وہ سڑک پر گری۔ ادھر ان پر بارش ماری گئی۔  
وہ لڑھکتے چلے گئے۔ انپکڑ جھپٹا ایسے میں بھی قدوائی کو ساتھ لینا نہیں  
ہو سکتے تھے۔ انہوں نے اس کا بازو پکڑ کر چھانک لگائی تھی۔ اور پھر  
وہ لڑھکتے ہوئے سڑک کے نیچے چلے گئے۔ جلد ہی وہ درختوں کے بھیجے  
پاریشن لے چکے تھے۔ انپکڑ جھپٹا نے ایک ہاتھ سے قدوائی کو پکڑ  
رکھا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے وہ فائرنگ کر رہے تھے۔ لیکن وہ اور  
ان کے ساتھی۔۔۔ دشمنوں کی طرح اندھا دھند فائرنگ نہیں کر رہے  
تھے۔ بلکہ جس سمت سے فائرنگ ہوتی۔ اس سمت میں فائرنگ کر  
رہے تھے۔ وہ بھی لگاتار نہیں۔ اکا دکا فائر۔ کیونکہ ان کے پاس اتنی  
گولیاں نہیں تھیں۔ کہ اندھا دھند اور لگاتار فائرنگ کر سکتے۔ ادھر  
دشمن ان کی اس فائرنگ کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ وہ وہ اب

میں فائز نہ کرتے تو کبھی کا ان کے نزدیک آچکا ہوگا۔ اہانگ ایک آواز ابھری۔

"تم لوگ چاروں طرف سے تھیر لے گئے ہو۔۔۔ بچ نہیں سکتے۔ ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ بس قدوائی صاحب کو چھوڑ دو۔۔۔ سوکھ پر آیا نہیں۔۔۔ ہم انہیں لے کر چلے جائیں گے۔"

جواب میں وہ خاموش رہے۔ بول کر اپنی پوزیشن نہیں بنا سکتے تھے۔ یہ الفاظ تین چار بار کہے گئے۔ پھر آخر میں کہا گیا۔

"اب ہم چندہ منٹ انتظار کریں گے۔ اگر چندہ منٹ گزرنے پر بھی قدوائی صاحب سڑک پر نہ آئے تو پھر اس قدر فائرنگ کریں گے کہ تم پر کبھی اتنے فائز نہ ہوئے ہوں گے۔" انہوں نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آخر چندہ منٹ بعد فائرنگ شروع ہو گئی اور اس بار واقعی فائرنگ اس قدر دھواؤں سے ہوئی کہ جھگی بڑی طرح گونج اٹھا۔

"حیرت ہے۔۔۔ اس قدر اسلحہ کہاں سے لے آئے۔" انہیں ہشید بیڑا لگے۔

"اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ ان کے نزدیک قدوائی کی اس قدر اہمیت کیوں ہے؟" بھو نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! یہ بات واقعی حیرت کی ہے۔" خانہ دھان نے اس کی تائید کی۔

"جس کے نزدیک یہ بات حیرت کی نہیں ہے۔" انہیں ہشید بیڑا لگے۔

۔۔۔

"جی۔ کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"میں اس وقت گولیاں ان کے بہت نزدیک آکر درختوں سے یا زمین سے گراؤں۔۔۔ پھر یوں لگا جیسے اوپر سے عین فائز کیے جا رہے ہوں۔۔۔ گویا دست سے دشمن اب درخت پر بھی چڑھ گئے تھے۔ یہ بات ان کے لیے بہر حال خطرناک تھی۔"

"ان لوگوں کی ہر جھن کو عقل میں ہے کہ کسی طرح قدوائی کو ہتھیار لیں۔۔۔ اور ہماری کوشش یہ ہے کہ اسے دارالحکومت لے جائیں۔۔۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ فائرنگ میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا ہے۔ گویا اور آدمی آتے جا رہے ہیں۔ اس طرح تو ہم واقعی نہیں بچ سکیں گے۔ درختوں کی اوٹ بہت ہمارے لیے بے کار ہو جائے گی۔۔۔ اب بتاؤ۔۔۔ تم ان حالات میں کیا کہتے ہو؟"

"آپ قدوائی سے اعلان کرائیں۔" فرزان مسکرائی۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"قدوائی اگر ان لوگوں کو حکم دے گا تو کیا یہ دلیہ نہیں ہے؟" جاہیں گے آخر یہ سارا پیکر اسی کو بچانے کے لیے چلایا گیا ہے۔"

فرزان نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! ٹھیک ہے۔۔۔ مگر قدوائی آپ بلند آواز میں ان لوگوں

سے کہیں کہ یہ چلے جائیں۔"

"اور میں کیوں گوں؟" قدوائی ہنس۔

"اس لیے کہ آپ کی زندگی بھرتے میں ہے۔"

"نہیں! آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس وقت کمرے ہوئے

آپ ہیں! میں نہیں۔"

"میں بلاوجہ خون بیانا پسند نہیں کرتا۔ لیکن آپ مجھے مجھ ذکر

رہے ہیں کہ میں آپ کا خون بہا ہی دوں۔" یہ کہہ کر انہوں ہسٹل

قدوائی کی کن پٹی پر لگا دی۔

"پلاؤ گولی۔ مجھے کوئی پروا نہیں۔" اس نے جملہ کر کہا۔

"ایسے نہیں ابا جان۔ ترکیب نمبر ۳۱۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"اوہ ہاں! اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ وہ ترکیب تو سب

ترکیبوں سے زیادہ گاہر ہے۔" انسپکٹر جمشید جلدی سے بول۔

"ترکیب نمبر ۳۱۔ کیا مطلب؟" قدوائی چونک کر بول۔

"ہاں جیسا۔۔۔ دیسے ہمارے ہاں ترکیب نمبر ۳۱ کا استعمال بہت

عام ہے۔ ترکیب نمبر ۳۱ قلی جی ایجاد ہے۔ ابھی آپ اس کا نظارہ

کریں گے۔"

ابچانک اس کی گردن انسپکٹر جمشید کے بازو میں آ گئی۔ انہوں

نے اسے ایک جھٹکا دیا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"اسے ترکیب نمبر ۳۱ کہتے ہیں۔"

"حد ہو گئی۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"ابھی تو یہ شروع ہوئی ہے۔ بس دیکھتے جائیں۔ میں اپنے

باتو کو دوسری حرکت دینے لگا ہوں۔ اس کے بعد آپ کے مزاج

پوچھوں گا۔" یہ کہہ کر انہوں نے ایک ہٹا جھٹکا دیا۔ اس کے

منہ سے دل دوزخ نکل۔

"ارے ارے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا کیا آپ نے۔ میری جان پر ہن

گئی ہے۔"

"بس! بس! دکھانا چاہتا ہوں۔ یہ تو تھا ایک بہت ہلکا جھٹکا۔

لیکن۔۔۔ ذرا غور کریں۔ اگر کہیں میں شدید جھٹکا دوں تو آپ پر کیا

ہوے گی؟"

"خاک پیتے گی۔۔۔ بھری گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔"

"چلو شکر ہے۔۔۔ آپ کو یہ اندازہ تو ہوا۔ تو بتا۔ آپ ان

فائر کرنے والوں سے کہہ دیں کہ یہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ ورنہ

میں ایک ذوردار جھٹکا دیتے کے لیے تیار ہوں۔"

"یہی تو مشکل ہے۔ یہ لوگ نہیں جائیں گے اور میں بھنسا

گیا۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"کیا مطلب۔ نہیں جائیں گے۔ آپ کا اپنا حکم من کر بھی

نہیں جائیں گے۔"



"ہاں بالکل نہیں جانتی گے۔"

"آخر کیوں۔ کیا یہ لوگ آپ کی زندگی بچانا نہیں چاہتے۔"

"نہیں۔ اب یہ مجھے آپ کے ساتھ ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" باقی لوگ ایک ساتھ بولے ساتھ ساتھ وہ

درختوں کی لوث میں تھے۔

"ہاں! یہی بات ہے۔ آپ پہلے قبر پر گریں۔ لیکن میں اعلان

کر رہی ہوں۔"

اس نے ان سے کہا اور پھر طاق چھا کر بولا۔

"سنو سنو۔ میں قدوائی بات کر رہا ہوں۔ کیا تم لوگ میری

آواز پہچانتے ہو؟"

"بہت اچھی طرح مسٹر قدوائی۔ فرمائیے۔ کیا حکم ہے۔" ایک

طرف سے آواز آئی۔

"انسپکٹر جشیو نے میری گردن کچھ اس طرح سے پکڑی ہے کہ

اگر وہ ایک جھٹکا بھی دیں تو گردن ٹوٹ جائے گی۔ لہذا تم لوگ ہرمانی

فریاد اور دہائیں بولنے چاہو۔ میں خود ان سے معاملے طے کر لوں گا۔ اور

یقین جانو۔ یہ مجھے جان سے نہیں ماریں گے۔"

"یہ تو ہم جانتے ہیں مسٹر قدوائی۔" وہ ساری طرف سے آواز

آئی۔

"تھپ بھر؟" بوالہ انداز میں قدوائی نے کہا۔

"یقیناً ہمیں افسوس ہے۔ ہم ایسے نہیں ہاں گئے۔ یا آپ کہ

کر جائیں گے۔ یا ان سب کو قسم کریں گے۔"

"سن کے ساتھ میں بھی مارا جاؤں گا۔"

"کوئی پروا نہیں۔" وہ ساری طرف سے کہا۔

اب قدوائی ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ لوگوں نے سنا؟"

"ہاں! سنا۔ آپ ان کے کیسے پاس ہیں۔ کہ یہ آپ کا حکم

ہو رہا ہے۔" محبوس نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے پہلے ہی آپ لوگوں کو یہ بات بتا دی تھی۔"

"آخر کیوں۔ ایسا کیوں ہے؟" قدوائی چلا کر بولا۔ وہ سب

طرح حیران تھے۔ لیکن انسپکٹر جشیو براہ منکروٹے جا رہے تھے۔

"میں اس کیوں کا جواب نہیں دے سکتا۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں تو دے سکتا ہوں۔" انسپکٹر جشیو

نے

"کیا مطلب؟" قدوائی دوسرے رخ لگا۔

"مسٹر قدوائی یہ کہانی میں دار الحکومت میں چل کر سناؤں گا۔

ان لوگوں کا خون ہمیں بہانا پڑتا تھا۔ اس لیے کہ آخر یہ انسان

لیکن یہ نہیں مانتے۔ اگر آپ کا اعلان سن کر یہ چلے جاتے تو

لا جاؤں گا جاتیں۔ بات یہ نہیں کہ ہم ان کے گھیرے میں آجائے

جس۔ بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ ہمارے گھیرے میں آئے ہیں۔  
 ”کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا کر دیا جیسی۔ کیا تمہارا ماں  
 نہیں چل گیا۔۔۔ خان رحمان نے پوچھا کر کہا۔

”نہیں خان رحمان۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اللہ  
 ہے۔ ہاں تو قدوائی صاحب۔ آپ فیک آخری کوشش کر لیں۔  
 لوگوں کو بتادیں کہ وہ سخت خطرے میں ہیں۔ ان کے لیے بہتر  
 کہ یہ چلے جائیں۔۔۔ دہرہ پھران کا خون اس جگہ میں گر کر رہے  
 ”اچھی بات ہے۔“ قدوائی نے کہا۔ اور ایک بار پھر سہل  
 کر دھاڑا۔

”سن۔۔۔ سن۔۔۔ میں قدوائی بات کر رہا ہوں۔ تم لوگوں  
 زندگیاں خطرے میں ہیں۔ تم جی طرح گھیر لے گئے ہو۔  
 جیسی تم لوگوں کی زندگیاں بچانے کا ایک سہری موقع دیتا چاہے  
 میرا مشورہ بھی تم لوگوں کو یہی ہے کہ کھل جاؤ۔۔۔ اور بچو۔“  
 دیکھو۔“

”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔“ بہت سے آدمیوں کے متھے جواب میں  
 بچے۔ پھر ایک نے چیخ کر کہا۔

”مسٹر قدوائی۔ کیا ان لوگوں کے ساتھ تمہارا دماغ بھی  
 ہے۔ گھیرے میں یہ لوگ ہیں۔ ہم نہیں۔“

”اب اس کا میں کیا جواب دوں۔“ قدوائی نے اسیکھ جہ

”ان سے کہہ دیجئے۔ میں صرف ایک فائر اپنے آسموں سے  
 دھواں بولوں۔۔۔ اگر اس فائر کے جواب میں ایک چیخ ان کے آدمی کی نہ  
 ہوگی۔ تو میرا دعویٰ ملے۔“

”اچھی بات ہے۔“ یہ کہہ کر قدوائی نے ان کی بیات دہرا  
 جواب فوراً ملا۔

”ضروب۔ ضروب۔ ہم اپنے ایک آدمی کی چیخ غنا پند کریں  
 ”مسٹر قدوائی۔ آپ آٹھیں بند کر لیں۔“

”کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا آپ مجھے شوٹ کرنا چاہتے ہیں۔“  
 ”نہیں۔۔۔ فوراً آٹھیں بند کر لیں۔۔۔ دہرہ میں۔“ اٹھوں نے  
 بالکل سی حرکت دی۔

”اچھا اچھا۔“ اس نے گھبرا کر کہا۔ اور آٹھیں بند کر لیں۔  
 ساتھ ہی ایک فائر ہوا اور ایک چیخ فضا کو تھرا گئی۔۔۔ دھنوں کا  
 آدمی ایک درشت پر سے گرا اور شاٹا بچھا گیا۔

”اب۔۔۔ مسٹر قدوائی۔۔۔ ان سے کہو۔ اب ان کا کیا خیال  
 ”دیکھا تم نے۔ اپنا ایک آدمی گوا بیٹھے گا۔“

دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔

"اب سناپ کیوں سو گئے کیا ہے۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ واپس چلے جائے۔"

"ہمیں افسوس ہے سسر قدولی۔" آواز ابھری۔

"اس بات پر پرکھ کہ تم نے میری بات نہیں مانی۔"

"نہیں۔۔۔ بلکہ اس بات پر کہ ہم آپ کی بات نہیں مان سکتے تھیں مان سکتے۔"

"آخر کیوں۔۔۔ کیوں نہیں مان سکتے۔" محمود چلا اٹھا۔

"یہ سب چھانسنے مجبور ہیں۔ اب میں انہیں آخری وار ڈھونڈ رہا ہوں۔ وہ بھی اس لئے کہ یہ آخر انسان ہیں۔ اور ہیں بھی انسان۔"

اپنے مسلمان۔۔۔ لیکن اس وقت یہ کسی کی غلامی کر رہے ہیں۔ اس غلامی کے بدلے میں انہیں بہت دولت ملتی ہے۔۔۔ ہاں تو سب اسے لوگوں جنہوں نے اپنے خیال کے مطابق ہمیں گھیرے میں لے لیا ہے۔

ہے۔۔۔ یہ پروگرام شروع سے میری فکر میں رہا ہے۔ یہ بات میں نے کسی کے دربار میں ثابت کر چکا ہوں۔ جب یہ سارا پروگرام میری نظروں میں رہا ہے تو یہ جگہ بھی میری نظروں میں رہی ہے۔ کیونکہ پہلی جگہ بھی ہمیں ہمیں گھیرا گیا تھا۔۔۔ لہذا ہم نے واپسی کا سفر شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے آدمی اس جنگل کے درختوں پر مقرر کر دیئے تھے۔

ہماری یہاں آمد سے پہلے ان لوگوں نے درختوں پر پوزیشن لے لی تھی۔ تم لوگ بعد میں آئے تھے۔ لہذا میرے آدمیوں کو معلوم

کہ تم کہاں کہاں ہو۔ لیکن تم لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں کہاں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سب ان کے نشانے پر ہو۔

اب کہ وہ تم میں سے کسی کے نشانے پر نہیں ہیں۔۔۔ تم ہو بھی درختوں پر۔۔۔ ابوہر اور بھاگ کر یا لڑکھ کر یا کر کر خود کو گولیوں سے بچا بھی

سکتا ہو۔ کیا سمجھے۔۔۔ اگر اب بھی نہیں سمجھے تو اس بار تم لوگوں کو پانچ آدمی گھیریں گے۔ کیا خیال ہے۔ گرا دیئے جائیں۔۔۔ پانچ آدمی۔۔۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"ہاں! اس لئے کہ ہمیں تمہاری بات کا ایک فیصلہ بھی یقین دہانی دینا ہے۔"

"بہت خوب اگر وہ ان کے پانچ آدمی۔"

پانچ جھپٹیں بلند ہوئیں۔ اور پھر موت کا سناٹا چھا گیا۔۔۔ آخر پھر جھپٹ کی آواز ابھری۔

"اب کیا کہتے ہو؟"

"افسوس۔۔۔ ہم تو واقعی گھر گئے ہیں۔"

بس تو پھر تیک مشورہ مانفہ درختوں سے نیچے اترے اور واپس آئے۔ جو جاکے۔ اس طاقت کی غلامی چھوڑ دو۔ یہ تو صرف تم لوگوں کو

دانا چاہتی ہے۔ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتی ہے۔۔۔ دیکھو! ان لوگوں نے ہمارے مقابلے میں تم لوگوں کو

ہارا ہے۔ دولت دے کر۔۔۔ مقابلے میں خود نہیں آئے۔ کہ ان پاس

جائی نقصان نہ ہو۔ یہ لوگ اپنا جانی نقصان کرنا پسند نہیں کرتے۔  
دولت خرچ کرتے ہیں۔ یہ دولت بھی خود انہوں نے ہم سے ہی کمال

ہوتی ہے۔ اپنا ناکارہ اسلحہ جو ہمیں بیچتے رہتے ہیں۔ اور ہم اس کو

سیدھے ہیں کہ ان کے خیال میں آ جاتے ہیں۔ میں آپ لوگوں کی

بات نہیں کر رہا۔ ان کے پکڑوں میں تو ہماری حکومتیں آ جاتی ہیں۔

ہمارے وزیر اعظم پکڑ میں آ جاتے ہیں۔ اور ہمارے صدر صاحب

میں آ جاتے ہیں۔ دوسرے وزیر اور امیران کے پکڑ میں آ جاتے

ہیں۔ لہذا میں تو یہی کہوں گا۔ ان کے جال میں آ کر اپنا خون

بھاؤ۔ اگر تم میرے ملک کے نہ ہوتے۔ مسلمان نہ ہوتے میں اپنا

وقت کیوں برباد کرتا۔ کب کا اپنے آدمیوں کو حکم دے چکا ہوتا۔ اور

وہ فائرنگ کر کے تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہوتے۔ اور

داد حکومت کی طرف جا رہے ہوتے۔ بس اب میں کچھ نہیں کہوں

گا۔ صرف تم لوگوں کا فیصلہ سنوں گا۔

اب مکمل خاموشی چھا گئی۔ جیسے سب لوگ سہمی سوچ رہے

تھیں۔ آخر وہی آواز بھری۔ جو اب تک باتیں کرتی

رہی تھی۔

"الپنڈر جیشیم۔ آپ نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔

وہیں جانے کے لیے تیار ہیں۔ ان لوگوں کا حکم یہ تھا کہ اگر

وہی کو نہ چھڑائیں تو انہیں بھی ختم کر دیں۔ کسی حالت میں اس

کا ہاں! یہی بات ہے۔ یہاں اشارہ گا جو سفیر ہے۔ یہ  
ہوگرام وہ ترقیب رہتا ہے۔ اس کے براہ راست گنگ کو  
لے ہیں۔ گنگ ہمیں حکم دیتا ہے۔ لیکن اس بار ٹرانسیر

ہم کو ساتھ نہ لے جانے دیں۔ لیکن اب مسئلہ ہمارے لیے  
ماتے گا۔"  
"اور وہ کیا؟"  
"وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"  
"تم ہماری پناہ میں آ سکتے ہو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ تم لوگوں  
کی جان کی جاکے گی۔"  
"اچھی بات ہے۔ ہم راضی ہیں مگر اسے چاہیے اور درختوں  
پر آ رہے ہیں۔ مولائی فرما کر آپ لوگ فائرنگ نہ کریں۔"  
"ارے نہیں۔ ہم کیوں کرنے لگے۔ فائرنگ۔" فاروق نے  
کر کہا۔  
یہ صورت حال واقعی طوفان کن تھی۔ جلد ہی وہ ہاتھ اٹھائے  
تھیں۔ ان کے اسلحہ پر الپنڈر جیشیم کی تحقیر قوس نے  
ایا۔  
"اب بتائیں۔ آپ لوگ براہ راست کس کے احکامات پر  
کرتے ہیں۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ کام اشارہ کے لیے کرتے

اس نے ہمیں حکم دیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ قذافی کو انسپٹر جیشید  
مقرر کر لیا ہے۔ اسے ہر حال میں چھڑوانا ہے۔ یہ پھر اسے لایا  
دیتا ہے۔ ان میں سے ایک نے بتایا۔  
”سنا مسٹر کلک“۔ انسپٹر جیشید بولے۔

○ ☆ ○

## اصل مجرم

وہ سب بری طرح اچھلے۔ اور سب کی نظریں قذافی پر جم  
گئیں۔ اس لیے کہ انسپٹر جیشید نے یہ جملہ اس کی طرف مت کر کے  
کہا تھا۔

”کلک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ مسٹر کلک ہیں؟“  
”ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔“ انسپٹر جیشید منکرائے۔  
”کیوں مسٹر قذافی؟“

”یہ ٹھیک ہے۔۔۔ میں ہی کلک ہوں۔ انسپٹر جیشید کی نظروں کی  
دارو پڑتی ہے۔۔۔ انہوں نے غالباً مجھے ہوٹل میں ہی پہچان لیا تھا۔“  
”اور میں پہچانتا کیوں نہ۔ تم بات کرتے ہوئے۔ باتیں  
کندھے کو ہلکا سا جھٹکا ضرور دیتے ہو۔ یہ تصادفی غلطی ہے جس کا  
تجربہ خود پتا نہیں۔ میں نے کلک کو جب بات کرتے دیکھا تھا۔ تو  
اس جھٹکے کو نوٹ کر لیا تھا۔ جب ہم بعد میں ہوٹل میں آئے اور آپ  
سے بات ہوئی تو مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ تم ہی کلک ہو۔ اسی لیے تو  
جہیں دارالحکومت لے جا رہے تھے۔“ یہاں تک کہ کہ وہ خاموش ہو

”نیکن ایمایان۔ اصل مجرم تو انشارج ہے۔ اور اصل مقتوی مجرم‘ عقارت خانے کا سفیر ہے۔۔۔ انشارج کا سفیر۔“

”ہم دارالحکومت پہنچنے ہی تک کا بیان لیں گے۔ ان سب لوگوں کے بیانات دیکھاؤ کریں گے۔ پھر یہ بیانات صدر صاحب کے سامنے رکھے جائیں گے۔ اور اس کی گرفتاری کا حکم حاصل کریں گے۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیسا پروگرام ہے؟“

”بہت خوب صورت۔۔۔ بہت دلی کش۔۔۔ بہت مزے وار۔“

”تو پھر چلتے ہیں۔ اب یہاں رگ کر کیا کریں گے؟“

”اور ان لوگوں کا کیا کریں۔۔۔ اتنے بہت سے لوگوں کے لیے تو ہمارے پاس گاڑیاں نہیں ہیں۔“

”ہم انہیں تھیلے فوس کی گاڑیوں میں جائیں گے۔“

”اوہ ہاں۔۔۔ واقعی۔“

جلد ہی ان کا سفر شروع ہوا۔ دارالحکومت پہنچے ہیں انہیں جھیدے صدر سے ملاقات کی۔ انہیں ساری صورت حال بتائی۔ وہ سکتے میں آگئے۔ پھر بولے۔

”اب۔ اب تم کیا چاہتے ہو جھیدہ؟“

”انشارج کے سفیر کی گرفتاری۔“

”افسوس! ہم اسے گرفتار نہیں کر سکتے۔ ہاں پھندہ یہ شخصیت

نرا۔۔۔ کہ اس کے ملک والیں بھجوا سکتے ہیں۔“

”اس سے کیا ہو گا سب۔ اس کی جگہ دوسرا آ جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے۔۔۔ آنے والا پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو۔ اس مسئلے کا یہ حل ہے ہی نہیں۔۔۔ دیکھئے ملک یہ لوگ ہمارے ملک کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور اس بار تو ہمارے پاس ان کے خلاف عمل ثبوت موجود ہے۔ ملک ان کے خلاف ہر طرح کی گواہی دینے کے لیے تیار ہے۔ ملک کے وہ سامعین جنہیں ہم نے جان سے نہیں لیا۔ اور اس بات کی پوری پوری کوشش کی ہے کہ انشارج کے ہاتھ نہ لگیں۔ وہ سب ہمارا شکر یہ ادا کر رہے ہیں اور عدالت میں بیانات دینے کو تیار ہیں۔ آخر ہمیں اور کس ثبوت کی ضرورت ہے۔“

”کسی کی نہیں۔۔۔ لیکن انشارج اس بات کو پروااشت نہیں کرے گی۔ اور اتنی کارروائی پر اتر آئے گا۔“

”تو اتر گئے سب۔ ہم اس سے کیوں ڈریں۔۔۔ صرف اور صرف اللہ سے کیوں نہ ڈریں۔ کیا آپ بھول گئے۔۔۔ جو صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔۔۔ سب اس سے ڈرتے ہیں۔ اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ اسے سب ڈراتے ہیں۔“

”ہاں! یہ بات میں جانتا ہوں۔ لیکن تمام عوامی جمہور وار مجرم اس اقدام کو پسند نہیں کریں گے۔ ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ انشارج انہیں ہمارے خلاف کھڑا کر دے گا۔ اور میرے خلاف

سازش کراؤے گا۔

"تو کراؤ سکے۔ آپ کیلئے ڈرتے ہیں۔۔۔ آپ صرف اور صرف اللہ سے ڈریں اور اس کے بعد دیکھیں کیا ہوتا ہے۔"

"اچھی بات ہے جیشید۔۔۔ آئی بی صاحب سے اس کے وارنٹ لے لو اور کرلو اسے گرفتار۔۔۔ اب میں ان لوگوں سے نہیں ڈرتا۔"

"شکریہ سمجھتے ہو۔۔۔ بہت بہت۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ وارنٹ لینے کے بعد جب وہ آئی بی کے پاس پہنچے تو ان کے حیرت پر ایک حیرت زدہ سی مسکراہٹ تھی۔

"حیرت ہے جیشید۔۔۔ تم یہ وارنٹ حاصل کرنے میں کس طرح کامیاب ہو گئے۔۔۔ میرا خیال تھا۔۔۔ صدر صاحب اور تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔ بس یہ کام نہیں کر سکتے۔"

"آپ کا خیال کچھ غلط بھی نہیں تھا۔۔۔ لیکن اللہ کی مہربانی سے ایسا ہو گیا۔"

"یہ لے جاؤ۔۔۔ وارنٹ تیار ہیں۔ لیکن طوفان بہت اٹھے گا۔"

"گوئی چڑا نہیں۔۔۔ ہم نے ایسے بہت طوفان دیکھے ہیں۔ ان کا سامنا کیا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ آدھ گھنٹے بعد وہ سفیر کے سامنے بیٹھے تھے۔ اس کا نام جان ایف شیو تھا۔

"آپ کیسے تشریف لائے؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہمارے پاس آپ کا وارنٹ ہے۔۔۔ گرفتاری کا وارنٹ۔"

انہیں جیشید مسکرائے۔

"گرفتاری کا وارنٹ اور میرا۔۔۔ آپ کو ضرور کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔۔ آپ کی موجودہ حکومت میری گرفتاری کے وارنٹ جاری کر رہی ہیں۔ یہ تو حکومت کے معاملے میں تحریر کیا ہے۔"

"کیا فرمایا آپ نے۔۔۔ معاملے میں تحریر کیا ہے۔" انہیں جیشید نے چونک کر کہا۔

"نہیں! میں آپ کو تحریری معاہدہ دکھا سکتا ہوں۔"

"ہم تحریری معاہدہ دیکھنا ضرور پسند کریں گے۔"

وہ اٹھ اٹھا اور معاہدہ نکال لایا۔ انہوں نے پڑھا۔۔۔ واقعی اس میں یہ شرط موجود تھی۔ کہ انشراحہ کے کسی سفیر کو۔۔۔ چاہے اس کے خلاف کچھ بھی الزام ہو۔ گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ ہاں واپس ضرور لایا جاسکتا ہے۔ یہ پڑھ کر انہوں نے صدر کو فون کیا۔۔۔ وہ ان کی وزارت میں کر بولے۔

"میں جاتا تھا۔ تمہارا فون آنے لگا۔۔۔ تم اس معاملے کو بھڑا۔۔۔ میرے پاس جو معاہدے کی کاپی ہے۔ میں بھی اس کو جلا کر رکھ رہا ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ اس معاملے کی آڑ میں ملک سے دشمنی کریں۔ یہ تو طے نہیں تھا معاملے میں۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا۔ شکریہ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر لیا۔ اور سیر کی طرف  
مڑے۔ انہوں نے معاہدہ اٹھا لیا اور خان رحمان کو دیتے ہوئے۔  
بولے۔

"موجود خان رحمان۔ جلا کر اس کی راکھ و افش شین میں بھاند۔"  
"بہت بہتر جیشید۔"

سیر نے چونک کر ان کی طرف دیکھا، لیکن پھر مسکرایا۔  
"اس سے کیا ہو گا الیکٹر جیشید۔"

"اس سے یہ ہو گا کہ ہم آپ کو گرفتار کر سکیں گے۔"

"درجہ ہے تہہ دار۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ میں ابھی انتہا درجہ کے  
صدر کو فون کرتا ہوں۔"

"آپ یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔"

اس نے انتہا درجہ کے صدر کے نمبر ملائے۔ جلد ہی صدر کی  
آواز کرنے لگی۔

"میں مسٹر جان ایف شرو۔"

"نہیں۔ کنگ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آپ یہ لوگ مجھے گرفتار  
کرنے کے لیے آئے ہیں۔"

"کیا اس دو ٹکے کے ملک کی بہت ہے کہ ہمارے سیر کو  
گرفتار کرتے۔۔۔ میں ابھی صدر کو فون کرتا ہوں۔ آپ ابھی گرفتار

نہیں اور اس فون کو آن رہے ہیں۔"  
"او کے سر۔"

"کچھ نہیں ہو گا سمجھو۔ انہیں گرفتاری دینا ہی ہو گی۔" الیکٹر  
جیشید بول اٹھے۔

"یہ۔۔۔ یہ کون بولا؟"

"الیکٹر جیشید۔ یہی مجھے گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں۔"  
سیر نے ہنس کر کہا۔

"اڑہ اچھا۔۔۔ میں دیکھوں گا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ کیسے یہ  
لوگ آپ کو گرفتار کرتے ہیں۔"

"بہت بہتر شکریہ سر۔"

"پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔ چندر منٹ گزرو گئے۔ لیکن انتشار درجہ کے  
صدر کا فون نہ آیا۔"

"تیم اور انتظار نہیں کر سکتے۔ آپ کو گرفتار کر رہے ہیں۔  
جان۔۔۔ ہمارے صدر صاحب کی ہدایات موصول ہو چکی ہیں تو ہم آپ کو  
قرار دے کر دیکھا گئے۔"

"آپ کو ابھی اور ٹھہرنا چاہیے۔"

"نہیں بس۔۔۔ آپ اور ہمیں ٹھہر سکتے۔"

اور اسے گرفتار کر کے حوالات پہنچا دیا گیا۔ وہ بیٹھا اور چلا تا رہا  
کیا۔ اب انہوں نے صدر صاحب کو فون کیا۔



"ہاں حبشہ کیا رہا؟"

"مگر غار کر کے خواتین میں پھنسا دیا ہے سر۔"

"بہت خوب۔"

"اور آپ کے ساتھ کیا رہا؟" انہوں نے پوچھا۔

"بہت دھمکیاں دیں حبشہ اس نے مجھے۔ اس قدر دھمکیاں

کہ میں نے آج تک نہیں سنی ہوں گی۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ اس لیے کہ۔"

"اس لیے کہ کیا حبشہ۔"

"آپ نے سنا نہیں سر۔ کھیانی ملی کھیا تو ہے۔ یہ لوگ

صرف کھیا تو ہیں گے۔ اور توہے دیں گے۔ ہمارے خلاف

سازشیں کریں گے۔ وہ یہ پہلے بھی کرتے رہتے ہیں۔ آپ فکر نہ

کریں۔ ہم ان کی ہر سازش کا جواب پہلے ہی دیتے آئے ہیں۔ اب

بھی دیں گے۔ اور آپ دیکھیں گے۔ یہ ان شاء اللہ ہر بار سچ کی

کہانیاں گے۔"

"ان شاء اللہ۔" صدر صاحب بولے۔

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑے۔

"بھئی یہ مرحلہ تو ہوا اٹھے۔ اب کیا کرنا ہے۔"

"اب ہم نئے سرے سے شادون آباد کا سفر کریں گے۔ امید

ہے کہ اس بار کوئی تکس نہیں چپکے گا۔" فاروقی نے پرجوش انداز میں

"دلیل۔۔۔ لیکن یہ امید کتنے فیصد ہے۔" خان رحمان نے سنا

"جی۔ نہیں۔۔۔ صرف۔ ایک فیصد۔"

"کیا کہا۔ ایک فیصد امید۔" پوچھ کر آؤد بولے۔

"جی ہاں! اس کے زیادہ امید ہم کر بھی تو نہیں سکتے۔"

"انہی بات ہے۔۔۔ مجبور ہی ہے۔ ہم ایک فیصد امید پر ہی

مکمل کر لیں گے۔"

دوسرے دن وہ پھر شادون آباد جا رہے تھے۔ لیکن ان کے دل

دھک دھک کر رہے تھے۔ کہ نہ جانے کب ان کے ساتھ کچھ پیش آ

جائے۔



آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود فاروق افراتہ اسپیکر مشیہ  
آفتاب صف قرعہ اسپیکر عمران مرزا  
آرہ شولی اور زنی مشیر کرم  
45-واں قاصیہ

## حیرت کا سمندر

مجلس الشورى

☆ آپ کی لکھ مشقیں تحریرتہ اسطورہ روایتی ہیں۔

۱۰ آب شادی که از این میوه پخته شود

۵۰۔ اسی کے جواب میں میں لکھا جاسکتا ہے کہ چٹے پراحو پھر دو۔

۵۔ ہر لواء سے ایک ہنگامہ ملائے۔

۱۰۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اس قسم کا آپ ان لوگوں میں بھی قبول کیا جائے گا۔

۵۵ جی نہیں... آپ کو تسلیم کرنا ہو گا... اس وقت تک کہسے جانے والے تمام کام  
بلوڈس اور خاص ٹائول میں یہ ٹائول بالکل صاف قسم کا تھا۔

۱۰ اور پھر یہ سب کچھ لبرلزم کے انجام کے لحاظ سے بھی قدامت پرستانوں سے مختلف ہے۔

35۔ یہ قاضی کچھ ایسے انعام کے لحاظ سے بھی تمام تر بادلوں سے مختلف ثابت ہو گا۔

سوال یہ ہے کہ کیا ان شخصیات نے "اگر" آپ خاص تجربہ سے استفادہ کیا ہوگا  
کیا نہیں؟

اور جس پر بات چیت ہوئی اس کے نتیجہ...

۵۔ تب کے بعد ایک نیا جہاز بھیجیں۔

۱۰) علی بن ابی طالبؑ ہوتا ہے۔ یہی سال خاص نکلتے ہوئے صریح ماثقہ ہوا۔

۱۱) حق و باطل کے تقابلی مطالعہ سے ملے ہوئے

۱۰ مہینہ اور مفید کیوں اٹارے تھے؟

۵۔ اور سب الیگزینڈر جیشوہ کے فریسی سوانحی یہ نادر المذہب ہو گئے۔

میں نے سمجھا تھا کہ جب اللہ کے رسولؐ کا ہونے کا اعلان ہوا تو ان کے ساتھیوں کو حیرت اور حیرت کی گھبراہٹ ہوئی۔

لکھا تو اسی وقت ہوئی جب انہیں مشہور ہوا کہ رنگ بھل بدل گئے۔

۶۔ (۱) اسی جھوٹائی سے ملے۔۔۔ ایک ہزار ہزار ترین ملے۔

[illegible]

اس نثر میں لکھنے کا مقصد یہ تھا..... وہ اس کیا چکر چلی رہا تھا۔

اسی وقت گزرا کہ میں تھان امد شہر اٹلی سے باہر آئیں اگلے دن صبح ۱۰ بجے  
سرکاری ایئر لائن کا نظام توڑ دیا۔

اس شک کی بنیاد پر انہوں نے تیل کا معاملہ کیا، تیل کی کہ لڑائی میں بھارت اور شہر  
صاف ختم آئے۔

ایک شخص جو مگر اسرارِ قتل.... وہ بھی ان کے سامنے۔

الہیچتر جیہیہ انکم کو مرزا احمد شکی برادر او کو دے کے سنے جانتے پر غور کو فیہر  
بات ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ بچے کے لئے زمانہ ہوا لیکن... جب قرینہ ملا

شہر کی ت اور ذہنی گہ سے عکس الین ان کے استے ہیں ہی ہا عوا و کات مہور

کیا وہ ان رگزاروں کو دور کر سکے... نہ کوئی کار بار انجام دے سکے؟

یہ کتب  
سٹاک میں موجود ہیں

☆ ایک خط لکھ کر آپ کو کتابیں چاہیں رعایتی قیمت پر اور اسے  
☆ سے براہ راست منگوا سکتے ہیں۔  
☆ کتابیں بذریعہ وی بی آر سٹال کی جاتی ہیں۔  
☆ ڈاک خرچہ وارہ آؤ کرے گا۔  
☆ سٹاک میں موجود کتب کی فہرست ہر ماہ شائع کی جاتی ہے۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
* 30	چاپ کے ۱۱۱	* 45	ایک کے قیدی
* 30	چاپ کوثر کی تلاش	* 40	کیمیل کی موت
* 30	طوفانی دہائی	* 36	ڈاکٹریٹ نمبر II
* 30	اسور کی موت	* 36	ڈاکٹریٹ نمبر III
* 30	جہنم کے پجاری	* 36	بائل قیامت I
* 30	روشنی کا فو	* 36	بائل قیامت II
* 30	تسمیر کی تصویر	* 36	بائل قیامت III
* 30	کائنات کے بادشاہ	* 30	خون آلود ہاتھ
* 15	نکاح کا دور	* 15	غنی اشتہار
* 15	اوسٹ و سٹاؤنٹ	* 15	چھپے دان
* 15	راؤ کی آہ	* 15	بھوت کی پوری
* 15	شہر	* 15	مذہب کی قبر
* 15	چالیس خط	* 15	خدا کا
* 15	کیمیل کے قیدی	* 15	اسلم و فری
* 15	شائق مجرم	* 15	طوفان کا فو
* 15	خوشہ کا پندرہ	* 15	کالم ہر دور
* 15	برداشت کی راہیں	* 15	اندر آؤ
* 15	بیانیہ جرم کی	* 15	جسے آگوشا

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
* 60	کافق لادیں	* 120	بکیم سون
* 60	رامو شا کا فو	* 68	جہان نامہ اقبال
* 30	سیدھی پرکیش	* 60	جہان
* 30	نور اللہ کی دہائی	* 60	اقبال
* 30	کافق کی دہائی	* 60	فتح دہشتے
* 30	سازش کا فو	* 60	گورا مرد
* 30	سازش کی آئین	* 60	کونکین
* 30	سازش کا فو	* 60	جہان نامہ
* 30	کمر کر	* 60	کمانی کا پندرہ
* 30	انسانی دہشت	* 60	تسمیر کی تصویر